مردِ انقلاب

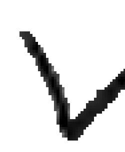
جعفر

مصطفیٰ زمانی

یکے از مطبوعات

جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان

پوسٹ بکس ۵۴۲۵ کراچی-۲



ترجمہ ———— ڈاکٹر سہیل بخاری

نظرثانی ———— رضا حسین رضوانی

کتابت ———— سید جعفر صادق

طبع اول ———— ۱۴۰۱ھ - ۱۹۸۱ء

تعداد ———— تین ہزار

مطبع

— قادر پرنٹرز

عرضِ ناشر

بحمداللہ وطنِ عزیز پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اور نظریاتی بنیادوں پر قائم ہوا ہے۔ اِس ملک کے حصول کے لیے برِصغیر کے مسلمانوں نے جو قربانیاں دیں اور جن مصائب اور آلام سے اُنھیں گزرنا پڑا اُن کی یاد اب تک دلوں میں تازہ ہے۔ یہ انھیں قربانیوں کا صلہ ہے کہ ہم ایک آزاد فضا میں سانس لے رہے ہیں اور اسلامی نظام کی ترویج کے لیے کوشاں ہیں۔ خدا کرے کہ ہماری یہ کوششیں بارآور ہوں۔

زیرِنظر کتاب ایک ایسی کتاب کا اردو ترجمہ ہے جو تقریباً بیس سال قبل فارسی زبان میں ایران میں لکھی گئی تھی اور اُس ملک کے اُس دَور کے حالات کی عکاسی کرتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب برادر ملک ایران میں ایک ایسا انقلاب آچکا ہے جس کے نتیجے میں وہاں کے حالات یکسر بدل گئے ہیں۔ تاہم جب یہ کتاب لکھی گئی اس وقت حکومتِ وقت کی بے جا اور بے انتہا سخت گیری کی وجہ سے محبِ وطن مصنفین نے عوام میں دینی جذبہ بیدار کرنے اور ملی تشخص اُجاگر کرنے کے لیے انبیائے کرام کے قصوں کا سہارا لیا۔

موجودہ کتاب کے پاکستان میں شائع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں کے بعض لوگوں کے دلوں میں انقلابِ ایران کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہوں وہ دُور ہو جائیں اور انھیں پتا چل جائے کہ ہمارا برادر مُلک ایران کن نامساعد حالات سے گزر کر انقلاب اور آزادی سے ہمکنار ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ہم نے لاکھوں مسلمانوں کی قربانی دے کر پاکستان حاصل کیا تھا اُسی طرح ایران نے بھی اپنے ہزاروں نوجوانوں کی جانیں آزادی کی نعمت پر نچھاور کیں! آج ان جیالوں کے خون کی سُرخی ایران کے پرچم کے سُرخ رنگ میں سمو دی گئی ہے۔

یہ اور اسی قبیل کی اور کتابیں انبیائے کرامؑ کی مکمل تاریخ اور سوانح حیات نہیں کہلا سکتیں کیونکہ ان بزرگوار ہستیوں کے حالات اتنی شرح و بسط کے ساتھ دستیاب نہیں ہیں۔ بہرحال جو حالات ملتے ہیں انھیں پھیلا کر عوام کو اپنے ملک کی صورتِ حال سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس کتاب میں اگرچہ کئی جگہ تکرار بھی ہے لیکن بعض اوقات کسی قول یا واقعہ کی تکرار اس کے مقصد کی اہمیّت کو اُجاگر کرتی ہے اور زیرِ نظر کتاب میں بھی بعض واقعات دہرانے سے یہی فائدہ حاصل کرنا مقصود ہے۔

عزیز طالب علموں،
آزاد انسانوں،
اور
اُن لوگوں کے نام جو
ظلم و ستم کو مٹانے کے لیے
جلا وطنی اور قید و بند
کی زندگی بسر کرتے ہیں
یہ کتاب منسوب کی جاتی ہے۔

اسلام

"کیا تم نے پوری طرح سمجھ لیا ہے کہ اسلام کیا ہے؟ یہ ایک ایسا دین ہے جس کی بنیاد حق و صداقت پر رکھی گئی ہے۔ یہ علم کا ایک ایسا منبع ہے جس سے عقل و دانش کی متعدد ندیاں پھوٹتی ہیں۔ یہ ایک ایسا چراغ ہے جس سے لاتعداد چراغ روشن ہوتے رہیں گے۔ یہ ایک ایسا بلند رہنما مینار ہے جو اللہ کی راہ کو روشن کرتا ہے۔ یہ اصولوں اور اعتقادات کا ایک ایسا مجموعہ ہے جو صداقت اور حقیقت کے ہر متلاشی کو اطمینان بخشتا ہے۔

اے لوگو! جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اپنی برترین خوشنودی کی جانب ایک شاندار راستہ اور اپنی عبودیت اور عبادت کا بلندترین معیار قرار دیا ہے۔ اُس نے اِسے اعلیٰ احکام، بلند اصولوں، محکم دلائل، ناقابلِ تردید تفوق اور مسلّمہ دانش سے نوازا ہے۔

اب یہ تمھارا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِسے جو شان اور عظمت بخشی ہے اُسے قائم رکھو، اس پر خلوصِ دل سے عمل کرو، اس کے معتقدات سے انصاف کرو، اس کے احکام اور فرامین کی صحیح طور پر تعمیل کرو اور اپنی زندگیوں میں اِسے اس کا مناسب مقام دو۔"

امام علی علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش رس

دُنیا کا پس منظر

جس طرح ہر معاشرہ اور ہر قوم مال و دولت کی محتاج ہے تاکہ وہ اسے عوام کی بھلائی کے کاموں میں لگائے اور مالی مُشکلات دُور کرے اسی طرح وہ حکومت، قانون اور مذہب کی بھی دستِ نگر ہے تاکہ حکومت کے سائے تلے اور مذہب اور قانون کی موجودگی میں سماجی نظام برقرار رہ سکے۔

اگرچہ دولت، حکومت اور قانون صرف چند افراد کے ہی سپرد ہوتے ہیں لیکن اِس سے یہ مطلب ہرگز نہیں نکلتا کہ کمزور رعایا حاکموں کی اندھادُھند اطاعت کرے یا با اختیار لوگوں کی ایسی پُوجا کرے جیسی بندے خدا کی عبادت

والوں کو معاشرے کی خرابیاں کھول کھول کر بیان کرنے، عوام کو پند و نصیحت کے ذریعے سے صحیح راہ دکھانے اور آخرکار انقلاب لانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔
نبیوں کے بھیجے جانے کا مقصد ظاہر کرنے کے لیے، جو سماجی برائیوں کا مٹانا ہے، قوم میں پیدا ہونے والی پریشانیوں اور خرابیوں پر بھی ایک سرسری سی نظر ڈال لینا چاہیے۔

وہ خرابیاں جو سماج کو اقتصادی اور اخلاقی انحطاط کی طرف لے جاتی ہیں بہت سی ہیں۔ ان کی خصوصیات کے سلسلے میں آگے موسیٰؑ اور فرعون کے واقعے میں ان کا ایک گوشہ ظاہر ہو جائے گا لیکن یہ سمجھنے کے لیے کہ یہ خرابیاں موسیٰؑ کے زمانے سے ہی مخصوص نہیں تھیں بلکہ ہر زمانے میں ایک مختلف انداز سے اپنا چہرہ دکھاتی رہی ہیں اُن کے چند نمونوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

حکّام پر بھروسہ نہ رہنا

بلاشبہ انسان فطری طور پر دوسروں کی اثر ڈالنے والی کوششوں سے نفرت کرتا ہے اور اگر ان کی کوششوں میں دھونس بھی شامل ہو جائے تو قوم اِن زبردستی کرنے والوں سے پھر جاتی ہے یہاں تک کہ بَن پڑے پر وہ ظالم حکومتوں کا جُوا بھی کندھے سے اُتار پھینکتی ہے۔ ول ڈیورنٹ کے قول کے مطابق انسان حکومت کا مخالف ہوتا ہے اور ٹیکس اور موت کو ایک سمجھتا ہے۔ وہ ہمیشہ ایسی حکومت کی خواہش کرتا ہے جو سختی کم کرے۔ [1]

---

[1] تاریخ تمدن مشرق صفحہ ۷۰

وہ اِس حالت میں بھی کہ موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے مجسّم دیکھتا ہے ظالموں کا محکوم بننے پر آمادہ نہیں ہوتا چنانچہ ہٹلر نے جرمنی میں ہزاروں یہودیوں کو نیست و نابود کر دیا۔ کمیونسٹوں نے ہزاروں انسانوں کو جلاوطن مقیّد اور فنا کر دیا۔ مسولینی نے اٹلی میں اور فرانکو نے اسپین میں ہزاروں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور فرانس میں خدا کے لاکھوں بندے گلوٹین[1] کے نیچے اپنی زندگیوں اور آرزوؤں کو خیرباد کہہ گئے۔ قوّت اور اثر کی ان کوششوں کے باوجود یہ لوگ قوم کے دلوں کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکے بلکہ اس کے برعکس قوم اور حکومت کے درمیانِ اختلاف کی خلیج روز بروز وسیع تر ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ عوام صرف حکومت کے خاتمے ہی کو اپنی آزادی اور نجات سمجھنے لگے۔ آئن سٹائن بھی انہی لوگوں میں سے ہے جو اپنی جنم بھوم سے مایوس ہو کر ترکِ وطن کر جاتے ہیں۔

آئن سٹائن ادارۂ اقوام (یا سامراجیوں کے جرائم کے پردہ پوش) کے بارے میں کہتا ہے:

"ہمارے یہاں ایک ادارۂ اقوام اور ایک عدالتِ انصاف ہے جن کے اخراجات قوموں کو برداشت کرنے پڑتے ہیں لیکن بدقسمتی سے نہ ادارۂ اقوام کی حیثیت تقریری ہال سے زیادہ کچھ ہے اور نہ عدالت انصاف ہی اپنے فیصلوں پر عمل کرانے کی قوّت رکھتی ہے۔"

---

[1] Guillotine انسانوں کے سر کاٹنے کا ایک آلہ جو ۱۷۹۲ء میں فرانس میں مستعمل تھا۔

اسی ادارۂ اقوام کے بارے میں علّامہ اقبال نے کہا تھا :

بیچاری کئی روز سے دم توڑ رہی ہے
ڈر ہے خبرِ بد نہ مرے مُنہ سے نکل جائے
تقدیر تو مُبرم نظر آتی ہے ولیکن
پیرانِ کلیسا کی دعا یہ ہے کہ ٹل جائے
ممکن ہے کہ یہ داشتۂ پیرکِ افرنگ
ابلیس کے تعویذ سے کچھ روز سنبھل جائے!

ظاہر ہے کہ جب ادارۂ اقوام کے متعلق اُس بڑے فلسفی کا نظریہ یہ ہے تو اپنے ملک پر اُس کو کیا بھروسا ہو سکتا ہے۔

آئن سٹائن، پروشیا اور بویریا کی یونیورسٹیوں سے اپنے مستعفی ہونے کے بارے میں لکھتا ہے :

"چونکہ سماجی انصاف اور مساوات باقی نہیں رہی تھی، تعلیم و تربیت آزاد نہیں تھی اور پڑھانے والا جو کچھ جانتا تھا وہ بیان نہیں کر سکتا تھا اس لیے میں نے ہٹلر کی حکومت کا ساتھ دینے سے انکار کرتے ہوئے استعفا دے دیا۔"

کیا آئن سٹائن کے استعفے کی وجہ حکومتِ جرمنی پر عدم اعتماد کے علاوہ کچھ اور بھی ہو سکتی ہے ؟

اس بڑے فلسفی جیسے لوگوں ہی کا عدم اعتماد تھا جس نے تعلیم یافتہ جوانوں، تاجروں اور دوسرے بہت سے لوگوں کو جرمنی سے بھگایا اور

یہ سمجھایا کہ آمر کے ساتھ رہنا عملی طور پر عقل کے خلاف ہے۔ کیونکہ عقل کا کام صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔

۲۔ٹیکسوں میں اضافہ

لوگوں کا اعتماد کھو دینے کے بعد آمروں کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ سرکاری ملازمین کے ذریعے سے ہتھیار بند افراد (فوج اور پولیس وغیرہ) میں اضافہ کر کے اپنے ڈولتے ہوئے نظام کو بچائیں اور یہ کارندے ان کی حفاظت کی خاطر کسی قسم کے انسانیت سوز کام سے دریغ نہیں کرتے۔

"ہٹلر کے جرمنی میں بیٹے اپنے باپوں کے خلاف مخبری کیا کرتے تھے جس کے نتیجے میں قیدیں، جسمانی سزائیں اور آہنی تازیانے ملتے تھے۔ ہٹلر کے جرائم اتنے بڑھ گئے تھے کہ اُس نے اسقفِ اعظم (کلیسا کے سب سے بڑے روحانی پیشوا) کو بھی قید کر دیا۔ جس پر عیسائیوں نے ایک دعائیہ محفل منعقد کی جس میں لگ بھگ ایک لاکھ لوگ شریک ہوئے۔"

ہٹلر اپنے بچاؤ کے لیے قلعہ "برچیکادن" میں رہنے لگا تھا اور جب شہر میں اپنی قیام گاہ کو آتا تھا تو اس کا حفاظتی دستہ بڑھ جایا کرتا تھا۔ اگرچہ اس کا محل زیرِ زمین تھا پھر بھی اس کی حفاظت کے لیے بہت سے سپاہی کمر بستہ رہتے تھے۔

ہٹلر نے کچھ اپنے ہم صورت لوگ بھی ملازم رکھتے تھے اور ان کو بہت زیادہ اختیارات دے دیے تھے۔ جہاں خطرے کا شبہ ہوتا تھا، وہ ان میں سے کسی ایک کو اپنی جگہ بھیج دیا کرتا تھا۔

کیا یہ تمام ملازم اور محافظ خرچ اور نگرانی کے بغیر رہتے تھے؟ کیا مدرسوں اور یونیورسٹیوں کے مخبر بلامعاوضہ خدمات انجام دیتے تھے؟ ہم سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ ان تمام اداروں کے اخراجات جرمنی کی غریب قوم اور اس کے پرولتاریوں پر پڑتے تھے۔

غرض جو حکومتیں فوجی نظام پر چلتی ہیں وہ اس بات کے لیے مجبور ہیں کہ صنعت، تجارت اور دولت کے تمام سوتے اپنے قبضے میں لے لیں، نہایت اطمینان سے اپنی حفاظت کریں، اپنے بچاؤ کے لیے اداروں میں اضافے کریں اور غیر ملکی قرضے لے لے کر اپنے ملک کو پریشاں حالی اور مفلسی میں مبتلا کرتی رہیں۔

مثال کے طور پر مصر کے عیّاش بادشاہ انیسویں صدی میں یورپ کی تہذیب کی ظاہری چمک دمک دیکھ کر مغربی تہذیب اپنانے میں لگ گئے۔ یہ لوگ عیش پرستی کے ساز و سامان مہیا کرنے کی دھن میں رہن کے کاغذات پر بغیر پڑھے اور ان کے مضمون پر دھیان دیے اور سمجھے بنا دستخط کر دیتے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مصر کو یورپ کی بینکوں میں رہن رکھ دیا اور اس کے بدلے میں جو پیسہ ملا اُسے ذاتی عیش و عشرت میں اُڑا دیا چنانچہ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ قرضوں کے سود کی ادائیگی پیچھے جا پڑی

فرانس اور برطانیہ نے مصر پر مشترکہ نگرانی کا نظام مسلط کر دیا۔ نئے ٹیکس لگائے اور قرضوں کا رُکا ہوا سُود وصول کیا۔ اس کے بعد انگریز مصر کے حاکم مطلق بن گئے اور انھوں نے تمام کام اپنے ہاتھ میں لے لیے۔ آخر کار کشمکش بہت زیادہ بڑھ گئی جو انقلاب کا پیش خیمہ بنی۔

اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حکومتیں قومی قرضوں کے ذریعے ہی سے اپنی حفاظت کریں اور اپنی قوموں کو ان ٹیکسوں میں نہ پھنسائیں جو غیروں کی جانب سے پُر فریب ہوتے ہیں تاہم یہ ظاہر ہے کہ قومی قرضہ صرف انھیں حکومتوں کو ملتا ہے جو اپنی قوم کے دلوں پر حکمرانی کرتی ہیں اور جان و دل سے اِس صورتِ حال کو قائم رکھنے کی کوشش کرتی ہیں اور چونکہ آمرانہ اور ظالمانہ حکومتوں پر بھروسا نہیں ہوتا اس لیے اُن کا اِس قسم کے قرضے لینا غیر ممکن ہے۔

۳۔ ذرائع ابلاغ پر کنٹرول

یہ بات مسلّم ہے کہ انبیاء اور خدا کے مخصوص بندے انسانوں کی معلومات اور خیالات میں ترقّی دینے کے لیے بھیجے گئے ہیں لیکن جس نسبت سے ان کے افکار میں ترقی ہوتی ہے اسی نسبت سے سرمایہ داروں اور حکومتوں کے لیے ان کی خدمت گری بھی کم ہو جاتی ہے۔ چونکہ حکمرانوں کا مقصد حکمرانی ہوتا ہے لہٰذا وہ اس کے لیے مجبور ہیں کہ اخبارات و جرائد اور ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ کے ذریعے سے خیالات پر کنٹرول کریں اور ان کی ترقّی کو روکیں اور اس کے مقابلے میں جعلی تصویروں اور جھوٹی باتوں

کی اشاعت سے خیالات کو اپنے قابو میں رکھیں، مخالفین کو کچلیں اور اپنی حکمرانی بچائیں۔ اسی پر قناعت نہیں کرتے بلکہ تعلیمی اداروں کو بھی کنٹرول کرتے ہیں اور اس کے پیچھے خیالات کی پرورش اور تربیت کے بنیادی مقام یعنی اسکول اور کالج میں داخلے کی شرطیں سخت کرکے وظیفے کا حاصل کرنا دشوار بنا دیتے ہیں تاکہ آزاد اور غریب لوگ جنھوں نے تنگدستی میں دن کاٹے ہیں کہیں کوئی شورش برپا نہ کردیں اور وہ علم سے محروم رہیں اور علم پورے طور پر شرفا اور ان کی اولاد میں محدود ہوجائے جو تمام لوگوں کو اپنی ہی طرح بھاگوان اور کامیاب سمجھتے ہیں۔

اس طرح حکمران نہایت پابندی کے ساتھ دانشوروں اور عالموں کو گروہ گروہ کرکے جلاوطن، مقید یا فنا کرتے رہتے ہیں اور ان کے پیروکاروں کو قبرستان پہنچا دیتے ہیں۔ لیکن جب دینی خدمات کو کم یا خاموش نہیں کر پاتے یا جب اپنے آپ کو دین داروں کا محتاج پاتے ہیں تو خود کو دین دار ظاہر کرکے دین کے حامی بن جاتے ہیں اور ہر طرف سے ان کی دینداری کی آوازیں بلند ہونے لگتی ہیں۔

۴۔ عام بے چینی

کارخانہ دار کمر توڑ ٹیکس لگنے کے نتیجے میں پریشان ہوتا ہے، مزدور کارخانے بند ہونے، کساد بازاری اور تاجروں کے دیوالیے پن سے بُرے دن گزارتا ہے سرکاری ملازمین اپنے ناکافی حقوق اور اجناس کی قیمتوں کے بے تحاشا بڑھ

جانے سے بے چین ہوتے ہیں اور آخر میں حکومتیں کوئی مستحکم سیاسی نظام نہ ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو ڈانوا ڈول پاتی ہیں۔

۵۔ مادر پدر آزادی

ول ڈیورنٹ کے قول کے مطابق تاریخ کے جز تو بے شک بدلتے رہتے ہیں لیکن انسانوں کے خیالات، کام اور اخلاق میں بالکل فرق نہیں آیا ہے اور وہ اُجڈ خیالات اور جنگلی پن کی عادات کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں اور اگر چند روز کے لیے جنگلی پن سے نکلتے بھی ہیں تو پھر اخلاقی جنگلی پن کی طرف لوٹ آتے ہیں[1]۔ آئن سٹائن کے قول کے مطابق دنیا کی تبدیلی کا نامقبول قانون یہی ہے کہ دنیا کی حکومت ہمیشہ کمینوں اور لفنگوں کے ہاتھوں میں رہے گی۔

ان دونوں بیانات کے مطابق فرعون جیسے لوگ ہر زمانے میں اپنی شان جتاتے ہیں اور مادر پدر آزادی، عیش و عشرت، خود غرضی، غرور اور کمزور طبقے پر ظلم و ستم، تعلیم پر کنٹرول وغیرہ بیشتر سامراجی ملکوں میں یا ان ملکوں میں جو سامراج کے راستے پر چل رہے ہیں ہمیں دکھاتے ہیں۔

یہ کہنا پڑتا ہے کہ انبیاء، مردانِ خدا اور آسمانی قوانین کسی ایک ملک یا جغرافیائی وحدت یا قطعۂ زمین میں محدود نہیں ہیں کیونکہ کائنات کا پیدا کرنے والا خدا ایک ہے اور اس کے احکامات بھی یکساں ہیں جو تمام انسانوں

[1] تاریخ تمدنِ مشرق

کے لیے جاری ہوئے ہیں البتہ حسد، محبت، عداوت، عادتیں، رسمیں جغرافیائی اسباب اور بہت سے دوسرے عوامل ایسے دائرے ہیں جنھوں نے دنیا کو مختلف قیدخانوں اور مذہبوں میں بانٹ دیا ہے اور انسانوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا ہے۔

بے شک جاہ طلبی، خود غرضی اور بہت سی دوسری اخلاقی خرابیاں ایسی ہیں جو یکایک ان قیدخانوں کے قیدی انسانوں کو ایک دوسرے کی جان کا گاہک بنا کر لالچی حکمرانوں کے منحوس مقاصد کی بھینٹ چڑھا دیتی ہیں۔

ظاہر ہے کہ دنیا بھر کے ملکوں کے انسانوں کی قسمتیں باہم جڑی ہوئی ہیں۔ ذرا سی صنعتی ترقی یا لڑائی کے خطرے کا دنیا کے تمام انسانوں کی قسمت پر اثر پڑتا ہے۔ جس طرح ایجادات اور عالمگیر لڑائیوں نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ادنیٰ سی صنعتی اور علمی ترقی اور لڑائی کی ذرا سی چنگاری کی بھڑک کا نفع نقصان سبھی کو پہنچتا ہے اور اگر علم اور صنعت پر پابندی نہ لگائی گئی اور یہ مادر پدر آزاد لوگوں کے ہاتھوں میں پڑ گئے تو قوموں کی سیاسی، سماجی اور اقتصادی وابستگی کی وجہ سے سبھی کو ان سازشوں اور فتنہ انگیزیوں کا حصہ ملے گا۔

۶۔ جنگلی پن

آپ اگلے صفحات میں فرعون کے مظالم پڑھیں گے اور اس کی بے رحمی اور بے خوفی پر دنگ رہ جائیں گے لیکن غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ خونخواری

بے لگام آزادی وغیرہ فرعون پر ہی ختم نہیں ہوگئی بلکہ اس قسم کے طور طریقے مختلف شکلوں میں بیسویں صدی میں اور مہذب اور نیم مہذب معاشروں میں بھی نظر آتے ہیں۔

آئن سٹائن کہتا ہے:

" یہ کتنی خوفناک بات ہے کہ ایک طرف تو انصاف کے فلک بوس محل انسانوں کے قاتلوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے کھڑے کیے گئے ہیں اور دوسری طرف لوگوں کو فوجی وردیاں پہنا کر اُن کے دونوں ہاتھوں میں بندوقیں پکڑا دی گئی ہیں کہ لوگوں کو ہلاک کریں۔ ذرا سی دیر کے لیے خیال کے اس منحوس تضاد پر غور کیجیے!"

آئن سٹائن سوچتا تھا کہ آدمیوں کی ہلاکت صرف بندوق پر منحصر ہے حالانکہ صنعتی تہذیب کی ترقی کے ساتھ آدم کشی بھی خود بخود ہونے لگی ہے اور یہ ممکن ہو گیا ہے کہ ایک بٹن دبانے سے بجلی کی تیزی سے ہزاروں آدمی خاک و خون میں لوٹنے لگیں۔ بے شک جو لوگ ادارۂ اقوام اور عدالت انصاف کی عمارتوں کی بنیادیں رکھتے ہیں اور انسانی حقوق کی آزادی کا منشور جاری کرتے ہیں، افغانستان، الجزائر، فلسطین، فلپائن، ویت نام، کوریا، لاؤس، ایل سلواڈور، کانگو، رہوڈیشیا، انگولا اور جنوبی افریقہ وغیرہ میں بدترین ہتھکنڈوں کے ذریعے سے قتل، غارت اور خونریزی وغیرہ کو ملکی بھلائی پر مبنی بتاتے ہیں اور آزادی چاہنے والوں پر بم برساتے، مشین گن چلاتے

اور جراثیم بکھیرتے ہیں۔ وہ آگ لگاتے ہیں اور آبادیاں ویران کر دیتے ہیں۔

سچ مچ انسان تعجّب کرتا ہے کہ جو حکومتیں صلح، آزادی، حقوقِ انسانی اور جانوروں تک کی حمایت کی باتیں کرتی ہیں وہی دن دہاڑے اِن سنگدل حکمرانوں کی بھی حمایت کرتی ہیں اور انھیں مدد اور ہتھیار دیتی ہیں جنھوں نے ہزاروں انسانوں کو ٹینکوں کے پہیوں تلے ان کی زنجیروں سے پیس کر ہلاک کر دیا۔ اور اگر یہ کارروائیاں حکومت کی تبدیلی سے وابستہ ہوتی ہیں تو نیا نظامِ حکومت بھی ان کا حواری اور پٹھّو بن جاتا ہے۔ وہ اس نئے نظام کو جلد ہی سرکاری طور پر تسلیم کر لیتی ہیں، اس کے کارندوں کی وحشیانہ کارروائیوں اور آزادی چاہنے والوں پر دباؤ اور سختیوں کو سراہا دیتی ہیں۔ نئے نظام کی حمایت کرتی ہیں اور نہایت صاف الفاظ میں ان مظالم کو حق بجانب بتاتی ہیں۔

یہ دُنیا کی ناانصافیاں اور ستم رانیاں ہیں کہ سامراج یا دوسرے الفاظ میں نیا سامراج بظاہر کمزور ملکوں کی حمایت کے بہانے سے اور درپردہ قانون کی صورت میں اپنا جلوہ دکھاتا ہے اور خداوالوں اور تاریخ کے سچے پیغمبروں کے تقرّر کی بنیاد کو صحیح ثابت کرتا ہے۔

ہاں بے جا جُراَتیں، بے رحمیاں، سختیاں اور پاگل پن کی حد تک پہنچی ہوئی بیماریاں جنھیں بقول آئن سٹائن حب الوطنی کے پردے میں لوگوں پر تھوپتے ہیں کچھ انسان دوستوں کو اس بات پر اُبھارتی ہیں کہ وہ انسانوں کی حمایت میں آواز بلند کریں۔

نبیوں کا تقرر

جو خرابیاں بیان کی جا چکی ہیں وہ یہ واضح کرتی ہیں کہ ہر زمانے میں نبیوں کا بھیجا جانا اور انسان دوستوں اور مردانِ خدا کا اُٹھ کھڑا ہونا نہایت ضروری ہے۔ ان تمام جرائم اور عام خرابیوں کا ردِّ عمل یہ ہوتا ہے کہ کچھ لوگ از خود قوم کی خدمت میں لگ جاتے ہیں۔ قیدیں سختیاں، جلا وطنیاں، بربادیاں ایک طرف، حکمرانوں، اُن کی اولادوں اور اُن کے نمک خواروں کا عیش دُوسری طرف اور مفلسوں اور کمزوروں کا دوا اور غذا کی نایابی کے باعث ان کی جان کنی کا نظارہ یہ سب کے سب حالات تمام نیک سرشت انسانوں کو آمادہ کرتے ہیں کہ وہ مظلوموں کے حقوق کے بچاؤ اور قوم کی مصیبت اور تکلیف کی روک تھام کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں اور جب "آمروں کے پنجے ملک کی گہرائیوں میں گڑ جاتے ہیں، لوگوں کی سانسیں سینوں میں رُک جاتی ہیں اور دین اور اس کا حصول اُن کے ہاتھوں میں کھیل بن جاتا ہے"[1] تو یہ سرفروش مجاہد اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں، پیاری جان کو ہتھیلی پر رکھ کر دنیوی دولت، زیبائش اور چمک دمک سے آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ جدّ و جہد کرتے ہیں اور اپنی قوم کو قیدِ ظلم سے چھٹکارا دلانے کے لیے کبھی کبھی جامِ شہادت بھی نوش کر لیتے ہیں۔ جی ہاں! حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ اپنے اپنے

---

[1] ظلام من الغرب ص۴۲

زمانے کے خونخوار آمروں سے لڑے اور کسی قسم کے انجام کا خوف دل میں نہیں لاتے یہاں تک کہ کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔

واضح رہے کہ اکثر پیغمبروں اور ان کی قوموں کے درمیان ظلم و ستم پر لڑائی ہوئی ہے جس میں ان قوموں نے کبھی اپنے پیغمبروں کو مار ڈالا اور کبھی زندہ دفن کر دیا لیکن نمرود اور فرعون جرائم اور خونخواری کے لحاظ سے دوسروں سے بڑھے ہوئے تھے اس لیے ان کے نام عوام اور خواص کی زبانوں پر چڑھ گئے ہیں۔ اسی طرح ان کے زمانے کے قومی ہیرو بھی قرآن اور اسلامی تاریخ کے صفحات کی زینت بن گئے ہیں۔

قومی ہیرو

آمروں کے جرائم نہ صرف انبیا اور مردانِ خدا کے بھیجے جانے اور ان کے قیام کی وجہ بنتے ہیں بلکہ کچھ خود پرداختہ لوگوں کو بھی پروان چڑھاتے ہیں اور یوں خود ان کے جرائم کے کارخانے کو تلپٹ کرنے کی داغ بیل ڈال دیتے ہیں۔

جی ہاں یہ جو والٹیئر اور روسو انقلاب فرانس میں ظاہر ہوئے اور جناح، گاندھی اور لومبا پروان چڑھے تو گویا قومی لڑائیوں کو کامیابی سے انجام تک پہنچانے اور عوام کی بھلائیاں مرتب کرنے کی راہ میں انبیاء کی بے حساب دوڑ دھوپ اور تکلیف دہ کوششوں کے نمونے ہمارے لیے مجسم بنا دیے گئے۔

واقعی فرانس کا ڈکٹیٹر تو یہ سوچتا تھا کہ اپنے ناپاک مقاصد حاصل کرنے کے لیے گلوٹین سے مدد لے اور انسانوں کو بھیڑوں کی طرح فنا کے گھاٹ اُتار دے لیکن قتل عام، دہشت اور لوٹ مار کی اِس فضا نے دو انقلابی انسان قوم کے سپرد کر دیے:

والٹیرؔ (۱۶۹۴-۱۷۷۸) اور ژان ژوک روسو (۱۷۱۲-۱۷۷۸)

فرانسیسی ڈکٹیٹر سے سخت لڑائیوں کے بعد والٹیر چند سال کی قید کاٹ کر انگلستان کو جلاوطن کر دیا گیا۔ وہاں پریس کی آزادی کی برکتیں اور پارلیمانی نظام کا عمل دیکھ کر جلاوطنی کے تین سال کے بعد جب وہ فرانس لوٹا تو ظلم کی مخالفت کے جرم، جہالت، تعصب اور آزادی کے راستے کی رکاوٹوں سے اور انصاف کے نفاذ کے لیے جنگ کرتا رہا اور اپنے ساتھی رُوسو کے ساتھ مل کر برابر لڑائیاں لڑتا رہا یہاں تک کہ عوام نے فرانس کے آمر کا تختہ الٹ دیا۔

گاندھی، نہرو، لوموںبا وغیرہ سامراج، آمریت اور خودسری کے واقعات کھلم کھلا بیان کرتے رہے اور اتحاد، اخبارات اور خصوصی خبرناموں کی اشاعت اور مفید و غیر مفید لڑائیوں سے اپنی قوم کے خیالات کو روشن کر کے اور ہزاروں قربانیاں دینے کے بعد اس قابل ہوئے کہ عظیم ہندوستان کو آزاد کرا سکیں یا کم از کم آزادی کا بیج بو سکیں تاکہ ان کی قوم کو ایک دن آزادی کی نعمت نصیب ہو۔

واقعی وہ وقت جب پاٹرلیں لوموںبا کی موت کے کتنے ہی سال بعد ایک کالے افریقی نے لوموںبا زندہ باد کا نعرہ بلند کیا یہ ثابت کرتا ہے

کہ وہ انقلاب جو اس قومی ہیرو سے چند سال پہلے شروع ہوا ہے اور وہ وہ طوفان جو اس نے افریقہ کے صحرا میں اُٹھایا ہے ایک دن ضرور اپنی حرکت اور ہلچل روک کر ٹھہر جائے گا اور قوم کی امنگوں کو پورا کر دے گا۔

ضروری تذکرے

- جو کچھ آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا خلاصہ ہے جس کے لکھنے کا مقصد ان کی حقیقی تصویر کا تعارف کرانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کیونکہ موسیٰؑ کلیم کی زندگی عرفان، انقلاب، اخلاق، علم کلام وغیرہ کے نقطۂ نظر سے بحث اور تفصیل چاہتی ہے اور اگر ہم مندرجہ بالا موضوعات میں سے کسی ایک میں بھی لگ جاتے تو اصلی چہرے کو متعارف کرانے سے محروم رہ جاتے۔
- پیش نظر کتاب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ صرف وہی باتیں زیر بحث لائی جائیں جو اصلیت رکھتی ہیں اور قرآن، تواریخ اسلامی اور تفاسیر میں ملتی ہیں اور جو بیشتر افسانویت رکھتی ہیں یا ٹھوس ثبوت نہیں رکھتیں خارج کر دی جائیں۔
- بلاشبہ جوان نسل فرصت کے اوقات میں اپنی روح کو تقویت پہنچانے اور اس کے وسیلے سے اپنی علمی، مالی اور صنعتی کوششوں کی بنیاد مضبوط کرنے کے بجائے رومانوی، جاسوسی اور جرائم کی

داستانوں کی شوقین ہو گئی ہے اور اکثر تعلیمی اداروں اور کارخانوں میں اپنے اسی شوق کے آثار ظاہر کرتی ہے اس لیے ان دانشمندوں کو جو اپنی بقا کے لیے فکرمند ہیں اور اپنے ملک کی آنے والی نسل کی حفاظت اور اس کی ترقی کے لیے بھی محنت کر رہے ہیں یاد دلایا جاتا ہے کہ دینی کہانیاں لکھنے ، چھاپنے اور شائع کرنے سے دریغ نہ کریں۔

اس کتاب میں جس قوم پر بحث ہوئی ہے اور جس کے مصائب جھلکتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے دور میں خود اپنے آسمانی رہبر کے پیرو رہے تھے ، اپنے آسمانی رہبر کی بات جان و دل سے مانتے تھے اور اُس دور میں خدا کے نیک بندے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے کچھ عرصے کے بعد ہی اُن کی ذہنیت بدل گئی۔ انھوں نے توراۃ میں تحریف کر لی۔ خدا کے پیغمبروں کو مار ڈالا یا زندہ دفن کر دیا اور ظلم ، ستم ، سود خوری اور بہت سی ناپسندیدہ حرکات شروع کر دیں۔ ان کی یہی ستم رانی ان کے بارے میں خدا کے اس فرمان کا سبب بنی کہ :

" ذلّت اور خواری ان کا مقدّر بنا دی گئی ہے۔"

یہ ناپاک قوم اتنے زیادہ خلاف انسانیّت گناہ کر چکی ہے کہ ان کی تفصیل کے لیے ایک مستقل کتاب درکار ہے۔

ان کے گناہ جاننے کے لیے اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ فلسطین

کے تقریباً بارہ لاکھ مسلمان تقریباً ۳۵ سال ہوئے ویرانوں میں پھر رہے ہیں اور ان کا وطن خون آشام یہودیوں کے چنگل میں ہے۔

م۔ زمانی

۱۹۶۳ء

قل
ان صلاتی
ونسکی
ومحیای
ومماتی لله
رب العالمین

خدا کے نام سے جو اقتدار کا سرچشمہ ہے

پیش گوئی

نجومی : بادشاہ سلامت ! آپ کے اِس جاں نثار غلام نے علمِ نجوم کی مدد سے ایک ایسی بات دریافت کی ہے جس نے بے چین کر رکھا ہے اس لیے چاہتا ہے کہ وہ بات آپ کو بھی سُنا دے ممکن ہے آپکی دانائی اور ذہن کی رسائی سے ہی کچھ مدد مل جائے اور مصر آنے والے خطرے سے بچ جائے۔

حضور ! میری بے چینی اس وجہ سے نہیں ہے کہ آپ کے دربار کے نجومیوں میں میری منزلت یا میری سرداری ہاتھ سے جاتی رہے گی ۔ میں آپ کا محل ڈھے جانے کا بھی غم نہیں رکھتا۔ آپ کے ہزاروں خانہ زاد چاکروں اور غلاموں کے مرجانے سے بھی نہیں ڈرتا ۔ آپ کے درباریوں اور لونڈیوں کے بے بس ہو جانے

اور ہامان جیسے آپ کے کُن چھدے غلاموں کی خاطر یا اِن کے اُٹھ جانے کے باعث بھی نہیں روتا۔ میں صرف اُس خطرے سے جو آپ کی گھات میں لگا ہوا ہے اور موت کے اُس عفریت سے جو آپ کے سر پر سایہ کیے ہوئے ہے سخت بے چین ہوں اور ہر وقت سوچتا رہتا ہوں کہ کس طرح آپ کی عظیم مملکت کو خطرے سے چھٹکارا دلاؤں[1]

میری بے چینی آپ کی حکومت کے اُلٹ جانے کے خیال سے بھی نہیں ہے۔ جس وقت میں آسمان کے ستاروں کا مشاہدہ کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ عنقریب بنی اسرائیل[2] کی نیک بختی کا ستارہ نکلنے والا ہے۔ میں وہ وقت دیکھتا ہوں جب یہ بے شعور لوگ جنھیں ہم نے اِس وقت لکڑیاں ڈھونے، سامان اٹھانے، تعمیرات کی مزدوری اور جسمانی مشقّت کے ادنیٰ کاموں پر بیگار میں یا بہت تھوڑی سی مزدوری پر لگا رکھا ہے اس مملکت کے مالک بن جائیں گے۔ میں اِس ذلّت کا تصوّر کرتا ہوں جب ہامان کے گھر کے ملازم ہم پر حاکم ہو جائیں گے اور قبطیوں کی سلطنت کو نہس نہس کر دیں گے اور آپ کی سو فی صدی قومی حکومت کو

---

[1] تاریخ طبری۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۷۲

[2] کلمہ اسرائیل ایک لقب ہے جو یہودیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت یعقوبؑ کو اُن کے خدا سے کشتی لڑنے اور اس پر فتح یاب ہونے کے بعد دیا گیا تھا۔ (قاموس۔ کتاب مقدس ۵۳)

اوندھا کر دیں گے تو میں غصے سے کانپ اٹھتا ہوں۔ ان سے میرا کینہ بڑھ جاتا ہے اور میں ہر دم یہ چاہنے لگتا ہوں کہ اپنے دانتوں سے بنی اسرائیل کا گوشت پوست چبا ڈالوں، ان کا خون پی جاؤں اور ان کے جسم اپنے ہاتھ پاؤں سے خوب کچلوں اور کھندلوں۔

افسوس! میرے دل میں آگ لگ جاتی ہے، میرا دل ڈوب جاتا ہے، میرا جسم کانپنے لگتا ہے۔ یہ غلام! یہ بیگاری، بوجھ ڈھونے والے اور ہم پر غالب آجائیں؟ میں یہ حادثہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا۔ کیا اچھا ہو جو میں اندھا ہو جاؤں اور اس دن کے دیکھنے کو زندہ نہ رہوں۔

سخت خطرہ

فرعون: تمھاری دانائی کی باتوں نے مجھے ڈرا دیا ہے۔ واقعی میرا دل دھڑکنے لگا اور ڈوب گیا۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میری خدائی کا کارخانہ بگڑ جائے؟ میں روئے زمین سے اسرائیل کا بیج مٹا دوں گا۔ میں ان کی جھونپڑیوں میں آگ لگا دوں گا۔ ان کے چھوٹے بڑوں کو فنا کر دوں گا۔ میں حکم دے دوں گا کہ پیٹ والیوں کے پیٹ پھاڑ دیں اور ان کے بچوں کو مار ڈالیں تاکہ روئے زمین سے بنی اسرائیل کی نسل ہی مٹ جائے۔

اے نجومی! تمھاری پُرخلوص باتوں کی جو تمھاری شاہ پرستی کی عکاس

ہیں میرے خواب کی تعبیر بتانے والے نے بھی تائید کی ہے [1]

نجومی اپنی بات کی تائید سُن کر جامے میں پھولا نہیں سمایا اور قریب تھا کہ شادیٔ مرگ ہو جائے کہ بادشاہ نے اسے دوبارہ مخاطب کیا:

" اے نجومی! میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آگ بھڑکی اور اُس نے ہمارے وجود، بیوی، بیٹے اور دولت غرض ہماری تمام کائنات کو جلا کر فنا کر دیا۔ تعبیر بتانے والے نے بتایا کہ بنی اسرائیل کی نسل سے ایک شخص اُٹھنے والا ہے جو قبطیوں[2] کو فنا کرے گا اور ہمارے اُونچے اُونچے محلوں، حسین عورتوں اور مال و دولت پر قبضہ کرے گا[3] مجھے کوئی ایسی کارگر تدبیر سوچنی چاہیئے جس سے بنی اسرائیل کی زندگی کا چراغ گُل کر دوں تاکہ ان کی نسل ختم ہو جائے۔ مجھے اس کام میں ہامان سے مدد لینا چاہیئے۔ اِسے لازم ہے کہ جلّاد مقرّر کرے جو نو مولود لڑکوں کو مار ڈالا کریں اور لڑکیوں کی جان بخشی کر دیا کریں۔"

فرعون، ہامان کی طرف مُنہ کر کے کہنے لگا:

" سمجھے! میں نے کیا کہا۔ وزیرِ انتظام کو بلا کر حکم دے دو کہ محکمۂ سراغرسانی کو ملک کی حفاظت اور داخلی امن سے آگے بڑھا کر میرے تاج و تخت کی حفاظت کو جو میرے نزدیک سب سے زیادہ اہمیّت رکھتی ہے

---

[1] تاریخ طبری - جلد اوّل - صفحہ ۲۷۳

[2] لفظ قبطی، فرعون اور اس کے درباریوں پر مشتمل ہے جو سام بن نوح کی اولاد سے ہیں۔

[3] ناسخ التواریخ - جزو اوّل - صفحہ ۳۳۵ و بحار الانوار - جزو ۱۳ - صفحہ ۵۱

اپنی خاص توجہ کا مرکز بنائے ۔ اپنی جاسوسی کے کام میں ہر بات پر میرے منصب کی حفاظت کو مقدم جانے اور حکم جاری کر دے کہ جاسوس ہر گلی کوچے پر کڑی نظر رکھیں اور جو بھی بچہ پیدا ہو اُس کی جانچ پڑتال کریں۔ اس کام میں انتظامی اداروں کی ملازم دائیوں سے مدد لینا چاہیئے۔ جہاں کہیں ناک میں بنی اسرائیل کی بُو آئے اُن کی نگرانی کریں۔ ہفتہ وار اور ماہانہ پیٹ والی عورتوں کو اپنے کنٹرول میں رکھ کر ان کی تحقیقات کریں۔ عورتوں کی گنتی کرائیں اور ان کو کچھ ایسے متعینہ لوگوں کی نگرانی میں دے دیں جو بچے پیدا ہونے سے روکیں۔ حاملہ عورتوں کو تشدد میں رکھیں یہاں تک کہ ان کے پیٹ گر جائیں۔[1]

جتنی دائیاں فرعون کے دربار میں ملازم ہوئیں ان کی تعداد شاید بنی اسرائیل کی عورتوں سے کم نہیں تھی۔ وہ جہاں کہیں کسی پیٹ والی عورت کو دیکھ لیتی تھیں وہاں آنا جانا لگا لیتی تھیں یہاں تک کہ بچہ پیدا ہونے کا وقت آجاتا تھا۔ اس وقت اگر لڑکا ہوتا تھا تو مار ڈالا جاتا تھا چنانچہ ماں باپ کی آنکھوں کے سامنے اتنے دودھ پیتے بچوں کے سر کاٹے گئے کہ والدین کی قوت برداشت جواب دے گئی۔ وہ اس قدر اچانک گھروں میں گھس پڑتی تھیں کہ ماؤں کے حمل ساقط ہو جاتے تھے۔

ایک ماں دریا کے کنارے

ایک پریشان ماں نے انتہائی خوف و ہراس کے ساتھ اپنے بچے کو

[1] تاریخ طبری۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۷۲

ایک پوشیدہ جگہ میں رکھ دیا اور ماںمتا کی ماری کہنے لگی:

آہ میرے بچّے! میری آنکھوں کے اُجالے! کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ اے میرے دُلارے! کیا میں بیٹھ رہوں اور تجھے سرکاری جلّادوں کے حوالے کردوں یا تجھے پہاڑ، جنگل اور ویرانے میں لے جا کر درندوں کے سپرد کردوں یا پھُول کی طرح باغ میں لگا دوں تاکہ باغ کے پرندے تیری نگہبانی کریں؟

واقعی تو بھیڑیے کے بچّے اور بے بال و پر چینگلے سے بھی گیا گزرا تو نہیں ہے۔ جانوروں کے بیچ میں رہ کر دن گزار، شاید جنگلی بھیڑیے اور مردار خور گدھ تیرے ساتھ فرعون کے درباریوں سے بہتر سلوک کریں شاید وہ تیری حفاظت کریں۔

آہ! میرے دل میں آگ بھڑک اُٹھی۔ جنگل اور اس کے درندے اور گِدھ تیرے پھُول سے زیادہ نازک جسم سے کوئی دوستی نہیں رکھتے۔ وہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں گے، نِگل جائیں گے، فنا کردیں گے اور درندگی اور آدم خوری کا طریقہ اپنی اولاد کو سکھائیں گے۔ باغ بھی فرعونیوں کی جاگیریں ہیں۔ وہ تجھے جو زندگی کے باغ کا اصلی پھول ہے بُوٹے سے توڑ کر جُدا کردیں گے اس لیے میں تجھے نیل کی پرشور موجوں کے سپرد کیے دیتی ہوں۔

ہاں جو لوگ انسانیت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ عقلمند اور افضل سمجھتے ہیں وہ تجھ پر اور تجھ جیسوں پر ترس نہیں کھاتے اور درندوں سے بھی رحم کی اُمّید نہیں رکھنا چاہیے۔ میں

تجھ کو پہاڑ سی اُونچی موجوں کے سپُرد کیے دیتی ہوں۔ تجھے طاقتور مگر مچھوں کا لقمہ بنائے دیتی ہوں۔ یہ کام اِس سے بہتر ہے کہ جلّاد میرے جگر کے ٹکڑے کو میرے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں۔

اے پاٹ دار دریا! اے اچھے بُرے جانوروں کے مسکن! اے خدا کی عجیب و غریب کاری گریوں کے خزانے! روتی آنکھوں، دھڑکتے دِل اور اُڑے ہوئے رنگ کے ساتھ میں اپنے بھُوکے اور روتے ہوئے دودھ پیتے بچّے کو تیرے سپُرد کرتی ہوں۔ کیا کروں؟ اب جو میرے بیٹا ہوا ہے اور مجھے کنیز، دائی اور آرام چین ملنا چاہیئے تھا۔ ظالم فرعون کے گناہوں اور اُس کی خود غرضیوں کے نتیجے میں ہم پر اور ہمارے بیٹوں پر عرصۂ حیات تنگ ہو گیا ہے اور یہ لازم آیا ہے کہ ہم پہاڑوں اور ویرانوں میں پناہ لیں اور اپنے بیٹوں کو جنگلی جانوروں یا دریا کی لہروں کے سپُرد کر دیں۔ [1]

کوکھ جلی مائیں

اے بارِ خدا! ہم کب تک حاملہ ہونے کی تکلیف اُٹھائیں اور بچّہ پالیں اور پھر جننے کے بعد ہمارا بچّہ فرعون کے جلّادوں کے ہاتھوں نیست و نابود ہو جائے یا پھر یہ کہ اسے دریا میں ڈبو دیں یا پہاڑوں، ویرانوں اور جنگلوں میں درندوں کے حوالے کر دیں؟

---

[1] ناسخ التواریخ جزو اوّل۔ صفحہ ۳۳۲ اور بحار الانوار۔ جزو ۱۳۔ صفحہ ۴۸

اے پالنے والے! تو نے رات انسانوں کے آرام کی خاطر بنائی ہے رات آرام، خوشی اور لطف کے لیے ہے لیکن ہم بیچاریاں نہایت بے چینی سے وقت کاٹ کے اور راتوں کی نیندیں اپنے اوپر حرام کر کے بچّے پالتی رہتی ہیں تاکہ جننے کے وقت بیٹا ہو اور ہم ان کو انسان نما بھیڑیوں کے حوالے کر دیں۔

ہم میں اس ظلم کو اب اور آگے جھیلنے کی طاقت نہیں رہی۔ ہماری جان ہونٹوں پر آ گئی ہے اور ہمارے پاس اور کوئی تدبیر بھی نہیں ہے۔ اے خدا! تو خود ہی بے سہاروں کا سہارا اور مظلوموں کی پناہ ہے۔ ہمارے بچّے قتل ہو رہے ہیں۔ بنی اسرائیل کے مرد فرعونیوں کی ملازمت اور کمر توڑ ٹیکسوں کے بوجھ تلے جانیں دے رہے اور ایک ایک کر کے موت کے پُل سے گزر رہے ہیں۔ اے خدا تو خود ہمارے لیے آسانی اور برکت کا وسیلہ پیدا کر۔

وظیفۂ زوجیّت کی ہڑتال

وہ ہم ہی ہیں جنھوں نے اپنے ہزاروں معصوم بچّے اپنی آنکھوں کے سامنے سر کٹے دیکھے ہیں۔ وہ بھی ہم ہی ہیں جو بیگار کی تکلیف سے اپنی طاقت بھی کھو بیٹھے ہیں۔ ہم ہی کو فرعونیوں کے فلک بوس محل بنانے پڑتے ہیں پھر ہم ہی ان کی حفاظت بھی کرتے ہیں۔ وہ بھی ہم ہی ہیں جن کی مزدوری سے فرعونیوں کا دستر خوان سجایا جاتا ہے۔ اے کاش ہماری مزدوری نہ ہوتی اور کاش ہماری خوراک اور روزمرّہ کی ضروریات پر بالواسطہ

اور بلا واسطہ جو ٹیکس لگایا گیا ہے وہ نہ ہوتا۔[1] کاش ہم فرعونیوں کے لیے پانی اور لکڑی نہ لاتے اور کاش ہم سردی گرمی میں ان کے آقاؤں کے لیے تکلیف نہ اُٹھاتے اور کاش .... اور کاش .... اور کاش ...... فرعونیوں کی اُمیدوں کا محل ڈھے جائے اور ان کی زندگی میں خلل آجائے۔ اس مظلوم قوم نے کون سا گناہ کیا ہے جو اُسے یہ مصیبت بھگتنا پڑ رہی ہے۔

اے خدا! اگر تجھے ہماری نسل سے دشمنی ہے تو ہم اپنی بیویوں سے الگ ہوئے جاتے ہیں اور ان سے ہمبستری نہیں کرتے تاکہ ہم سے کوئی اولاد ہی پیدا نہ ہو اور انسان نما بھیڑیوں کے ہاتھوں قید نہ ہو۔ بالفرض ہمارا دل آمادہ بھی ہو جائے اور ہم ہمبستر ہونا چاہیں تو کیا مظلوم اور غمزدہ مائیں جو رات دن وظیفۂ زوجیت کا نتیجہ دیکھ رہی ہیں ہمیں اس عمل کی اجازت دے دیں گی۔

نہیں۔ مائیں اس عمل کے لیے آمادہ نہیں ہیں اور وہ اس عارضی خوشی کو نظر انداز کرتی ہیں۔ اس لذّت کو ترک کر دینا اس لیے قابلِ قبول ہے کہ بیٹوں کی دردناک موت دیکھنی نہیں پڑے گی۔

---

[1] بلا واسطہ ٹیکس یا محصول وہ ہے جو ہر مہینے اور ہر سال بلکہ روزانہ لوگوں سے براہِ راست وصول ہوتا ہے اور بالواسطہ ٹیکس سے مراد انسان کی بنیادی ضروریات مثلاً پانی، روٹی، بجلی، مٹی کا تیل، گیس، گرم، شکر، ٹیلی فون، ذرائع باربرداری وغیرہ کو بیچ میں لے آنا ہے۔

ایک عالم سے ملاقات

ہم ستائے ہوئے، مصیبت کے مارے مظلوم باپ، فرض ادا کرنے کی خاطر اپنے عقلمند پیشوا عمران کے پاس جائیں گے اور زناشوئی کی ہڑتال کی کامیابی کے لیے ان سے مدد مانگیں گے۔ ان کو بھی ہڑتالیوں کی صف میں لے آئیں گے تاکہ ہمارا عمل زیادہ موثر اور سو فی صدی شرعی ہو جائے اور کسی مفید نتیجے پر پہنچ جائے۔

اے بزرگوار عمران! ہم آپ کے پاس پناہ مانگنے آئے ہیں تاکہ اپنا دُکھ بیان کریں اور اس کا علاج اور تدبیر ڈھونڈیں۔ ہم نے پکا عہد کر لیا ہے کہ اپنی بیویوں سے ہمبستری نہیں کریں گے تاکہ ہم سے ایسی دوسری نسل پیدا نہ ہو جو ظالم فرعونیوں کے ہاتھوں قید ہو۔ ایسی دوسری نسل پیدا نہ ہو جو مجبوری سے جلّاد کی تلوار کے نیچے جان دے دے۔ ہم آپ سے بھی اصرار کرتے ہیں کہ آپ بھی ہمارے گروہ میں شامل ہو جائیں۔

عمران: میں چونکہ روحانی پیشوا ہوں اس لیے میرے کام خدائی احکام کے مطابق ہوں گے۔ اگر تم لوگ فرعونیوں کے طرزِ عمل سے ناخوش ہو تو خدائے بزرگ تمھاری اس مصیبت اور پریشانی سے باخبر ہے اور آخرکار کڑوا صبر میٹھا پھل لائے گا۔ مصر کی اندھیری رات روزِ روشن سے بدل جائے گی، برکتوں کا سورج نیلے اُفق سے اُبھرے گا اور تم اس مصیبت اور خواری سے چھوٹ جاؤ گے۔ اس بنا پر میں تمھاری ہڑتال کے عمل سے متفق نہیں ہوں اور ہڑتال میں تمھارے ساتھ

شرکت نہیں کروں گا[1] چلو۔ فرعون اپنا گھوڑا دوڑالیں اور جو جُرم اور جو گناہ کرسکتے ہیں کرلیں۔ آخر ہمارا بھی خدا ہے۔ آخر مجبوروں کی فریادیں بھی اپنا کام کریں گی اور رات رات بھر جاگ کر عبادت کرنے والوں کی دعاؤں کے تیر آسمان کی زرہ سے گزر کر محل میں رہنے والے ظالموں کے بدن کو اپنا نشانہ بنائیں گے اور ان پر زوال لائیں گے انشاء اللہ عابدوں کی دعا قبول ہوگی اور بالفرض دعا اثر نہیں کرتی تب بھی ایک روز جبرِ مشیت سے ظالم کا کارخانہ اوندھا ہو جائے گا۔ ہاں خدا کے بدلے کا ہاتھ آستین سے باہر آئے گا اور ہمیں نجات دلائے گا۔ ہم کو نجات دلانے والا موسیٰ کلیم ہے جو عنقریب ظاہر ہونے والا ہے۔

مزدوروں کی کمی

فرعون، ولید بن زیاد[2] کے سامنے گئے اور بلند آواز سے کہنے لگے:

"اے فرعون! ہم مانتے ہیں کہ قوم کے مظلوم لوگ مرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور ہمارے ہر جُرم و جَور کو قبول کر لیتے ہیں اور مجبوری اور مصیبت سے نباہ کر لیتے ہیں لیکن آپ کے اس طریقے سے قوم کے بوڑھے لوگ ہمارے ظلم و جور

---

[1] اثبات الوصیۃ۔ تالیف مسعودی صفحہ ۱۲۴۔

[2] فرعون، مصر کے بادشاہوں کا لقب تھا اور فرعونوں کا شاہی سلسلہ حضرت یوسفؑ کے پہلے سے حضرت موسیٰؑ کے عہد تک مصر پر حکمران رہا ہے اور یہ سب بادشاہ بُت پرستی اور گنہگاری میں مشہور گزرے ہیں لیکن حضرت موسیٰؑ کے عہد کا فرعون ولید بن زیاد سیہ کاری میں ان سب سے بڑھا ہوا تھا۔ (کامل ابن اثیر۔ جلد اوّل صفحہ ۹۶)

کے تلے جانیں دے رہے ہیں، جوان بُوڑھے ہو رہے ہیں اور بچے مارے جا رہے ہیں۔ کچھ درباریوں کی سختی سے مر رہے ہیں اور کچھ وبا کی بدولت دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس طرح ہم کو مزدوروں کی کمی کا سامنا آپڑا ہے۔ اگر یہی طریقہ جاری رہا ان دودھ دینے والی گایوں یعنی ان بیگاری خدمت گزاروں کو ہم ہاتھ سے دے بیٹھے اور ان کی نسل ختم ہو گئی تو ہم مالی الجھنوں کا شکار ہو جائیں گے۔"

فرعون: میں کیا کروں؟ میری سلطنت خطرے میں ہے! میری امیدوں اور تمناؤں کا محل زمین بوس ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس قوم میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو میرے اداروں کو درہم برہم کرے گا مجھے چاہیئے کہ اس قوم کی نسل کو رُوئے زمین سے اُکھاڑ پھینکوں تاکہ اس یقینی خطرے سے جو میری گھات میں لگا ہوا ہے چھٹکارا پا جاؤں۔

فرعونیان: ہم اس مٹی پانی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم آپ ہی کی سلطنت سے وابستہ ہیں۔ ہم آنے والے خطروں سے آس اور ہراس میں ہیں اس لیے کہ کام کرنے والوں اور مزدوروں کی کمی ہماری سماجی اور اقتصادی زندگی کو مفلوج کیے ڈالتی ہے۔ اِس طرح ہم عظیم نقصان اور سلطنت کے خاتمے سے دوچار ہونے والے ہیں۔ آپ کو یاد رہے کہ جب تک ماتحتی باقی ہے۔ اسی وقت تک حاکمیت قائم ہے۔

فرعون: تو ہمیں کیا لازم ہے؟ اور کیا کرنا چاہیئے؟

فرعونیان: ہمارا تو یہ خیال ہے کہ ملکی مالیات کے پہیئے چلانے کے لیے ہم ایک سال تک بنی اسرائیل کی اولاد کے قتل سے باز رہیں اور دوسرے

سال دودھ پیتے بچّوں کو ماریں[1]۔ اور جو زندہ بچ جائیں ان میں سے جو ذہین نکلیں اور جن سے عقل اور شعور کی تیزی ظاہر ہوتی ہو اور جن کے خیالات مستقبل قریب میں ہمیں مصیبت میں مبتلا کر سکتے ہوں انھیں ہم نیست و نابود کر دیں اور حکم ماننے والے ناسمجھ لڑکوں کو بوجھ ڈھونے اور مزدوری کے لیے زندہ رہنے دیں۔

فرعون: اس وقت جو یہ مشکل درپیش ہے اس کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر نہیں ہے کہ اسی تجویز کو مان لوں لیکن دیکھو یہ بات نہ بھولنا کہ جو لڑکے بھی پیدا ہوں اُن سے اتنا کام لو اور اتنا محصول وصول کرو کہ وہ بالکل کمزور ہو جائیں۔ ان میں منہ کھولنے اور اعتراض کرنے کی ہمت نہ رہے اور وہ نہ اپنی مجبوری اور خستہ حالی کو سمجھ سکیں اور نہ یہ جان سکیں کہ وہ اسی دنیا میں زندگی گزار رہے ہیں جس کے ایک حصّے میں دوسری قومیں آزادی، خوشی اور آرام و آسائش کی برکت سے مالامال ہیں جبکہ وہ خود ان فائدوں سے محروم ہیں[2]۔ میرے اس حکم پر عمل کرو تاکہ مزدوروں کی قلّت اور مالی کشمکش کم ہو جائے اور نچلے طبقوں کے انقلاب کی روک تھام بھی ہو جائے۔

خوش خبری

فرعون نے ستّر ہزار سے زیادہ معصوم بچّوں کی زندگی کے پھول جو نئے

---

[1] اثبات الوصیۃ۔ صفحہ ۱۲۴ [2] ناسخ التواریخ۔ جزو اوّل۔ ہبوط۔ صفحہ ۲۲۵

نویلی بہار کے پھولوں کی طرح کھلے ہوئے تھے پرزے پرزے کر دیے اور خاک پر بکھیر دیے[1] غمزدہ مائیں فریاد کرنے لگیں۔ مظلوم باپوں کی کمریں فرعونیوں کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے جھک گئیں۔ ان میں سیدھے ہونے کی طاقت باقی نہیں رہی۔ کبھی کبھی اوپری منزل پر چڑھنے اور اینٹ گارا اور عمارت کا دوسرا سامان وہاں تک لے جانے میں زمین پر گر پڑتے تھے اور دنیا سے رخصت ہو جاتے تھے۔[2] کوئی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ انھیں بھی جینے کا حق ہے۔ کسی کو ان کے دکھ درد اور دوا دارو کی فکر نہیں ہے۔ کوئی نہیں ہے جو انھیں اس مفلسی اور ادبار سے چھٹکارا دلائے۔

غمزدہ مائیں اور مظلوم باپ فریاد کرتے ہیں۔ سب مل کر اپنے دل کی گہرائیوں سے خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں کہ وہ ان کی پریشانیاں اور مصیبتیں دور کر دے۔ وہ مائیں جن کے حمل تشدد اور بے آرامیوں کے باعث گر چکے ہیں[3] یا جنھوں نے اپنے بچے جنگلوں اور پہاڑوں میں جنگلی جانوروں کو کھلا دیے یا دریا کی مچھلیوں کے سپرد کر دیے سخت عاجز آچکی ہیں لیکن ان تمام مصیبتوں میں خدا سے آس لگائے ہوئے ہیں کہ وہ خدا جس نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کی اندھیری رات کو کودکِ نیل موسیٰ کلیم کے ذریعے سے روزِ روشن میں تبدیل کر دے گا۔ وہ خدا جس نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک بچے کے ہاتھوں وادئ نیل کے فلک بوس محل گرا دے گا اور ان کی جگہ

---

[1] بحار الانوار۔ جزو ۱۳۔ صفحہ ۵۳ [2] بحار الانوار۔ جزو ۱۳ صفحہ ۴۷

[3] بحار الانوار۔ جزو ۱۳۔ صفحہ ۵۲

عدل و انصاف کی شاندار عمارت کھڑی کر دے گا اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔

اے خدا! ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے ہماری طاقت جواب دے چکی ہے۔ ایک بڑے مصلح کے ظہور سے متعلق تیرے وعدے اور خدائی دانشوروں کی خوش خبریوں نے ہمارے دل امید سے بھر دیے ہیں۔ کتنا اچھا ہو جو ہم مصیبت زدوں کا چمکیلا سورج ابھرے اور ہم مصیبت اور نحوست سے چھوٹ جائیں۔

اے دنیا کو پیدا کرنے والے خدا! اپنے انصاف کرنے والے کی زیارت کرنے، اپنی اندوہناک زندگی کو بدلنے اور اپنے سروں پر آزادی کے فرشتے کی سایہ گستری کی خاطر ہم اپنے بہت سے بیٹوں کے نام موسیٰ رکھتے لیتے ہیں۔ شاید ان میں سے ایک موسیٰ کلیم نکل آئے اور جو خوش خبریاں دی گئی ہیں وہ عملاً ظاہر ہو جائیں اور ہماری امیدیں پوری ہو جائیں۔

صحبت کی مناہی

نجومی: اے بادشاہ! بنی اسرائیل کے جس بچے سے ہمارے اقتدار کو خطرہ لاحق ہے وہ انہی چند مہینوں میں پیدا ہونے والا ہے۔ ہماری تمام تدبیریں کو دکِ نیل کی اس دنیا میں آمد کو روکنے میں کامیاب نہیں ہوئیں۔ گو ابھی تک موسیٰ کلیم نے آنکھ نہیں کھولی ہے لیکن جلد ہی وہ آنکھ کھولنے والا ہے اور اس سرزمین کو اپنی کاوشِ سنیز کا مرکز بنانے والا ہے۔ آپ کے لیے مناسب ہے کہ جو احتیاطی

اقدامات ضروری سمجھیں انھیں جلد سے جلد عمل میں لائیں۔

فرعون: میں ذہنی بے چینی میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ اگر میں بچوں کو قتل کرواتا ہوں تو تم لوگ مزدوروں کی کمی کی شکایت کرنے لگتے ہو اور اگر انھیں زندہ چھوڑ دیتا ہوں تو میری خدائی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ تم ہی کہو کہ میں کیا کروں؟

نجومی: مجھے یقین ہے کہ ان چند مہینوں میں موسیٰ کا نطفہ قرار پانے والا ہے لہٰذا ہمبستری کی عام ممانعت کر دیجیے تاکہ دنیا میں موسیٰ کے آنے کا وقت ٹل جائے۔

فرعون: میرا خیال ہے تم ٹھیک کہتے ہو۔ مجھے اپنے تخت و تاج کی حفاظت کی خاطر یہ تجویز منظور کر لینا چاہیے۔ شاید اسی طرح میں موسیٰ کلیم کی پیدائش کی روک تھام کر سکوں۔ ابلاغ عامہ کے افسروں کو بلاؤ اور انھیں حکم دو کہ قوم کو بتائیں کہ آج سے لے کر تا اطلاع ثانی بنی اسرائیل کے لیے ہمبستری کی ممانعت کی جاتی ہے۔ اس حکم پر عمل کرانے کے لیے افسر مقرر کر دو جو مردوں اور عورتوں کو الگ الگ رکھیں اور مردوں کو قید خانے میں ڈال دیں[1]۔ اسی طرح فوجی مرکزوں اور چھاؤنیوں میں ان سے لازمی کام لیا جائے تاکہ موسیٰ کی ولادت کی روک تھام ہو سکے۔

---

[1] بحار الانوار۔ جزو ۱۳۔ صفحہ ۲۵

پوشیدہ بستر

اس بات کے باوجود کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ رکھنے کا سخت حکم دے دیا تھا۔ عمران نے جو فرعون کے محل کی پاسبانی پر تعینات تھے رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فرعون کے خاص محل کے نزدیک اپنی بیوی "یوکابد" سے صحبت[1] کی جس کے بعد موسیٰ کی ماں نے یہ محسوس کیا کہ ان کا دل کسی نظر نہ آنے والی مخلوق میں ہے۔ وہ اس بات سے بے خبر ہوتے ہوئے بھی کہ انھیں لڑکا ہے یا لڑکی، اسے دل وجان سے زیادہ عزیز سمجھ رہی ہیں۔

غیر یقینی مستقبل

یوکابد کو جب اپنے پاؤں بھاری ہونے کا احساس ہوا تو اس نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ اے پروردگار! مجھے نہیں معلوم کہ تو نے مجھے جو نعمت دی ہے وہ لڑکا ہے یا لڑکی۔

اے مالک! تو نے لڑکیوں کو مردوں کے لطف کے لیے پیدا کیا ہے لیکن ہماری قوم میں لڑکوں اور جوانوں کے نہ ہونے کے باعث لڑکیوں کی شادی کا انتظام نہیں ہو سکتا اور انھیں بہت بڑے روحانی کرب میں زندگی بسر کرنا ہوگی۔ پھر بھی میں اس وجہ سے کہ بیٹے کا قتل نہیں دیکھ سکتی

---

[1] ناسخ التواریخ۔ جزو اوّل بہبوط صفحہ ۲۳۶ اور روضۃ الصفا۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۴۹

تجھ سے ملتجی ہوں کہ مجھے بیٹی عطا فرما۔

اے پروردگار! نہیں۔ نہیں۔ میں نے غلطی کی۔ مجھے بیٹا عطا فرما تاکہ وہ بھی تمام دوسری بن کھلی کلیوں کی طرح میری آنکھوں کے سامنے کملا جائے۔ کیا میرے بچے کا خون قوم کے تمام مظلوم بچوں کے خون سے زیادہ سرخ ہے؟ کوئی بات نہیں اگر میرے بچے کا خون بھی بہہ جائے فرعون کے دامنِ ظلم و جفا پر ایک داغ اور سہی۔ شاید دنیا کو پیدا کرنے والے خدا کا صبر ختم ہو جائے اور ایسا وسیلہ پیدا ہو جائے جس سے فرعون کی زندگی اور حکومت دونوں کی بساط اُلٹ جائے۔

خداوندا!

میں تیرے حکم کے تابع ہوں۔ تو بیٹا دے گا تو قبول کروں گی۔ بیٹی دے گا تو سر آنکھوں پر لوں گی اور جو نہ بیٹا دے گا نہ بیٹی اور میرا معصوم بچہ فرعونیوں کے ظلم و جور سے چند دن کے اندر ہی ساقط ہو گیا اور اپنے ہم عمر مظلوموں سے جا ملا تو بھی میں تیری مرضی پر راضی ہوں۔ میں ان مظالم کے مقابلے میں ایک کمزور انسان سے زیادہ نہیں ہوں۔

خداوندا!

تیرا اختیار سب اختیاروں سے بڑھ کر ہے۔ تجھے یہ قدرت حاصل ہے کہ نطفے کو تکمیل تک پہنچائے اور بے روح جسم کو روح بخشے اور اسے پروان چڑھا کر ایک پھلتے پھولتے جوان میں تبدیل کر دے۔ چونکہ تو ایسی قدرت رکھتا ہے اس لیے میں تجھ سے درخواست کرتی ہوں کہ جس بچے کو

ابھی میں نے نہیں جنا ہے اُسے اِتنی طاقت دے دے کہ وہ خونخوار فرعون کا کارخانہ اوندھا کر دے۔

خداوندا! میں تجھ سے دعا کرتی ہوں کہ میرے بچّے کو ان ہزاروں بچّوں میں شامل کر جنھوں نے جامِ شہادت نوش کیا ہے اور جو فرعون کے جلّادوں کے ہاتھوں ایک ایک کر کے اپنی اپنی ماؤں کے آغوش سے باہر آئے اور مجھے بھی ان ماؤں میں شامل کر کے سرفراز فرما جو اپنے بچّوں کے سوگ میں بیٹھی ہیں اور جنھوں نے اپنے بچّوں کے قتل کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

خداوندا! تیرے دریائے رحمت کا اُور چھور نہیں ہے اگر تُو مجھ پر مہربانی کرے اور میرے بچّے کو فرعونیوں سے بچا کر مجھے بخش دے تو میں تیرا بے حد شکر ادا کروں گی۔

خداوندا! میرے بچّے کا خُون دوسرے بچّوں کے خُون سے زیادہ سُرخ نہیں ہے لیکن میری تمنّا ہے کہ یہ بچّہ بڑا ہو کر مفلسوں اور عاجزوں کا سہارا اور مظلوموں کا مددگار بنے۔ میری آرزو ہے کہ یہ بچّہ فرعون کو اس کی خدائی سمیت نیل میں غرق کر دے۔

خداوندا! دوسری دُکھیا ماؤں کی طرح میری بھی جان ہونٹوں پر آ گئی ہے۔ میں تجھ سے فریاد کرتی ہوں کہ دودھ پیتے بچّوں، غم زدہ ماؤں اور ظلم جھیلنے والے باپوں کی نجات کی خاطر میرے بچّے کو بچا لے شاید چالیس سال کے بعد اسی سرمایہ سے میں اپنے آپ کو اور اپنے ملک کو مفلسی اور ظلم سے بچا سکوں۔

انتظارِ امامؑ

جب سے انسان نے زمین پر قدم رکھا ہے نیکی اور بدی کی جنگ ۔ ہابیل اور قابیل کی کشمکش جاری ہے چنانچہ کہا گیا ہے کہ ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

نہ ستیزہ گاہ جہاں نئی نہ حریفِ پنجہ فگن نئے
وہی فطرتِ اسد اللّٰہی وہی مرحبی وہی عنتری

طاغوتی طاقتوں نے بیکس انسانوں پر ہمیشہ ظلم ڈھائے ہیں اور دکھی انسانیت کسی ایسے نجات دہندہ کی منتظر ہے جو دنیا کو نیکی اور عدل و انصاف سے معمور کر دے۔ کسی ایسے محسن کی آمد کا عقیدہ تقریباً ہر بڑے مذہب میں موجود ہے۔ اسلام نے بھی ایک ایسے عظیم انسان کی آمد کی خوشخبری دی ہے جس کا لقب 'مہدی' ہے۔ مسلمانوں کے تقریباً تمام فرقے مہدیٔ موعود کی آمد کے قائل ہیں تاہم جزئیات میں کافی اختلاف ہے۔ مکتبِ تشیّع کے عقیدے کے مطابق وہ ائمۂ اہلِ بیتؑ میں سے بارہویں امام ہیں جو اس وقت غائب ہیں اور بحکمِ الٰہی مناسب وقت پر ظاہر ہو کر دنیا کو عدل و انصاف سے معمور کر دیں گے۔

کتاب 'انتظارِ امام' کا موضوع امام مہدی علیہ السلام کی ذاتِ بابرکات ہی ہے۔ یہ شہیدِ رابع امام سید محمد باقر الصدر کی تصنیف ہے جن کا اسمِ گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس کتاب میں انھوں نے امام مہدیؑ کی امامت کا فلسفہ وضاحت سے بیان کیا ہے اور بعض لوگوں کی جانب سے امامِ عالی مقامؑ کے وجود، طویل عمر، کم عمری میں منصبِ امامت پر فائز ہونے اور غیبت کے بارے میں جن شکوک و شبہات کا اظہار کیا جاتا ہے ان کا مدلل جواب دیا ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں کے ایمان میں مزید تقویت کا باعث ہوگی اور وہ امام علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں جو ذمے داری ان پر عائد ہوتی ہے اس سے عہدہ برآ ہونے کی پوری کوشش کریں گے۔

قیمت -/۸ روپے

اے ابراہیم کے خدا! تو ہی ہے جو پوری دُنیا کو ادنیٰ سے ایک اشارے اور ایک ارادے سے تہ و بالا کر دیتا ہے۔ تو ہی ہے جو فقیروں اور عاجزوں کو ذلّت کی خاک پر بٹھا دیتا ہے یا پھر خاک پر بیٹھنے والوں کو بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے۔ تو ہی ہے جو جھونپڑیوں میں رہنے والوں کو محلوں میں جا بٹھاتا ہے اور محل نشینوں کو جھونپڑیوں میں کھینچ لاتا ہے۔ اے خدا! تو جو یہ سب قدرت رکھتا ہے میرے نومولود بچے کو یقینی موت سے بچا لے! اے دنیا کو پیدا کرنے والے خدا! میرے بچے کی محبت اور دوستی، دشمن کے دل میں پیدا کر دے تاکہ وہ موت سے بچ جائے۔

صبحِ درخشاں

مصری قوم کی اندھیری رات نے اپنا گریبان پھاڑ ڈالا، مصریوں کی برکت کی پو پھٹی، اُن کے اندھیرے مسکن کا سورج، نیل کی سرزمین کے نیلے اُفق پر اُبھرا اور بے کسوں کو پناہ دینے والے، مظلوموں کے مددگار اور ہمدرد نے اپنے نورانی وجود سے دُنیا کو منوّر کر دیا۔

ہاں داغ اُٹھانے والی ماؤں کی آہوں اور مصیبت زدوں کی فریادوں کے تیروں نے آسمان کی زرہ ریزہ ریزہ کر دی اور جبرِ مشیّت نے ایک مردِ انقلاب کو مصر کی گود میں ڈال دیا۔

واقعی منگل کا دن سعید اور مبارک دن ہے۔ مصری قوم کی کامیابی

اور جیت کا دن ہے۔ ایک ایسا دن ہے جب پانچ سو سال کے بعد پھر ایک انقلابی انسان ایک دوسرا بُت شکن دنیا میں قدم رکھتا ہے[1]

ہاں ہاں بُت توڑنے والے ابراہیم کے بعد موسیٰ کلیم ہی ہے جو اپنی قوم کی نجات کے لیے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور دنیا کو ظلم و ستم اور شرک سے چھٹکارا دلاتا ہے۔ دنیا کے اسباب سورج، چاند، ستارہ، ہوا وغیرہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک بہادر انسان کو حکومت کے لاڈلوں سے قوم کا حق دلانے کی خاطر سماج کے سپرد کر دیتے ہیں اور دوبارہ ابراہیم خلیلؑ کی ولادت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ ہاں ہاں آدم کے زمین پر اُترنے کے بعد تین ہزار سات سو اڑتالیس سال گزرنے پر اور عمران کی ستّر سال کی عمر میں دوسری بار آدم کے آسمانی اور نورانی خیالات کی یاد تازہ ہو گئی[2]۔

جلّاد آ گیا

عمران: اے یوکابد! اے میری مونس و غمگسار! میں تم سے یہ منحوس بات کیسے کہوں کہ جلّاد گھر کے دروازے پر حاضر ہے اور داخل ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ کیا اسے داخلے کی اجازت دے دوں؟ دائی کا کیا کروں؟ افسوس۔ نامعقول مخبروں نے تمھارے بچّہ جننے کی خبر دے دی ہے! اے عمران! بات ہاتھ سے نکل گئی ہے! جلّاد آ گیا ہے، بچّے کو دے ڈالوں میں خواہ مخواہ سوچ رہا ہوں۔

---

[1] بحار الانوار۔ جزو ۱۳۔ صفحہ ۶ [2] ناسخ التواریخ جزو اوّل ہبوط صفحہ ۲۳۴ اور کامل ابن اثیر صفحہ ۹۵

موسیٰ کی بہن: میں اپنے پیارے بھائی کو جلاد کے سپرد نہیں کرتے دوں گی
میں اپنے آپ کو خطرے میں ڈال دوں گی لیکن جان سے زیادہ پیارے
بھائی کو دشمن کے شر سے بچا لوں گی۔

دائی: اے بو کا بد! تم بچے والی ہو گئی ہو۔ بچہ لاؤ تو میں جلاد کے حوالے کروں
جلاد بچے کے قتل پر مستعد دروازے پر کھڑا ہے۔ نہیں بچے کو مجھے دو
تو میں اسے پیار کروں۔ میں دنیا کو پیدا کرنے والے خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں
کہ اسے جلاد کے حوالے نہیں کروں گی۔ اس کے بے مثال حسن سے
خدا کا نور جھلکتا ہے۔ یہ عام سا بچہ نہیں ہے۔ یہ تو آسمانی قاصد ہے
جس نے میرا دل لبھا لیا ہے۔ اس کی محبت نے مجھے جیت لیا ہے۔ میں
اسے قتل نہیں ہونے دوں گی اور اس کی ترکیب میں جانتی ہوں۔
اے جلاد! اے فرعون کے گماشتے! اس گھر میں ایک عورت کے درد تو
لگے ہیں لیکن خون کے ایک لوتھڑے سے زیادہ کچھ دیکھنے میں نہیں آیا۔[1]

موسیٰ کی بہن: اماں جان! اس دائی کے پیار دلار پر کان نہ دھریے گا۔ یہ
جملے اس نے صرف ہم کو خوش کرنے کے لیے کہے ہیں اور اب گئی ہے کہ
جلاد کو لے آئے۔ ابھی خونخوار جلاد آیا جاتا ہے اور میرے بھائی کا
سر بدن سے جدا کر دے گا۔ لائیے! بھائی کو مجھے دے دیجیے تاکہ اسے
چھپا دوں۔ اے خدا کہاں چھپاؤں کہ جو دائی اور جلاد کے شر سے
میرا بھائی بچ جائے۔

---

[1] اثبات الوصیۃ

گھبراہٹ اور پریشانی میں موسیٰ کی بہن کے ذہن نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا اس نے اس خیال سے کہ تندور میں آگ نہیں ہے اپنے پیارے بھائی کو گرم تنور میں رکھ دیا۔[1]

دروازے پر دستک ہوئی۔ خونخوار جلّاد داخل ہوا۔

تم نے بچے کو کیا کر دیا؟ لاؤ اس کا سر بدن سے الگ کر دوں۔ اسے ختم کر دوں۔

گھر والے: دائی جانتی ہے کہ بچّہ پیدا ہی نہیں ہوا۔

جلّاد: بچّے کو لے آؤ ورنہ گھر میں آگ لگا دوں گا۔

گھر والے: دائی بھی تو تم ہی گماشتوں میں سے ہے۔ وہ جانتی ہے کہ اس گھر میں بچہ نہیں ہے۔ بچّے کو ڈھونڈنے کی کوشش بیکار ہو گی۔

جلّاد ناامید ہو کر پلٹ گیا حالانکہ بچّہ تنور میں موجود تھا۔

اے خدا! میں کیا کروں؟

اے خدا! تو نے میرے بیٹے کو اس بار تو فرعون کے جلّادوں سے بچا لیا لیکن آئندہ بھی کیا میں اِسے اُن کے شر سے بچا سکتی ہوں؟ کیا آگے ان کے دلوں میں میرے بچّے کی محبت گھر کر لے گی اور میں اِسے یقینی موت سے چھڑا سکوں گی؟ فرض کیا کہ میں کچھ سال تک اس معصوم کو پالتی پوستی رہی تو کیا یہ پھر جلّادوں کے شر سے بچ جائے گا؟ یہ مقدّس چہرہ اور آسمان کا چمکتا ہوا نور اپنے دشمن رکھتا ہے جو آخر کار میرے جلے ہوئے دل پر اس کا داغ

---

[1] بحار الانوار جز ۱۳۔ صفحہ ۵۴ اور حیوٰۃ القلوب۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۰۶

لگائیں گے ۔ میں اسے دریا میں گرا دوں یا جنگل، پہاڑ اور ویرانے میں لے جا کر جنگلی جانوروں کے حوالے کر دوں ۔شاید دریا کی مچھلیاں اور جنگلوں کے درندے میرے جگر کے ٹکڑے کی حفاظت کریں ۔ارے فرعون کی خود غرضی، سلطنت کے لالچ اور منصب کی خواہش نے اتنی لمبی چوڑی دنیا کو اتنا تنگ اور چھوٹا کر دیا ہے کہ تیرے رہنے کے لیے جگہ نہیں رہی تو مجبوراً دریا، پہاڑ اور جنگل میں پروان چڑھ ۔

افسوس جو میں تجھے دریا میں ڈال دوں تو تُو یقیناً مچھلیوں کی خوراک بن جائے گا اور دنیا سے آنکھ بند کر کے دوسری دنیا کو سفر کر جائے گا اور اگر پہاڑ کے چوڑے حلق میں تجھے چھوڑ دوں تو دن بھر تجھے دیکھنے اور تیری خیر خبر لینے کو دوڑتی رہوں گی اور میرا یہ لگاتار آنا جانا فرعون کے جاسوسوں کو یہ خبر کر دے گا کہ مجھے ویرانے میں کوئی خلافِ معمول کام رہتا ہے چنانچہ وہ ٹوہ لگائیں گے تاکہ تجھے حاصل کر کے ٹھکانے لگا دیں۔

اے مہربان خدا! مجھ بے کس کے حال پہ ترس کھا اور مجھے کوئی ایسی تدبیر سُجھا جس سے یہ معصوم بچّہ فرعون کے خونخوار جلّادوں سے بچ جائے ۔

اے غم کرنے والی ماں! غم مت کھا۔ دنیا کو پیدا کرنے والا خدا ایسی قدرت رکھتا ہے کہ تجھے اور تیرے بیٹے کو قاتلوں اور بھیڑیے جیسے لوگوں سے چھٹکارا دلا دے ۔

اس اندرونی آواز کے پیچھے جس نے موسیٰ کی ماں کو چونکا دیا اس کے خیال میں یہ پروگرام بنا کہ :

"جب تک تو با اختیار ہے اپنے بچے کو دودھ پلائے جا اور جب تجھے یہ خطرہ پیدا ہو جائے کہ لوگ اسے مار ڈالیں گے تو اسے دریا میں ڈال دے اور کوئی فکر نہ کر۔ مہربان خدا تیرے بچے کو پھر تیری طرف پلٹا دے گا اور (تیری حاجت پوری ہو جانے پر) وہ قوم کا لیڈر بن جائے گا۔"[1]

ہاں وہی خدا جس نے میرے بچے کو جلاد اور دائی کے شر سے بچایا۔ وہی خدا جس نے میرے بچے کی آگ بھرے تنور میں حفاظت کی بعد میں بھی یہ طاقت رکھتا ہے کہ اس کی حفاظت کرے۔ واقعی میں کیوں بچے کے نابود ہونے سے ڈروں؟ اگر میرا بچہ مصر کا بت شکن ہے اور اس کی تقدیر میں یہ میلان اور فرض رکھ دیا گیا ہے اور وہ فرعون کی موت کا فرشتہ ہے تو خدا اس کی حفاظت کرے گا اور اگر فرعون پر مقرر کیا ہوا فرشتہ نہیں ہے اور مر جانے والا ہے تو میں خدا کے چاہے ہوئے کو نہیں بدل سکتی۔ پس یہی بہتر ہے کہ دنیا کے اس وسیع میدان میں جو اب ہماری زندگی کے لیے تنگ ہو گیا ہے اس کو دریا میں ڈال دوں۔ دریا عجیب و غریب مخلوقات کا مسکن اور خدا کی مہربانی اور فضل کی جگہ ہے۔ ممکن ہے کہ میرا بچہ بھی دریائے رحمت کا ایک جزو بن جائے۔

اے خدا! اگر میں اپنے بچے کو اپنے ہاتھوں سے دریا میں ڈال دوں تو وہ ایک بڑے مگرمچھ کا ایک چھوٹا سا لقمہ بن جائے گا۔ میں ماں ہو کر اپنے لال کو کس طرح دریا کے کھلے ہوئے منہ میں گرا دوں کہ پانی کی پُرشور

---

[1] "...... اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ......" سورۃ قصص آیت

لہریں میری روح کو فنا کردیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ میں بچّے کو کنارے پر چھوڑ دوں تاکہ جب نیل میں بارطہ آئے تو وہ کھینچ کر دریا کے اندر چلا جائے اس کام میں خوبی یہ ہے کہ میں اس کی دُکھ بھری موت خود نہیں دیکھوں گی۔

ایک چھوٹی کشتی

"اے دُکھ بھرنے والی ماں! کیوں فکر کرتی ہے۔ ایک چھوٹا سا صندوق تیار کر، اپنے بچّے کو اس میں رکھ دے اور اسے نیل کی چیختی چنگھاڑتی موجوں کے سپرد کر دے۔ وہ ذات جس نے تیرے بچّے کو آگ اور جلّاد کے ہاتھ سے بچایا ہے یہ قدرت رکھتی ہے کہ آئندہ بھی تیرے بیٹے کو تیری طرف پلٹا دے اور اس کے وسیلے سے مصری قوم کو اس کے دکھوں سے چھٹکارا دلادے۔"

اس غیبی خیال پر جو مجھ پر نازل ہوا میں جھوم اُٹھی۔ اب تک کسی نے اپنے بچّے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں نہیں چھوڑا تھا۔ میں پہلی بار ایک چھوٹی سی کشتی بنواؤں گی اور اپنے بچّے کو اپنے ہاتھوں سے لہروں کے حوالے کردوں گی۔ ہوسکتا ہے کہ دنیا کو پیدا کرنے والا خدا میرے بیٹے کو جو میرے دل کا ٹکڑا ہے بچالے۔

اے عمران! اے میرے دکھیارے ساتھی! مجھے ابھی تک حمل اور زچگی کی تکلیف سے نجات نہیں مل پائی ہے۔ ابھی تک جلّاد اور دائی کے

آنے جانے کا اثر میرے دماغ کو جکڑے ہوئے ہے اور ایک دھندلا سا خیال میری آنکھوں کے سامنے مجسّم ہو کر آجاتا ہے۔ میں نے اپنے خیال میں ایک جھلک سی پائی اور آوازِ غیبی نے میرے دل کے کان میں پکار کر کہا کہ میں ایک صندوق بناؤں اور بچّے کو اس میں رکھ کر دریا کے سپرد کر دوں جتنی جلدی ہو سکے کسی بھروسے کے بڑھئی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ایک چھوٹا سا صندوق بنا دے اور فوراً وہ صندوق لے آؤ تاکہ میں اپنے بیٹے کو اس میں رکھ کر دریا میں ڈال دوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ بہت ممکن ہے کہ دائی بات کو پیٹ میں نہ رکھ سکے اور میرا بھید کھول دے تو میں اپنی آنکھوں سے اپنے بیٹے کی موت دیکھوں اور روحانی اذیت میں مبتلا ہو جاؤں۔

عمران نے بہت سوچا لیکن حزبیل سے زیادہ بھروسے کا بڑھئی نظر نہیں آیا۔

حزبیل نجّار

عمران: اے حزبیل! میں چاہتا ہوں کہ تم میرے لیے ایک کشتی کی شکل کا چھوٹا سا صندوق بنا دو جس کا رقبہ ایک مربع میٹر ہو میں چاہتا ہوں کہ اپنی آنکھوں کی روشنی اور اپنے جگر کے ٹکڑے کو اس میں رکھ کر فرعون کے ملازموں کے شر سے بچانے کے لیے اسے دریا میں بہا دوں تاکہ اپنے بیٹے کی موت اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں۔

حزبیل: میں آپ کی خدمت کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں اگر آپ مجھے

اس کے لائق سمجھتے ہیں تو میں یہ حقیر سی خدمت انجام دینے کے لیے تیّار ہوں۔

عمران: میری خواہش یہ ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے تم یہ کشتی تیّار کر دو اور دکھیا ماں کو اپنے دودھ پیتے بچّے کی موت دیکھنے سے نجات دلا دو ممکن ہے کہ اس کی آہ و فریاد ختم ہو جائے۔

حزبیل: میں جلدی ہی ایک خوش نما کشتی بنا دوں گا جو آپ کے بیٹے کو دشمن کے شر سے محفوظ کر دے گی۔

عمران یہ بات سُن کر اپنے گھر کو پلٹ گئے اور مطمئن ہو گئے کہ بڑھئی جلدی ہی ایک چھوٹی سی کشتی بنا دے گا اور ان کے بیٹے کو کھُلے ہوئے خطرے سے نجات دلا دے گا لیکن بڑھئی نے امید کے خلاف کوتوالی کی راہ لی۔

بڑھئی سوچتا تھا کہ اگر اطلاع نہیں دی تو پریشانی اور جھگڑے میں پڑ جائے گا اور خفیہ پولیس اسے پکڑ کر بچے بھگانے کے لیے چھوٹی چھوٹی کشتیاں بنانے کے جُرم میں قیدخانے میں ڈال دے گی یا شاید یہ سوچتا تھا کہ اسے ایک نئی بات معلوم ہوئی ہے۔ اگر وہ فرعون کے درباری جاسوسوں کو اس کی اطلاع دے دے تو اس کے عوض اسے مناسب سا انعام مل جائے گا اور پھر عمر بھر کے لیے نجّاری کی مصیبت سے بچ جائے گا یا شاید یہ سوچتا تھا کہ جاسوسوں کو کشتی بنانے کے آرڈر کا علم ہو گیا ہے انھوں نے خفیہ پولیس کے محکمہ کو اطلاع دے دی ہے اور اس پر بہت جلد مقدّمہ چلنے والا ہے۔

ان میں سے کوئی ایک وجہ ضرور تھی جو بڑھئی نے کوتوالی کا راستہ لیا۔

تاکہ فرعون کی جاسوسی کے ادارے میں اپنا تعارف کرائے اوران خیالی خطروں سے جن پر اُس کی توجہ مرکوز تھی نجات پائے یا ایک بڑا انعام حاصل کرے۔ کچھ بھی ہو بڑھئی چلا تاکہ واقعے کی اطلاع دے اور اپنا مقصد حاصل کرے۔

محکمۂ جاسوسی

حزبیل ان پریشان کن خیالات اوراس کپکپی کے ساتھ جو اس پر سر سے پاؤں تک طاری ہے حق حیران برابر اپنے دائیں بائیں دیکھتا ہوا محکمۂ جاسوسی کے دفتر میں داخل ہوا۔ وہاں اُس نے دماغ پر ہر چند زور ڈالا کہ راستہ ناپنے اور ادارے تک اپنے آنے کا مقصد سمجھے لیکن کامیاب نہ ہوسکا جزبیل نے قدرے یہ سوچ کر کہ اس پر چوری یا جاسوسی یا مزاحمت کا الزام نہ آجائے یہ پکا ارادہ کر لیا کہ چند جملے کہہ دے لیکن بولتے وقت اس کی زبان گونگوں کی طرح لپٹ گئی اور وہ کوئی بامعنی بات نہیں کہہ سکا۔ اس نے چاہا کہ اشاروں ہی سے بات کرے چنانچہ وہ پاگلوں کی طرح ہاتھوں کو حرکت دے کر کبھی دریائے نیل کی طرف اشارہ کرتا تھا اور کبھی بڑھئی کے کاموں کی طرف اور کبھی اپنے ہاتھوں سے ایک بچّے کا مجسمہ بناتا تھا۔ اگر بڑھئی کو اس کام میں مہارت ہوتی یا جاسوسوں میں گونگوں کا مطلب سمجھنے کی صلاحیت ہوتی تو اصلیت کو سمجھ جاتے لیکن نہ بڑھئی اس کام میں ماہر تھا نہ جاسوس ہی ایسے موضوعات کی سمجھ رکھتے تھے۔ اس لیے بڑھئی کے غیر واضح اشارات سے اور شک میں پڑ گئے۔

یہی حزبیل بڑھئی ہے جو ہمیشہ اپنے گاہکوں سے بلبل کی طرح بات کرتا ہے۔ اس وقت اس نے یہاں آکر ہم سے مذاق کیا ہے اور پاگلوں کی طرح باتیں کر رہا ہے۔ اس پر ذرا تشدّد کرکے باہر نکال دو[1]

بڑھئی کو محکمۂ جاسوسی کے دفتر سے نکال دیا گیا۔ جیسے ہی بڑھئی باہر نکلا اُس نے اپنے آپ کو جانچا۔ چند جملے کہے اور خود اپنے کانوں سے سُن کر فیصلہ کیا کہ اس کی گفتگو خوش آئند ہے اور اُسے اشارے یا گونگے پن کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دل میں سوچنے لگا کہ جس طرح ہو سکے دوبارہ پھر جاؤں اور صندوق سازی کے واقعے کی اطلاع دوں لیکن پھر اپنے آپ میں بولنے کی قوّت نہیں پائی اور اس کی آنکھوں کے سامنے ایک سیاہ پردہ سا آگیا[2]

بڑھئی دل میں سوچنے لگا کہ میں نے انعام حاصل کرنے کے لالچ میں خیانت (دوسرے کا راز فاش کرنے کی کوشش) کی یا فرعون کے ملازمین سے اور اس بات سے کہ ان کو میرے کام کی خبر ہو گئی ہوگی ڈر رہا تھا دونوں صورتوں میں گناہ کا ارتکاب کر رہا تھا اس لیے بات نہیں کر سکا لیکن اب اس کی جگہ میں یہ سمجھا ہوں کہ فرعون کے جاسوسوں سے اتنا نہیں ڈرنا چاہیے۔ ان لوگوں نے ہمارے دلوں میں یہ خوف اس لیے ڈال دیا ہے کہ ہم خود اپنے کو مٹا دیں۔ انھوں نے ہماری آواز کو مٹانے یا دبانے کی ذراسی طاقت فراہم کرلی ہے اور ہم اس تنکے کو پہاڑ سمجھ بیٹھے ہیں۔ لیکن حزبیل تجھ میں

---

[1] ناسخ التواریخ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۳۷ اور روضۃ الصفا جلد اوّل صفحہ ۲۵۰

[2] بحار الانوار۔ جزو ۱۳۔ صفحہ ۵۴

بات کرنے کی سکت کیوں نہیں رہی؟ اور وہ کالا پردہ سا کیا تھا جو تیری آنکھوں کے سامنے کھنچ گیا تھا؟

ان تمام سوالوں کا جواب گویا مل گیا تھا۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے تھا کہ یہ دودھ پیتا بچہ کسی دوسرے ہی کارخانے سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر دنیا کی تمام موجودات ایک ہو کر بھی اسے مٹانا چاہیں تو نہیں مٹا سکتیں۔ ہاں ہاں نہ یہ کہ صرف تو ہی اکیلا ایسا نہیں کر سکتا بلکہ فرعون، فرعونی اور دنیا کے طاقتور لوگ اگر ایک دوسرے سے مل جائیں تو بھی خدا کے ارادے کو بدل نہیں سکتے۔

اس وقت تو ایک بچے کے مقابلے میں اگرچہ طاقتور ہے پھر بھی اس پر تیرا کوئی عمل نہیں چل سکتا اس لیے اپنا دل اس کے حوالے کر دے اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دوستی کے جذبے سے اور مجبوروں اور عاجزوں کی حمایت کی خاطر کشتی بنا اور چونکہ تیری زندگی کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ عمران کے لیے چھوٹی کشتی تیار کر۔

افسوس میں نے کتنی غلطی کی! میں کتنا ناسمجھ تھا۔ حزبیل ان خیالات میں الجھا ہوا تھا۔ اس نے جتنی جلدی ہو سکا چھوٹی سی کشتی تیار کر کے عمران کے حوالے کر دی۔ عمران اس کشتی کو لے کر گھر میں داخل ہوا۔

عمران نے بچے کو ماں سے لے لیا اور صندوق میں لٹانا چاہا لیکن بچہ ماں کا دامن نہیں چھوڑتا[1]۔ وہ دریائے نیل کی لہروں اور پتھروں کے باہم ٹکرانے کی آواز سے پریشان ہے۔ ماں بہن کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھ کر ڈر رہا ہے

---

[1] حیٰوۃ القلوب۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۰۲

اور بے تحاشا روئے جارہا ہے۔ آخر کار عمران نے اپنے پیارے بچّے کو صندوق میں لٹا کر دریا میں چھوڑ دیا۔

یوکابد: میرے دل میں آگ بھڑک رہی ہے۔ میرے دل کا بند ٹوٹ گیا ہے
اے دریائے نیل ! میری آنکھوں کی روشنی کی حفاظت کر۔ اِس دودھ پیتے
بچّے نے بھیڑیے جیسے خونخوار فرعون کی حکومت کے ظلم سے تیری پناہ
لی ہے۔

فرعون کی بیٹی

فرعون کی بیٹی "انیسا" کچھ سال سے کوڑھ[1] کی بیماری میں گرفتار ہو گئی ہے وہ اس سے بہت تکلیف میں ہے اور خدا نے یہ چاہا ہے کہ فرعون کی خدائی کا کارخانہ پھر رنج و غم سے خالی نہ ہو۔ اِس لیے اس نے علاج اور جادو کی طرف توجّہ تو کی ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے۔

ایک جادوگر نے کہا ہے : پیر کی صبح کو سورج نکلنے کے وقت انسان کی سی شکل کی کوئی مخلوق دریائے نیل کے بیچ میں نظر آئے گی۔ اگر اس کا تھوک لڑکی کے کوڑھ پر لگا دیا جائے گا تو اس کی بیماری دُور ہو جائے گی اور وہ اس مرض سے چھٹکارا پا جائے گی۔ انیسا اس مخلوق سے ملنے کی امید میں جس سے اس کے دکھ کا علاج ہو سکتا ہے دریائے نیل کے کنارے پر آئی ہے[2]۔ انیسا اور آسیہ کی رُوح

---

[1] ایک ایسی بیماری جس میں جلد پر سفید چھٹے پڑ جاتے ہیں۔

[2] بحار الانوار۔ جزو ۱۳۔ صفحہ [redacted]

گھلنے اور سلطنت کی رونق گھٹنے کی وجہ صرف کوڑھ کی بیماری لگنا ہی نہیں ہے بلکہ سب سے بڑی بیماری یہ ہے کہ ابھی تک آسیہ کے کوئی بیٹا نہیں ہوا ہے اُن کا دل ہمیشہ اس کی آرزو میں تڑپتا رہتا ہے اور آنکھ اس دن کے انتظار میں ہے جب خدا اس پر رحمت کرے گا اور اس کی حاجت پوری کرے گا خدا کا یہ انعام پانے کی آرزو میں اس نے جادوگروں اور طبیبوں کا بھی دامن پکڑا ہے لیکن ابھی تک کچھ نہیں ملا ہے [1]

سلطنت کا پلازا

فرعون نے دریائے نیل کی ہوا کھانے، پانی بہنے اور پتھروں کے باہم ٹکرانے وغیرہ کا مزہ لینے کو دریائے نیل کے کنارے پر اپنا ایک خاص محل بنوایا ہے۔ وہ مظلوموں اور قیدیوں کے رنج وغم سے بے خبر، مصیبت زدوں کی چیخ دپکار سے بے خبر، بیماروں اور بیکاروں کی فریادوں سے بے خبر، جلّادوں کے ہاتھ پیروں میں دودھ پیتے بچّوں کے رونے چیخنے، دکھیاری ماؤں کے بین اور مصیبت کے مارے باپوں کی چیخوں سے بے خبر، اُن مزدوروں کے نالہ و فریاد سے بے خبر جو کام کے بوجھ تلے اپنی جانیں خدا کے سپرد کر دیتے ہیں اور بے کسوں وغیرہ کے دلوں کے داغوں سے بے خبر اپنے موسم خزاں کے محل میں دریائے نیل کے کنارے پر بیٹھا ہوا ہے اور نیل کی بہتی لہروں کو دیکھ رہا ہے لیکن گزرتے پانی سے سبق نہیں لیتا کہ

---

[1] قاموس کتاب مقدس۔ صفحہ ۸۴۹

اسی طرح عمر بھی بیتی جا رہی ہے اس لیے ظلم وجور سے ہاتھ اٹھا لے۔

ہاں آسیہ، فرعون اور انیسا تینوں پانی کی پُر شور موجیں دیکھ رہے ہیں۔ فرعون اور آسیہ اپنی رعایا کی مصیبتوں سے بے خبر خوشی اور مزے میں ڈوبے ہوئے ہیں اور راہ دیکھ رہے ہیں کہ تمام مچھلیاں اور مگرمچھ کھیل میں لگ جائیں تو ان کی تفریح پوری ہو جائے۔ لیکن انیسا اپنی کھوئی ہوئی چیز حاصل کرنے کے لیے نہایت غور سے پانی کی لہروں کی جانچ کر رہی ہے کہ شاید جلد کوئی نتیجہ نکلے۔

پو پھٹنا

صبح کی سفید پٹی مصر کے نیلے افق کو اپنی سنہری کرنوں سے چمکا رہی تھی صبح کو اُٹھنے والے پرندوں کی چہکار ختم ہو رہی تھی اور اس کے پیچھے تشدد کے مارے ہوؤں اور ماؤں کے رونے پیٹنے کی آوازیں کانوں کو تکلیف پہنچا رہی ہیں۔ صبح اُٹھنے والے پرندے پر پھڑپھڑاتے ہوئے دانہ حاصل کرنے کے لیے دوڑ بھاگ میں لگ گئے ہیں۔ کبھی اپنے چینگلوں کو اپنے ساتھ جنگلوں اور باغوں میں لے جاکر، اپنی اولاد کو تربیت دینے کی خاطر انسانوں کے جرائم گِناتے ہیں اور فرعونیوں کے ظلم اور انسانی قتل کا حال اپنے چینگلوں کو سُناتے ہیں تاکہ وہ اس گھاگ انسان کی مظلومی اور بے آزاری سے دھوکا نہ کھائیں اور جان جائیں کہ ان مکاریوں اور اپنے مُنہ میاں مٹھو بننے کی کوششوں کے پیچھے جال بچھے ہوئے ہیں۔

اں اُڑان کا طریقہ، دانے کی فراہمی اور دشمن سے فرار انھیں سکھاتے ہیں۔ آدمی کی سنگدلی، آگ پر کباب لگنے اور پنجرے کی قید سے انھیں آگاہی بخشتے ہیں۔

مادرِ موسیٰ نے علی الصبح جب ان چینگلوں کو دیکھا تو بے اختیار ان کے ہاتھ دعا کے لیے بلند ہو گئے اور وہ کہنے لگیں:

"اے میرے مالک! میں اپنے بیٹے کو تیرے سپرد کرتی ہوں تو ہی میرے بچّے کا نگہبان ہے۔ پروردگار! میرے لختِ جگر کی حفاظت فرما۔"

ادھر مریم، خواہر موسیٰ دُور سے اپنے چھوٹے بھائی کے پیچھے پیچھے چل رہی ہے کہ دیکھیے یہ بچّہ کس بھنور میں ڈوبتا ہے؟ دریا کے کنارے کے محل والوں میں سے کس کے ہاتھ پڑتا ہے۔ کس لاولد درباری کے جو اسے فرزندی میں لے لیتا ہے یا سرحد پار نکل جاتا ہے اور بحیرہ اوقیانوس کی راہ پر لگ جاتا ہے اور اوقیانوس میں سفر کرنے والے کسی کشتی بان کے ہاتھوں گرفتار ہو جاتا ہے۔

مریم ہولے ہولے آئی اور فرعون کے دریائی محل کے پاس پہنچ گئی اس نے درختوں کے جھنڈ میں سے نظر ڈالی۔ دیکھا کہ بچّہ سینکڑوں میٹر کا فاصلہ طے کر کے بڑے بڑے بھنوروں سے بچ کر اور دریائی جانوروں کی چوٹ پھینٹ سے محفوظ رہ کر فرعون کے محل کے قریب آ پہنچا۔

کودکِ نیل

انیسا : ارے میری پیاری اماں! دریائی انسان آگیا۔ یہ چھوٹا صندوق میری دوا ساتھ لایا ہے۔

آسیہ : نہیں، جانِ مادر! یہ خدا کا تحفہ ہے جو اُس نے ہمارے لیے بھیجا ہے .... رہنے دو۔ یہ صندوق پراسرار معلوم ہوتا ہے ہمیں اس کے پاس نہیں جانا چاہیے۔[1]

انیسا : کچھ بھی ہو ہم اسے لے لیں گے اور اس کی حفاظت کریں گے ممکن ہے یہ میرے مرض کی شفا لایا ہو۔

آسیہ : صندوق لیے لیتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ اس کے اندر کیا ہے؟

فرعون کے پیراکوں نے صندوق پکڑ لیا اور فرعون کے سامنے لے آئے۔ آسیہ اور انیسا کے دل دھڑک رہے ہیں اور وہ منتظر ہیں کہ جتنی جلدی ہو سکے صندوق کا ڈھکن کھلے اور اس کا ماجرا معلوم ہو۔ صندوق کا ڈھکن کھلا اور دودھ پیتے بچے کے آسمانی حسن کی چکا چوند نے سب کو اپنی طرف کھینچ لیا۔

انیسا : اماں جان! صندوق سے ایک سورج اُبھرا ہے تاکہ میری زندگی کے اندھیرے کو روشنی میں تبدیل کر دے۔ میری بیماری کی شفا پہنچ گئی ہے۔ میرے لاعلاج مرض کا علاج ظاہر ہو گیا ہے۔[2]

---

[1] ناسخ۔ جزو اوّل۔ ہبوط صفحہ ۲۳۷ ۔ [2] انیسا نے بچے کے تھوک کے وسیلے سے شفا پائی (روضۃ الصفا جلد اوّل ۔ صفحہ ۲۵۰)

فرعون: بچے کو لے آؤ تاکہ میں اس کا سر اس کے جسم سے الگ کر دوں یہ وہی بچہ ہے جو بڑا ہو کر میری سلطنت کا محل ڈھائے گا۔

آسیہ: اے فرعون! چھوٹا بچہ گنہگار نہیں ہوتا۔ اِسے نہ مارو۔ چھوڑ دو زندہ رہ جائے گا تو ہماری آنکھوں کی روشنی بن جائے گا۔ ممکن ہے ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں یا اس سے کوئی اور فائدہ حاصل کر لیں[1]

بے چین دل

یوکابد: اے خدا! میں نے اپنے بیٹے کو نیل کی لہروں کے سپرد کر دیا ہے اور وہ بھنوروں کے بیچ میں سر جھکائے رو رہا ہے۔ نہ کچھ غذا ہی اس کے پاس ہے اور نہ اسے اپنی منزل کی ہی خبر ہے۔

اے مہربان خدا! اس ننھے ناخدا کو کنارے تک پہنچا دے۔ اے حقیروں اور ناچیزوں کو پالنے والے خدا! میرے حقیر سے ذرّے کو اپنی بزرگی، مہربانی اور ذرّہ پروری سے فرعونیوں کی بدی سے بچا لے۔

اے بارِالٰہ! اس جدائی کو پیارے کی ملاقات میں تبدیل کر دینا۔ اے خدا! میرے بیٹے کی خدائی تصویر اور تابناک حسن کو دوبارہ میری آنکھوں کے سامنے اصلی حالت میں لانا۔

یوکابد دل ہی دل میں کہتی تھی: کیا کروں؟ جاؤں بستر پر جا لیٹوں شاید

---

[1] سورۃ القصص۔ آیت ۹ اور تاریخ طبری۔ جلد اول۔ صفحہ ۲۷۶

اپنے لختِ جگر کی صورت خواب میں دیکھ لوں۔ تو پاگل تو نہیں ہو گئی ہے؟ دکھیاری ماں کو نیند ہی کیسے آئے گی جو وہ اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھے گی۔ ماں تین دن تک ان ہی خیالات میں غلطاں و پیچاں رہی[1]

دکھیا بہن

مریم ہولے ہولے چلتی رہی یہاں تک کہ اس کا بھائی فرعونیوں کے قبضے میں پہنچ گیا۔

ہائے! میرے سر پر وہی مصیبت آپڑی جس کا مجھے کھٹکا تھا۔ میرا بھائی فرعون کے بھیڑیوں جیسے جلّادوں کے ہاتھ پڑ گیا۔ وہ اب میرے بھائی کی زندگی کا خاتمہ کر دیں گے۔

اے بزرگ خدا! لوگوں نے میرے بھائی کو پکڑ لیا ہے اور اب وہ جلدی ہی اس کا سر تن سے جُدا کر دیں گے! میں کیا کروں؟ کس سے مدد مانگوں چیخ چیخ کر دریائے نیل کے جانوروں کو اپنی مدد کے لیے بلاؤں۔ روؤں پیٹوں۔ شاید فرعونیوں کے پتھر جیسے دل پر اثر ہو۔ نہیں۔ میں نہیں رُوتی دشمن کے آگے معذرت کا ہاتھ پھیلاؤں اور درخواست کروں شاید میرے بھائی کو چھوڑ دیں۔

ہائے! عمران کی بیٹی اور اپنا ہاتھ دشمن کے آگے پھیلائے! ناممکن ہے!

---

[1] جدائی کی مدت تین دن (حیٰوۃ القلوب جلد اوّل۔ صفحہ ۳۰۹) سے سات مہینے تک (حیٰوۃ القلوب۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۱۶) بتائی گئی ہے۔

میں اپنا ہاتھ دشمن کے آگے نہیں پھیلاؤں گی اور ثابت قدمی نہیں چھوڑوں گی بلکہ میں اپنے دودھ پیتے بھائی کے غم میں روؤں گی بھی نہیں اور نہ دشمن کو اپنی طرف متوجّہ کروں گی۔ اگر مجھ میں اتنی طاقت ہوتی کہ بغاوت کر دوں، فرعون کی آمریت کا کارخانہ ڈھا دوں اور پوری قوم کو مصیبت اور تکلیف سے نکال لوں تو میں ضرور اُٹھ کھڑی ہوتی لیکن چونکہ مجھ میں اتنی قوت نہیں ہے اس لیے اس وقت تک صبر کرتی ہوں جب تک میرے بھائی کا کام خدائے بزرگ کے ہاتھوں جس طرح وہ بہتر سمجھتا ہے نہ بن جائے۔

غرض فرعون کے درباریوں نے بچے کو پکڑ لیا لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ بچّہ ان کا سخت دشمن ہے اور اس کے ہاتھوں ان پر مصیبت آئے گی۔[1]

درباریوں نے دودھ پیتے بچّے کو پکڑ لیا تھا اور وہ اس کے قتل کا ارادہ بھی رکھتے تھے لیکن اس بچّے کی ماں اور بہن کی فریاد کے اثر سے طاقتور خدا کے ہاتھ نے بہت جلد اپنا کام کیا، اپنی قدرت دکھائی۔ بچّے کی محبّت کا پھول ان کے دلوں کی کھیتی میں کھلا دیا اور ان کے دلوں کی گہرائیوں کو جیت لیا۔ یہ محبت ایسی بڑھی کہ درباریوں کی بدگوئیاں بھی بچّے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں اور فرعون کا خواب اور بنی اسرائیل کے ایک بچّے کے ہاتھوں فرعون کے کارخانے کی بربادی کے متعلق نجومی کی گفتگو سب بھول بسر گئے۔ اپنی بربادی روکنے کی تمام کوششیں بیکار گئیں اور بجائے اس کے کہ اصلی برباد کرنے والے کو قتل کیا جاتا دوسرے

---

[1] سورۃ القصص۔ آیت ۸ اور سورۃ طٰہٰ۔ آیت ۳۹

بے گناہ بچوں کا خون بہتا رہا۔

سلطنت کا میلا

فرعون کے وزیر دربار نے نیچے لکھی ہوئی خبر مصر کے باشندوں کو پہنچائی :

"علیا حضرت شہ بانو آسیہ کے حکم کے مطابق دریا سے ایک نومولود بچہ ملنے کے سلسلے میں فرعون کے شاہی محل میں ایک شاندار میلا طے پایا ہے۔ مصر کے عوام کو دعوت دی جاتی ہے کہ اس شاندار محفل میں شریک ہو کر علیا حضرت کی خوشی کا سامان فراہم کریں!"

وزیر دربار.........

اوپر لکھے ہوئے اعلامیے کے ساتھ ہی ساتھ نیچے کا اشتہار علیا حضرت آسیہ کے دفترِ خاص کی طرف سے شائع ہوا :

"علیا حضرت شہ بانو کا دریائی بچہ دودھ پیتا ہے اور علیا حضرت کے دفتر کو ایک دایہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس اشتہار کے ذریعے سے دودھ پلانے والی عام عورتوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ اپنا تعارف کرائیں تاکہ شرائط پوری کرنے والیوں کے لیے جلد از جلد ملازمت کی کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔"

افسر انچارج دفتر خاص..........

عام اشتہار کے مطابق مصر کی خلقت نے گروہ در گروہ فرعون کے محل کی راہ لی۔ ہر ایک اپنی جگہ تحفہ لیے ہوئے تھا کہ نومولود کے ملنے کی بھاری خوشی پر مبارکباد دیں گے اور مبارکباد دینے کے بعد تحفے پیش کریں گے۔

خوشامد اور چاپلوسی نے زور پکڑا ہے۔ ایک ٹولی کے بعد دوسری ٹولی اس شغل میں سرگرم ہو رہی ہے تاکہ یہ نیا منصب (دریائی بچے کو دودھ پلانا جو فرعون کی بیوی آسیہ سے منسوب ہے) جتنی جلدی ہو سکے حاصل کرلیں اور جب فرعون کے دربار سے وابستہ ہو چکیں گے تو اس کے بعد اپنے آپ کو اور اپنے کچھ رشتہ داروں کو محصولات، تشدّد، بھوک اور دوسری ہزاروں مصیبتوں سے جن میں پوری قوم گرفتار ہے چھٹکارا دلائیں گے۔ اور پھر جب اپنی جگہ واپس آئیں گے تو دوسرے درباریوں کی طرح قوم کا خون چوسیں گے۔

چاپلوس درباریوں کی عورتوں کو دیکھ کر آسیہ نے دل ہی دل میں کہا:

"تو جانتی ہے کہ ان لاڈلیوں کا دودھ جو شخص پیتا ہے وہ بے شرم لاپروا اور گناہگار نکلتا ہے۔ عیاشی اور ظلم کے خیالات میں پڑ جاتا ہے قوم کو کمزور کرنے اور دبانے کی فکر میں رہتا ہے۔ ان عورتوں کا دودھ انسان سے دین و ملت اور تمام چیزوں کا احساس لے لیتا ہے اور جو لوگ آمادہ بھی ہوتے ہیں تو اپنی اور اپنے مرتبے کی حفاظت کے لیے آدمیوں کو مروا ڈالتے ہیں۔ وطن کو رہن رکھ دیتے ہیں۔ عیاشی کرتے ہیں اور دوسرے

ہزاروں جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں ۔ کیا یہ ہمارا ہی دربار نہیں تھا جس نے ستر ہزار دودھ پیتے بچّوں کے سر کاٹ ڈالے ۔ ماؤں کے پیٹ پھاڑ ڈالے اور حمل گرا دیے تاکہ مصری قوم کا ہیرو پیدا نہ ہو ۔ یہ بچّہ ہم ہوشیاروں اور سن رسیدہ لوگوں سے زیادہ ہوشیار نکلے گا جو ہزاروں خانزادوں کے دودھ سے بچتا ہے تاکہ مظلوموں اور کمزوروں کی فریاد کو پہنچ سکے ۔

جی ہاں! آسیہ ٹھیک ہی سوچ رہی ہے ۔ یہ مظلوموں کا حامی ، یہ خدائی احکام کا امانت دار ظلم و خیانت کی روٹی سے بننے والا دودھ کیونکر پی سکتا ہے ۔

...... اس رزق سے موت اچھی ۔ جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

بھائی کا دیدار

مریم نے ماں کے حکم سے فرعون کے گھر کی راہ لی تاکہ بھائی کا حال معلوم کرے ۔ چلتے چلتے وہ محل کے قریب پہنچی ۔ اس کی نگاہ تکتے لانے والوں کی بھیڑ کو چیر رہی تھی ۔ اس نے اپنی نظر کی پوری قوت سے کام لیا تاکہ اپنے بھائی کو زیادہ سے زیادہ دیکھے اور شناخت کی علامات پائے ۔ جو کچھ آنکھ نے سمجھا تھا دل کی آواز نے اسے اور پکّا کر دیا کہ اس نے اپنے گم شدہ بھائی کو پا لیا ہے ۔ مریم ہر رکاوٹ دُور کرکے آسیہ اور اس کی بیٹی کے نزدیک پہنچی اور کہنے لگی :

" علیا حضرت ! میں ایک دودھ والی عورت کو خوب جانتی ہوں اگر اجازت ہو تو جا کر لے آؤں ؟ "

مریم کی لڑکھڑاتی زبان اور پیلا پڑا ہوا چہرہ مریم اور اس بچّے کے درمیان تعلق کی علامت تھا۔ ہامان گویا ان علامات کو تاڑ گیا۔ کہنے لگا:

"یہ بچّہ اس لڑکی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لڑکی پر نظر رکھو۔"[1]

ہامان کے جملوں نے مریم کے جسم کی کپکپی اور بڑھا دی اور اس کا باقی ماندہ رنگ بھی اُڑ گیا۔ اُس کی صورت گچ کی طرح سفید پڑ گئی۔ اُس نے زیادہ لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا:

"علیاحضرت! یہ ٹھیک ہے کہ میں مفلس ہوں اور میرے کپڑے آپ سے مناسبت نہیں رکھتے لیکن چونکہ آپ کے یہاں میں نے ایک دودھ پلائی کی بات سُنی اس لیے آگئی کہ یہ ضرورت پوری کر دوں۔ یہ عورت جسے میں جانتی ہوں۔ لائق اور مہذّب قبیلے سے ہے اور تربیت کے لحاظ سے نہایت قابل ہے۔ خاص طور پر آپ کے بیٹے کو اچھّی نصیحتیں کرے گی۔"[2]

آسیہ: اب ہماری امید ہر طرف سے ختم ہو چکی ہے۔ یہ دودھ پیتا بچّہ کوئی چھاتی قبول نہیں کرتا۔ کوئی ایک چھاتی بھی نہیں دباتا۔ اس لیے ہم مجبور ہیں کہ جس عورت کا تو ذکر کر رہی ہے اسی کو قبول کر لیں۔ شاید اس کی چھاتی قبول کرلے اور ہماری جھنجلاہٹ دور ہو جائے اس عورت کو جلد سے جلد لے کر آؤ۔

---

[1] قصص قرآن۔ صفحہ ۱۱۰ اور تاریخ طبری۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۷۴

[2] سورۃ القصص۔ آیت ۱۲

انتظار ختم ہوا

مریم گھر کا راستہ بجلی کی سی تیزی سے طے کر کے گھر میں داخل ہوئی اور ماں کی طرف دیکھ کر کہنے لگی:

اماں جان! اماں جان! میں نے پیارے بھائی کو دیکھ لیا۔ بھیا زندہ ہے۔ وہ فرعون کی بیٹی کی گود میں تھا اور پھول کی طرح ہاتھوں ہاتھ لیا جا رہا تھا۔ لشکری امیروں، وکیلوں اور وزیروں کی بیویاں اسے دودھ پلانے آئی ہوئی تھیں لیکن اس نے کسی کو بھی قبول نہیں کیا۔ سب لوگ تحفے اُٹھائے فرعون اور آسیہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے بے تحاشا فرعون کے محل کے گرد پروانوں کی طرح گھوم رہے ہیں۔

آخر وہ ایسا کیوں نہ کریں؟ قوم کا دانہ پانی اور زندگی کی دوسری اہم ضروریات فرعونیوں کے قبضے میں ہیں اور وہی شخص پیٹ بھر کر روٹی کھا سکتا ہے جو دربار سے وظیفہ پاتا ہو یا وہ شخص جو دربار سے کسی مضحکہ انگیز طریقے سے تعلق پیدا کر لے اور کسی عنوان سے اس کا نام درباریوں کی فہرست میں شامل ہو ورنہ قوم کے دوسرے افراد بھوک کے مارے بستر خواب سے دیر سے اُٹھتے ہیں اور جب دو وقت کا کھانا پیدا کر لیتے ہیں تو صرف ایک مرتبہ کھاتے ہیں۔

افسوس اماں جان! فرض کیا کہ لوگ بھوکے اور کمزور ہیں تو کیا ان کی شرافت یہ قبول کر لیتی ہے کہ روٹی کے ایک ٹکڑے کی خاطر ظالم فرعون

کے محل کے سامنے جانوروں کی طرح تعظیم کے لیے سر جھکا کر چاپلوسی اور خوشامد شروع کر دیں۔

یوکابد: جن لوگوں نے فرعون اور اس کی آمریت کے آگے عاجزی سے سر جھکا دیا ہے وہ نہ دین رکھتے ہیں نہ ضمیر۔ دولت اور منصب کے لالچ نے ان کے ضمیر اور جذبات کو کچل دیا ہے۔

واقعی تیز دانتوں کا تیندوا ابھی ستّر ہزار دودھ پیتے بچّوں کے قتل پر رو پڑے گا لیکن اتنے ظلم اور اذیّت رسانی دیکھنے کے بعد بھی دولت کے پجاری درباریوں کے ابرو پر میل نہیں آیا اور انھوں نے ان جلّادوں کے عمل سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔

ممکن ہے یہ لوگ حق بجانب ہوں کیونکہ ان میں سے بہت سوں کے بیوی بچّے ہیں اور یہ طبقہ مُردوں کا محتاج ہے اور مَرد مجبور ہیں کہ اپنی وابستہ جانوں کے اخراجات پورے کریں اور ہر دروازہ کھٹکھٹا کر روزی کمائیں۔

عمران: تم نے غلط کہا! ہر نالائق سے ہاتھ ملانا اور ہر نادان سے دوستی کرنا مناسب نہیں. میرا تو یہ ایمان ہے کہ مظلوم اور مفلس مَرد اُٹھ کھڑے ہوں اور سخت گیر فرعون کے مقابلے میں ہمّت باندھ کر اسے تختِ سلطنت سے نیچے گھسیٹ لیں اور اس کی جاگیردارانہ حکومت کا تختہ اُلٹ دیں۔ اس کے زربفت کے فرش فروش اور جمع کی ہوئی دولت غریبوں میں بانٹ دیں یا پبلک کے کاموں میں لگا دیں

مفلسوں کو روزی بہم پہنچائیں، اسے انصاف اور برابری کی بنیاد پر ڈھالیں اور مردانِ حق کی طرح سادہ اور پاک صاف زندگی بسر کریں۔

مریم : امّاں جان! آسیہ آپ کی منتظر ہیں اس لیے جلد سے جلد چلیے۔

یوکابد : میں فرعون کے گھر جانے کے لیے تمھارے باپ کی اجازت چاہتی ہوں۔

عمران : فرعون کے گھر جانے کی تم کو اجازت ہے لیکن ان لوگوں کا کھانا کھانے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا کھانا شرم، لحاظ، ضمیر، جذبے اور شرافت کی خوبیاں مٹا دیتا ہے۔ اور ان کی جگہ ظلم ڈھانا، جرم پالنا، خون پینا وغیرہ دے لیتا ہے۔ جاؤ اور جلد سے جلد میرے بیٹے کی خیریت کی خبر لے کر آؤ۔

بیٹے کا دیدار

یوکابد نے بہت خوش خوش فرعون کے محل کی راہ لی اور بہت جلد وہاں جا پہنچی۔ چاروں طرف نظر دوڑائی اور بہت جلد آسیہ کے ہاتھوں میں اپنا بچّہ دیکھ لیا۔ یوکابد نے آسیہ سے مخاطب ہو کر کہا:

"علیاحضرت! آپ کے حکم کے مطابق میں آپ کے دریائی بچّے کو دودھ پلانے آئی ہوں۔"

آسیہ : آگے آؤ۔ بیٹھو! میرے بچّے نے ابھی تک کسی عورت کا

آنچل نہیں دبایا ہے۔ دیکھوں تمھارا آنچل بھی دباتا ہے کہ نہیں۔

آسیہ نے یہ جملے کہنے کے ساتھ ساتھ یوکابد کے کپڑوں کی وضع پر بھی گہری نظر ڈالی اور سمجھ گئی کہ یہ عورت امیروں، وزیروں اور وکیلوں کے طبقے سے تعلق نہیں رکھتی اس لیے یوکابد سے مخاطب ہو کر کہا:

"اے عورت! اے غریب اور فلک ستائی! تو ہمارے دربار کے لائق نہیں ہے۔ تو ہمارے دربار میں نہیں رہ سکتی۔ میں اپنا بچہ تجھے دودھ پلانے کو نہیں دیتی۔ۓ تو جس راستے سے آئی ہے اسی سے واپس چلی جا۔"

یوکابد: میں آپ کے بلانے پر اس گھر تک آئی ہوں۔ اگرچہ میرے کپڑے بوسیدہ ہیں لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہی بوسیدہ کپڑے آپ کے حق میں مفید ثابت ہوں۔ میں نے پہلے سُنا تھا کہ انسانوں کی عقل ان کی آنکھوں میں ہوتی ہے اگر وہ ظاہر کو اچھی طرح دیکھتے ہیں تو باطن کو بھی خوب پرکھ لیتے ہیں لیکن میں نے ابھی تک دیکھا نہیں تھا۔ دودھ پیتا بچّہ دودھ چاہتا ہے اور وہ بھی ہوشیار عورت کا۔ میں کس طرح ہوشیار نہیں ہوں اور آپ کے محل میں رہنے والیوں کے برابر سمجھ نہیں رکھتی؟ فرض کیجیے کہ آپ مجھے پسند نہیں کرتیں لیکن میرا آنچل بچّے کے مُنہ میں دیا جائے اور پھر نکال لیا جائے تو اس سے دنیا اُجڑ نہیں جائے گی اور آپ کی عظمت اور دبدبے کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

ۓ اثبات الوصیۃ۔ صفحہ ۳۶

آسیہ: میں نہیں روکتی۔ تو اپنا آنچل بچے کے منہ میں دے دے۔ دیکھوں کیا ہوتا ہے۔

یوکابد نے اس سے بچے کو اپنی گود میں لے لیا اور رونے لگی اور بولی: "تیرے قربان گئی اے موسیٰ" اور بچے کو سینے سے چپٹا لیا۔

فرعون: یہ بنی اسرائیل کی عورت ہے اور یہ بچہ اسی کا ہے دونوں کو قتل کر دینا چاہیئے[۱]

آسیہ: میں تمہارا دامن پکڑ کر درخواست کرتی ہوں کہ اس شیرخوار کے قتل سے درگزر و۔ انتظار کرو کہ بڑا ہو جائے۔ اگر نالائق نکلے اور تمہاری مرضی کے مطابق نہ ہو تو اسے مروا دینا۔ یہ دودھ پیتا بچہ بلاوجہ کیوں قتل ہو جس بچے نے تمہاری بیٹی کو کوڑھ سے شفا دی اور جو خود بے گناہ ہے کیوں مارا جائے۔

فرعون: میں اجازت نہیں دیتا کہ یہ لڑکا زندہ رہے۔ یہ وہی لڑکا ہے یہ وہی موسیٰ کلیم ہے جو میرا تاج و تخت الٹ دے گا۔ تم نے نہیں دیکھا کہ اس کی ماں نے اسے موسیٰ کے نام سے پکارا تھا؟

یوکابد: میں نے اس کو موسیٰ کے نام سے اس لیے پکارا کہ سنا ہے آپ نے اسے دریا میں سے نکالا ہے اور لفظ موسیٰ اسی واقعے کی یاد دلاتا ہے[۲]

---

[۱] بحارالانوار، جزو ۱۳، صفحہ ۴۰ [۲] لفظ مو اور شی دونوں عبرانی ہیں اور پانی اور درخت کے معنی رکھتے ہیں (بحار جزو ۱۳ صفحہ ۸ اور صفحہ ۵۳ و ۵۵) لیکن عربوں نے شین کو سین سے بدل دیا۔

آسیہ : اعلیٰ حضرت! فرض کیجیے کہ یہ ماں بچّہ خطا کار ہیں لیکن میں آپ سے یہ خواہش کرتی ہوں کہ آپ یہ دونوں مجھے بخش دیں۔

فرعون : کیا کروں۔ تم سے پیار کے سبب میں تمھاری خواہش رَد نہیں کرسکتا۔ میں اب اِن سے درگزر کرتا ہوں۔

باضابطہ کارکن

موسیٰ نے ماں کا آنچل دبالیا اور چُسپر چُسپر دودھ پینے لگے۔ آسیہ اور انیسا اس واقعے سے بے حد خوش اور مطمئن ہوگئیں۔ بے شک خدائے بزرگ نے موسیٰ کو تمام جاگیرداریوں کے دودھ سے روک دیا تھا تاکہ ماں کا ہی دودھ پئیں۔

آسیہ : اب جو یہ بچّہ تم سے مانوس ہوگیا ہے اور غذا بھی پاچکا ہے میں چاہتی ہوں کہ تم میرے دفتر کے باضابطہ کارکنوں میں شامل ہوجاؤ اور میرے بچّے کو دودھ پلاتی رہو۔

فرعون : اس وقت کے بعد سے کسی شخص کی زبان پر موسیٰ نام جاری نہ ہو اور یہ بچّہ بھی میرے گھر سے نکل جائے تاکہ اس پر میری نظر نہ پڑے[1]۔

یوکابد : میں اس بچے کو دودھ پلانے کے لیے آمادہ ہوں لیکن باضابطہ کارکنوں میں شامل نہیں ہوؤنگی اور آپ کے گھر میں بھی نہیں رہوںگی۔

آسیہ : پھر بتاؤ کیا کروں؟ کیا تمھارے لیے الگ محل اور نوکر کا انتظام کروں؟

---

[1] بحارالانوار۔ جزو ۱۳۔ صفحہ ۳

یوکابد : میں نہ محل چاہتی ہوں نہ خدمتگار، نہ حقوق نہ مزدور اور ملازم کا کھاتا۔ میں معاوضے اور اُجرت کے بغیر بچّے کو دودھ پلانے کے لیے تیار ہوں اور آپ سے کسی انتظام کی خواہش نہیں کرتی۔

انیسا : میں سوچتی ہوں کہ اس بچّے کو اپنے گھر لے جاؤ اور چند دن میں ایک دفعہ ہمیں دکھا دیا کرو تاکہ ہم بھی بدباطن افسروں کے شر سے مطمئن رہیں اور آئے دن نہ کوئی ناگوار واقعہ پیش آئے اور نہ کوئی چُغلی کھائے۔

آسیہ : مجھے منظور ہے۔ اگر تم چاہتی ہو کہ بچّے کو لے جاؤ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میری خواہش یہ ہے کہ میرے بچّے کی خدمت اور حفاظت سے غفلت نہ برتنا۔ ایسا نہ ہو کہ بچّے کی آنکھ سے آنسو نکلے، تمھاری تمام تر کوشش یہ ہونا چاہیے کہ اسے تکلیف نہ ہو۔

یوکابد نے بچّہ اُٹھالیا اور اپنے گھر کی راہ لی۔

آسیہ کا اثر

یوکابد اپنے بچّے کو لے کر گھر میں داخل ہوئی اور سیدھی موسیٰ کے باپ کے پاس پہنچی۔ عمران کو اُس نے ایک پُرجوش سلام کیا اور اپنے نورِ نظر کو اُس کی گود میں ڈال دیا۔

عمران : میں اُس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس نے میرے دودھ پینے

بچے کو مجھے لوٹا دیا اور اسے یقینی موت سے بچا لیا۔ میں اس قدرت کے آگے عاجزی سے سر جھکاتا ہوں۔

عمران یہ کہتے ہوئے سجدے میں گر گئے اور عرض کیا:

اے مہربان خدا! بڑائی صرف تیرے لیے ہے۔ میں قوم کی خوش بختی کا ستارہ نکلنے سے جتنا خوش ہوں اور ظالم فرعون کے چنگل سے قوم کی رہائی کی علامات پاکر جس قدر نازاں ہوں۔ موسیٰ کی بخیریت واپسی سے اتنا خوش نہیں ہوں۔

یوکابد: واقعی خدا کی قدرت سمجھ میں نہیں آتی۔ کٹھور دائی کا دل بھی پگھل گیا جیسے کہ اس بچے کی حفاظت کے لیے پہلے ہی اس کا منصوبہ بن چکا ہو۔ آسیہ کے بیٹا نہیں ہوا! اور انیسا کو کوڑھ کی بیماری ہوگئی۔ کہتے ہیں کہ کودک نیل کا تھوک اس پر ملا جائے جس سے اس کی بیماری دفع ہو۔

اس قدر سنگدلی اور بچوں کے قتلِ عام کے باوجود ظالم فرعون کا دل موسیٰ پر مائل ہوگیا۔ اس نے اس کے قتل سے درگزر کی۔

ہاں ہاں اندھا ہوگیا تاکہ قضا و قدر اس سے بدلہ لیں۔

عمران: میں نے فرعون کے گھر کی اس آمد و رفت اور بچے کے دریائے نیل میں بہنے اور پھر واپس آنے میں ایک عجیب نکتہ پایا ہے۔ میں سمجھا ہوں کہ آسیہ فرعون کے دل پر بہت قابو رکھتی ہے اور اس کا یہی قابو ہے جس نے موسیٰ کو موت سے بچایا ہے اور

اللہ نے بلاوجہ آسیہ کو فرعون کی چہیتی نہیں بنایا ہے۔ آسیہ خدا کی ایک نیک بندی ہے اور بنی اسرائیل کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ طویل مدت گزری ہے کہ تقدیرِ الٰہی نے اسے فرعون کے گھر میں جا بٹھایا تاکہ آج وہ موسیٰ کی فریاد کو پہنچے اور اس کو یقینی موت سے بچائے۔

حاسدوں کا کیا کروں؟

مریم: امّاں جان! موسیٰ کی واپسی سے شہر میں ایک شور سا مچ گیا ہے اور کچھ جلنے والے زہر پھیلانے میں لگ گئے ہیں۔ فرعون کے پاس برابر آتے جاتے ہیں اور اس کے دل کو میرے بھائی سے پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ہمارے جگر پر اس کا داغ لگائیں لازم یہ ہے کہ کسی بُرے حادثے کے پیش آنے سے پہلے ہی ہم اس قسم کے لوگوں کی فکر میں لگ جائیں اور ان کے منصوبوں کو ناکام بنا دیں۔

سو جا اے میرے بچّے!

موسیٰ خدا کے فضل سے ماں کے دامن میں واپس آ گئے اور اپنی دکھیا ماں کے دامن میں پلنے بڑھنے لگے اور دن بہ دن بڑے ہونے لگے۔ وہ اپنے اصل مقصد یعنی فرعون کی آمریت کے خاتمے اور قوم کو اس کے ظلم

سے نجات دلانے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ یوکا بد بچے کو یوں لوری سُناتی رہتی تھی۔

وواہے میرے دلارے! چُپ ہو جا! رونا اُن ماؤں کے لیے ہے جو اپنے بچوں کو اپنی آنکھوں سے قتل ہوتے دیکھتی ہیں، رونا ان لوگوں کے لیے ہے جو فرعونیوں کا سامان ڈھوتے ڈھوتے اور کمر توڑ ٹیکسوں کے بوجھ تلے جان دے دیتے ہیں۔

اے جانِ مادر! لوگ بھوک اور افلاس سے چیخ رہے ہیں، جوان ویرانوں میں جا جا کر گھاس سے پیٹ بھر رہے ہیں اور مائیں بھوک کی سختی سے پیٹ پر پتھر باندھے مُنہ چھُپائے رو رہی ہیں۔

سو جا میرے چاند! سو جا تاکہ تو علم و دانش کو صرف جاگیرداروں کے طبقے ہی میں محدود نہ دیکھے!

سو جا تاکہ تُو بیماروں، مصیبت کے ماروں، پاگلوں، عاجزوں کو اور اُن کو جن کے بیٹے مر چکے ہیں گلیوں اور بازاروں کے کناروں پر نہ دیکھے۔

سو جا تاکہ تو اِس اذیتیں اُٹھانے والی قوم کی جگر خراش فریاد نہ سُنے اور اس کے لاغر اور ناتواں لوگوں کے ڈھانچے قید خانوں میں اور ٹیکس وصول کرنے والے افسروں اور

نئی قائم کی ہوئی عدالتوں کے سامنے نہ دیکھے اور خود کو
بے چین نہ کرے!
سوجا تاکہ تو جلاوطنوں کے بال بچّوں کی آہ و بکا نہ سُنے
اے میری آنکھ کے تارے سوجا!"

موسیٰ نیند سے جاگے

"میں اپنی جان کے قوام سے تیرا کردار بناؤں گی۔ اے میری جان! تو میرا دل ہے، میری رُوح ہے! تو میرا سب کچھ ہے! تو یہ نہ سوچنا کہ تجھے صرف تیری ہی خاطر سے چاہوں گی بلکہ تجھے فرعون کی آمریت نابود کرنے کو چاہونگی میں تجھے ظالموں کے شر سے مظلوموں کو آزاد کرانے کے لیے چاہوں گی تجھے جور وجفا مٹانے کے لیے پالوں گی، تجھے مظلوموں کی مدد کرنا سکھادوں گی ظلم سے لڑنے کے لیے تیری پرورش کروں گی۔"

موسیٰ اپنی عظیم ماں کو یہ کہتے سنتے تو ایک انقلابی مسکراہٹ ان کے ہونٹوں پر بکھر جاتی۔

موسیٰ دو سال کی عمر تک اپنے والدین کے گھر میں پلتے رہے اور سوتے جاگتے اس قسم کی باتوں کی بھنک اُن کے کانوں میں پڑتی رہی۔ یہ باتیں ان کی روح کی گہرائیوں کو باخبر کرکے ان کے دماغ پر زور ڈالتی رہیں اور مستقبل کے عظیم مشن کی جانب انھیں بڑھاتی رہیں

تم موسیٰ کو لے آؤ

آسیہ کا قاصد مندرجہ ذیل خط موسیٰ کی ماں کے پاس لایا :

"چونکہ میرے بیٹے کی شیر خوارگی کا زمانہ ختم ہو چکا ہے ۔ میں تم سے یہ چاہتی ہوں کہ میرے بیٹے کو جلد سے جلد لے آؤ"۔

مندرجہ بالا دعوت نامے کے بعد مندرجہ ذیل اشتہار بھی علیا حضرت آسیہ کے دفتر کے انچارج افسر کی جانب سے جاری ہوا۔

" والا حضرت موسیٰ کے دودھ پینے کا زمانہ پورا ہونے پر علیا حضرت ملکہ آسیہ نے طے فرمایا ہے کہ کل والا حضرت خاص رسوم کے ساتھ علیا حضرت کے محل کو واپس ہوں گے ۔ اس اشتہار کے ذریعے سے فرعون کے شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے تمام افراد سے درخواست ہے کہ ان رسومات میں شان وشکوہ سے شریک ہو کر علیا حضرت کی خوشنودی کا باعث بنیں"

افسر انچارج دفتر علیا حضرت ملکہ آسیہ

مندرجہ بالا اشتہار جاری ہونے کے بعد ملکۂ مصر کی جانب سے مندرجہ ذیل حکم نامہ جاری ہوا :

" چونکہ کل والا حضرت موسیٰ رسمی طور پر فرعون کے محل میں قدم رکھیں گے ۔ درباریوں ، ملک کے پہلوانوں اور

دربار کے خاص فنکاروں سے درخواست کی جاتی ہے
کہ والاحضرت کے احترام میں ہر شخص فرداً فرداً ہمارے
بیٹے کے لیے تحفہ لائے[1] ہم اپنے خاص انسپکٹر کے
ذریعے سے تحفوں کی پڑتال کریں گے۔"[2]
آسیہ ملکۂ مصر

مندرجہ بالا اشتہار جاری ہونے کے بعد شہر رنگا رنگ پھولوں روشنیوں آئینہ بندی اور خوشبوؤں میں ڈوب گیا۔ یوکابد نے موسیٰ کو نہلایا، عمدہ کپڑے پہنائے اور فرعون کے محل کو لانے کے لیے تیار کیا۔

تحفے

گلدستے، کھلونے، مٹھائیاں، خوشنما کپڑے.... فرعون کے محل کے در و دیوار پر سے برسائے جا رہے تھے۔ آسمان کا ستایا ہوا ہر بدقسمت شخص اس موقعے سے فائدہ اٹھا کر فرعون کے دربار کے قریب پہنچنا چاہتا تھا کہ شاید اس قرب سے پیٹ کی آگ بجھانے کو کچھ مل جائے۔

یہ تحفے اور یہ نذرانے کبھی ان کے بچّوں کا خون دے کر بھی پورے ہوتے تھے۔ کم از کم انھوں نے اپنے بیوی بچّوں کو مالی کشمکش میں ضرور مبتلا کر دیا تھا تاکہ کچھ تھوڑی سی رقم جمع کر کے تحفے کا انتظام کریں اور ملکہ مصر کو پیش کریں۔

---

[1] بحار الانوار۔ جزو ۱۳۔ صفحہ ۵۶ [2] تاریخ طبری۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۷۷

آسیہ استقبال کرتی ہے

طرح طرح کے پھول، مٹھائیاں، کپڑے، جھنڈیاں اور استقبال کے دوسرے لوازمات تیار ہیں۔ رنگ برنگے شربت، طرح طرح کے خدمت گار، حسین رقاصائیں، خوش آواز گوئیے، درباریوں اور تحفے لانے والوں کے استقبال کے لیے موجود ہیں۔

اگرچہ آسیہ خوشی میں محو تھی پھر بھی مفلس قوم کی فکر میں پڑ گئی لیکن اس نے ذرا سا بھی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا۔ اس کے برعکس جلسے اور رقص کے مراسم اسی طرح جاری رہے بلکہ ان میں اضافہ ہو گیا۔

موسیٰ اپنی ماں کی گود میں ہیں۔ تحفے کی مٹھائیوں اور پھولوں کا مرانی کی محرابوں اور گلیوں اور بازاروں میں روشنیوں کے انتظامات نے جو درباریوں کی کوششوں سے کیے گئے تھے اس تقریب کی شان اور بڑھا دی تھی۔ رنگ برنگے چراغوں کی جھپک اور خوشنما لباسوں کی دمک جشن کی رونق پر اضافہ تھیں۔

موسیٰ آسیہ کے محل میں

فرعون کے محل کے برآمدے میں سینکڑوں لوگ خوف یا عقیدت سے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور یہ جملے سننے میں آرہے ہیں:

■ تشریف لائیے، خوش آمدید، ہماری جان آپ پر قربان ہو، کاش

ہم آپ کے پاؤں تلے کی خاک ہوتے۔"

مصر کی تجارتی انجمنوں کے مقرر کیے ہوئے ڈائرکٹر اور منیجر وغیرہ ایک کے پیچھے ایک علیا حضرت آسیہ کے پاس موسیٰ کے واپس پہنچنے پر مبارکباد دے رہے ہیں۔ کچھ فقیر اور بھوکے اس غرض سے کہ دوپہر یا شام کا کھانا مل جائے اور پیٹ کی مصیبت دُور ہو جائے جوتے ملا ملا کر جوڑے بنانے میں لگے ہوئے ہیں یا سینے پر ہاتھ باندھے احترام کے مراسم بجالا رہے ہیں۔

یہ سب جوش و خروش والا حضرت کے لیے ہے۔ والا حضرت موسیٰ وزیروں، وکیلوں اور فوجی امیروں کے ہاتھوں سے نکل کر اب فرعون کی ذلیل گود میں بیٹھے ہیں۔ پہلے فرعون کے بڑے وزیر ہامان نے موسیٰ کو فرعون کی گود سے لیا اور باوجودیکہ اس کا دل نہیں چاہتا تھا ان کے پاک رخسار کو چوما اور پھر فرعون کو دے دیا۔

موسیٰ فرعون کی گود میں

فرعون کی ہستی کی لغت میں بیٹے کی محبت کا وجود ہی نہیں ہے۔ وہ ہر وقت یہ چاہتا ہے کہ اس بن بلائے بیٹے کو زمین پر دے مارے اور جلاد کو حکم دے کہ اس کا سر بدن سے جُدا کر دے۔

نہیں۔ آسیہ اپنے آپ کو ہار چکی ہے۔ وہ اس بچّے کی عاشق ہے اور ایک لمحے کو بھی اسے نظر سے دور نہیں کر سکتی۔ اگر میں نے اس بچّے

کی نسبت کوئی بُرا ارادہ کیا تو اس ہنگامے اور مجمع میں وہ میری عزت اُتار لے گی۔ میرے پوشیدہ کرتوت گِنا ڈالے گی اور مجھے قوم کی نفرین کا سزاوار بنادے گی۔ میں کوئی بہانہ ڈھونڈوں اور اس بچّے کو اپنے جلّادوں کے سپرد کردوں۔ کیونکہ آسیہ بنی اسرائیل سے ہے اور موسیٰ بھی بنی اسرائیل سے ہی تعلق رکھتا ہے اور اس نے دودھ اور تربیت بھی وہیں سے پائی ہے۔ وہ آگے چل کر میری سلطنت کی تنظیمات کو اُلٹ دیگا۔ میں جلد سے جلد اس کا فیصلہ کردوں۔ اِس بچّے کی ابھی نہ کچھ ایسی اہمیّت ہے اور نہ اِس کی ایسی بساط ہی ہے۔ اِسے ختم کرنے کو ایک اشارہ کافی ہے۔

موسیٰ فرعون کی گود میں بیٹھے ہیں اور فرعون ان شیطانی خیالات میں اُلجھا ہوا ہے اور غصّے کے پیچ وتاب میں پڑا ہوا ہے کہ موسیٰ نے چھینکا اور کہا:

" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ "[1]

فرعون نے یہ جملہ سُن کر ٹوکا کہ تم میری گود میں بیٹھے ہو اس کے باوجود دنیاؤں کے خدا کی تعریف کر رہے ہو!

موسیٰ نے ہاتھ اُٹھا کر فرعون کے گال پر ایک تھپّڑ مارا اور اس کی داڑھی کے چند بال نوچ لیے[2]

فرعون: جلّاد! اے جلّاد! آجا! اس کی اصلیّت کھُل گئی ہے۔ اس نے واضح کر دیا ہے کہ یہ دوسرے خدا پر ایمان رکھتا ہے۔ اس وقت

---

[1] بحار الانوار - جزو ۱۳ - صفحہ ۲۶   [2] ناسخ - جزو اوّل - صفحہ ۳۳۹

میرے مُنہ پر تھپیڑ مارتا ہے کل میرا محل ڈھائے گا۔ جتنی جلدی ہو سکے اس کا سر تن سے جدا کر دو۔

آسیہ: کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ کیا کبھی تم نے اپنے زانو پر کم سن بچہ نہیں بٹھایا ہے؟ بچہ سمجھ نہیں رکھتا، اِس نے کیا خطا کی ہے۔ یہ چھوٹا بچہ تمھارا بیٹا مشہور ہو گیا ہے۔ اب جو تم اسے مارو گے تو شہر میں یہ خبر پھیل جائے گی کہ فرعون نے اپنے بیٹے کو مار ڈالا ہے۔ اس طرح تمھارے خلاف عوام کے خیالات بھڑک اٹھیں گے۔

فرعون اِس دلیل کے سامنے جس سے اُس کا تاج و تخت خطرے میں نظر آنے لگا مجبور ہو گیا کہ آسیہ کی بات مان لے لیکن بہانہ ڈھونڈنے لگا۔ آسیہ کی طرف رُخ کیا اور کہا:

"تو پھر اب تمھارا کیا خیال ہے؟"

آسیہ: میں چاہتی ہوں کہ تم اس بچے کے قتل سے باز رہو اس لیے کہ یہ بچہ چھوٹا ہے اور ابھی تمیز کو نہیں پہنچا ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو اس کا امتحان لے لیتے ہیں۔

امتحان ہوتا ہے[1]

فرعون: اس کا امتحان کس طرح لیں؟

---

[1] بعض اوقات فرعون کے سر پر لکڑی مارنے کو امتحان لکھا گیا ہے (بحار جز ۱۳ صفحہ ۵۶) لیکن یہ ممکن ہے کہ دوسری بار ایسا ہوا ہو اس لیے کہ دو سال کا بچہ فرعون کے سر پر جو اس سے اونچا ہے لکڑی مارنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور دو سال کی عمر بھی مناسب نہیں۔

آسیہ: اگر موسیٰ کے شعور کا امتحان لینا چاہتے ہو تو ایک برتن میں کچھ یاقوت رکھ کر اسی مقدار میں یاقوت کی طرح کے سرخ سرخ انگارے ان کے قریب رکھ دیتے ہیں۔ اگر اس کا ہاتھ یاقوتوں کی طرف گیا تو سمجھ لیں گے کہ یہ اپنے کاموں کی تمیز رکھتا ہے اور تم ٹھیک کہتے ہو اور جو اس کا ہاتھ آگ کی طرف بڑھا تو معلوم ہو جائے گا کہ ابھی تمیز نہیں آئی ہے اور اس کا کام ناسمجھی کا ہے۔ میں یاقوت دوسرے برتن میں بچے کے قریب رکھے دیتی ہوں[1] دیکھتے ہیں کیا کرتا ہے۔

یاقوت اور انگارے لائے گئے۔ موسیٰ کا خیال ان کی طرف گیا۔ موسیٰ نے اپنا ہاتھ یاقوتوں کی طرف بڑھایا کہ اٹھائیں۔ یکایک ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور آگ کی طرف بڑھا دیا اور تھوڑی سی آگ اٹھا کر منہ میں رکھ لی۔

آسیہ: ہائے میرا بچہ جل گیا! ہائے اس کا منہ کباب ہو گیا! اے فرعون! تم کب تک نہیں سمجھو گے؟ مجھے کتنا ستاؤ گے؟ مجھے حیرت ہے کہ تم اپنی سنگدلی سے بے خبر ہو۔

فرعون: میں نے آخری بار اس کی موت سے درگزر کی ہے۔ اگر پھر اس سے کوئی خطا سرزد ہوئی تو میں یقیناً اسے قتل کرا دوں گا۔

اس حادثے میں موسیٰ کی زبان جل گئی اور اس دن کے بعد وہ حرف شین کی جگہ سین بولنے لگے[2]

---

[1] کامل ابن اثیر۔ جلد اوّل صفحہ ۹۸ اور تاریخ طبری جلد اوّل۔ صفحہ ۲۷۴ — [2] ناسخ جزو اوّل ہبوط صفحہ ۲۴۰ اور بحار جزو ۱۳ صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے: امتحان کے لیے کھجوریں اور آگ لائے تھے جبرئیلؑ موسیٰ کی مدد کو دوڑے کہ کھجوریں اور یاقوت نہ اٹھائیں۔

اب موسیٰ گھر سے نہیں نکلتے اور ان کا نام پھر کسی کی زبان پر نہیں آتا۔ انھیں اب کوئی نہیں دیکھتا جوان کے خلاف زہر پھیلائے۔ موسیٰ نہایت آرام اور چین سے فرعون کے محل میں زندگی گزار رہے ہیں لیکن ماں کی لوری نہیں بھولے ہیں۔ آسیہ کے محل میں اپنی واپسی کے جشن میں سو فیصدی غلط سبق دیکھے ہیں لہٰذا ہمیشہ غریبوں اور محتاجوں کے خیال میں رہتے ہیں۔ موسیٰ جیسے جیسے بڑے ہوتے گئے قومی مسائل کے بارے میں زیادہ سوچنے لگے۔

دیوار سے لگا ہوا فقیر

موسیٰ تیس سال تک فرعون کے محل میں زندگی بسر کرتے رہے۔ اب وہ کبھی کبھی ٹہلنے اور سیر کرنے کے لیے محل سے نکلتے تھے تاکہ قوم کے دل کا دُکھ جانیں۔ ایک دن ایک راستے کے کنارے جارہے تھے کہ ایک دل گداز آواز نے ان کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔

"ہائے میں مرگیا! میری فریاد کو پہنچو!"

"ارے یہ روح فرسا آواز کدھر سے آرہی ہے"

موسیٰ اُس آواز کی سمت میں آگے بڑھے تو اس شخص کو دیکھا جو فریاد بلند کر رہا تھا۔ وہ اس کے قریب گئے اور کہا:

■ اے بھائی! تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو اور اس دیوار سے لگے کیا کرتے ہو؟"

غریب موسیٰ کی آسمانی صورت دیکھتا ہے جس سے انسانوں اور

وطن کی محبت اور دین داری کا نور جھلکتا ہے اور پھر کانپتی آواز سے کہتا ہے:

"میں .... میں ایک بدقسمت ہوں۔ میں نے اتنی مصیبت دیکھی ہے کہ اپنی منزل کا راستہ بھی بھول گیا۔ میرے دودھ پیتے بچے جلاد کے ہاتھوں ایک ایک کر کے مارے گئے میرے جوانوں نے فرعونیوں کا سامان ڈھونے کی مشقت میں جانیں دے دیں۔ میری بیوی فاقہ کی سختی سے مرنے کو ہے۔ میں نے اس دیوار کا سہارا لیا ہے تاکہ اس کی جان کنی کی تکلیف نہ دیکھوں۔"

موسیٰ کملی میں لپٹے ہوئے غریب کے کپڑوں کی حالت چہرے کی اُڑی ہوئی رنگت اور لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے بے چین ہو گئے۔ موسیٰ اپنے آپ سے پوچھتے ہیں:

اے موسیٰ! کیا تو انسان نہیں ہے؟ کیا تیرے جسم میں جذبات اور احساسات نہیں رہے ہے؟ ایسے بدقسمت لوگ کب تک فریاد کرتے رہیں گے اور کب تک انہیں فریاد سننے والے نہیں ملیں گے؟

جنگل کا دیدار

موسیٰ نے دل میں کہا:

میں نے شہر میں کوئی خوبی نہیں دیکھی۔ جس طرف سر اُٹھا کر دیکھتا ہوں ایک سخت بدحال فقیر مجھے حیران کر دیتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اپنی پریشانی

دُور کرنے کے لیے جنگل میں چلا جاؤں۔

رات کا وقت ہے۔ امیر لوگ اپنے اپنے بچّوں کے ہاتھ پکڑے اپنی بیویوں کے ساتھ سڑکوں پر سیر گشت میں مشغول ہیں۔ جبکہ موسیٰ خیالات میں ڈوبے ہوئے اپنے دل میں کہتے تھے :

میں فرعون کا بیٹا کہلاتا ہوں۔ ممکن ہے آگے چل کر اس ملک کا تخت بھی مجھے مل جائے۔ میں انسان ہوں، دل رکھتا ہوں، دل میں تمنّا رکھتا ہوں۔ میں کیوں سیر و تفریح کو نہ جاؤں؟ میرے دفتر کے افسر انچارج کو بلاؤ تاکہ شہر گھومنے کا پروگرام بنایا جائے۔

دفتر کا افسر انچارج : جو حکم ہو میں اس کی تعمیل کے لیے حاضر ہوں۔

موسیٰ : میں نے شہر دیکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تفریح کو جاؤں۔

دفتر کا افسر انچارج : درست ہے۔ آپ بھی جوان ہیں۔ آپ بھی سڑکوں کے کنارے ٹہلنا چاہتے ہیں۔ آپ بھی لوگوں کی طرح سڑکوں کے کنارے تماشا دیکھیے۔ آپ بھی اپنے عیش و عشرت کی تکمیل کیجیے۔

موسیٰ کا دل جل گیا۔ انھوں نے افسر انچارج سے کہا:

"افسوس! تمھاری باتوں سے میرے دل میں آگ لگ گئی۔ افسوس یہ کیا تجویز ہے؟ یہ کیا شہر ہے؟ کیا میں انسان نہیں ہوں؟ کیا انسان اور حیوان میں تمیز عقل سے نہیں ہوتی؟"

اصلاحی تجویزیں

موسیٰ کے دفتر کے انچارج نے جس وقت موسیٰ کی ذہنیت کا انداز لگایا اور یہ سمجھا کہ موسیٰ کی ذہنیت آسمانی ہے تو اس غرض سے کہ موسیٰ کے دل کی گہرائیوں میں اپنی جگہ بنالے کہنے لگا:

"والا حضرت! آپ کی آسمانی باتوں نے مجھے چونکا دیا اور یاد دلایا ہے کہ ابراہیمؑ خلیل کی طرح آپ بھی نفس پرستی اور ظلم کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں۔ محترم موسیٰ! میرا تو یہ خیال ہے کہ اصلاحات اونچے عہدوں سے شروع کیجیے۔

۱۔ غلاموں، لونڈیوں اور خدمت گاروں کی تعداد گھٹا کر ان کے بہت بھاری بجٹ کا بوجھ غریب قوم کے کندھوں سے اٹھا لیجیے۔

۲۔ نفس پرستی اور عیاشی کی محفلوں کو کنٹرول کیجیے تاکہ ان کے بھاری اخراجات ملک پر نہ پڑیں۔

۳۔ جاگیرداروں اور رئیسوں کی کنواریوں کی بیشتر نمائش کی ممانعت کر دیجیے تاکہ ان پر جوانوں کی نظر نہ پڑے اور دیکھنے سے ان کے دل عزت لوٹنے کی طرف مائل نہ ہوں اور اس قسم کے اخراجات اور رقوم پوری کرنے کے لیے چوری لوٹ، غبن اور بنادٹی دیوالیہ پن نہ اپنائیں اور دوسرے ہزاروں جرائم کا ارتکاب نہ کریں۔

موسیٰ: مجھے اصلاحات کا خیال نہیں ہے اور نہ مجھے عیاشی کی جڑ قلم کرنے

کی فکر ہے ۔ یں اصلاح کرنے والا آدمی نہیں ہوں ۔ ان موضوعات اور مقاصد کے لیے بہت زیادہ برداشت اور غیر معمولی استقلال کی ضرورت ہے ۔ میری روح عملی طور سے تھک گئی ہے اور میں ذرا سیر کرنا چاہتا ہوں اور چونکہ ٹھاٹھ باٹ کے ساتھ جانے میں صحیح حالات کا علم نہیں ہوتا اس لیے سیر و تفریح کو تنہا جانا چاہتا ہوں ۔

موسیٰ اور مزدور

موسیٰ محل سے نکلے تاکہ لوگوں کے اصلی دکھ معلوم کریں۔ عوامی زندگی کے صحیح حالات قریب سے دیکھیں اور ان کی اچھائی برائی سے واقف ہوں ۔

موسیٰ ایک نئی بنی ہوئی عمارت کی طرف جا نکلے جس پر پلستر کیا جا رہا تھا اور ختم ہونے کے قریب تھا ۔ موسیٰ اس عمارت میں داخل ہوئے تاکہ اس کا تعمیری ڈھانچہ دیکھیں ۔

اونچے اونچے محلوں کی لاگت مظلوم قوم کا خون چوسنے سے جمع ہوتی ہے اور مظلوموں کا حق اس لیے مارا گیا ہے کہ اس خوشنما محل کی صورت میں تبدیل ہو جائے لیکن ان مفلسوں کے حقوق پر قبضہ کرنے کے بعد بھی ایک جماعت ایسی مل جاتی ہے جو غذا اور ضروری ساز و سامان کی محتاج ہوتی ہے۔

استاد کی لَے، انجینئر کے نقشے ، راج کے ہنر اور مزدوروں کی ہمت نے موسیٰ کو مگن کر دیا اور وہ تعمیراتی کاموں کی ترقی اور مصریوں کی بہت زیادہ خوشحالی کے خیال سے جامے میں پھولے نہیں سمار ہے تھے کہ نہایت افسوس

کے ساتھ یہ خوشی ایک سخت ناخوشگواری سے بدل گئی۔ موسیٰ ابھی مزدوروں اور ان کی محنت کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ انھوں نے اچانک دیکھا مزدوروں میں سے ایک بوڑھے نے اوپر لے جانے کے لیے کندھے پر تعمیراتی مسالا کچھ ذرا زیادہ سا اُٹھا لیا تو لکڑی کی سیڑھی پر چڑھنے کا تو ذکر ہی کیا وہ زمین پر ہی نہیں چل سکا اب موسیٰ کا دل بے چین ہے کہ ایسا نہ ہو یہ بوڑھا زمین پر گر پڑے اور چوٹ کھا جائے۔ اِس لیے اُن کی نگاہیں بوڑھے کی حرکات کا بغور مطالعہ کرنے لگیں۔ موسیٰ نے دیکھا کہ بوڑھے نے سخت کوشش کے بعد ابھی چند ہی سیڑھیاں طے کی تھیں کہ اوپری سیڑھی سے اس کا قدم لڑکھڑایا وہ بے اختیار زمین پر گر پڑا اور اس کا سر پھٹ گیا[1] موسیٰ نے دوڑ کر اس مرتے ہوئے کو آغوش میں لے لیا اور وہ زور سے چیخے کہ حکیم کو بلاؤ، دوا لاؤ اور شفاخانے لے جانے کا انتظام کرو لیکن جب غور کیا تو دیکھا کہ بوڑھے کا سر پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔ موسیٰ بوڑھے کے سرہانے بیٹھ کر اس کی جان کنی دیکھتے رہے۔ اس جان لیوا منظر نے ان کی روح کو بے چین کر دیا اور وہ مجبوراً گھر واپس آ گئے۔

سلطنت کی دلہن

موسیٰ سنِ بلوغ کو پہنچ چکے ہیں۔ دفتر کے افسر انچارج اور اس کے نائب نے شہر کی خوبصورت لڑکیوں کی بہت زیادہ تعریف کی اور وزیروں وغیرہ کی

---

[1] بحار۔ جزو ۱۳ صفحہ ۴۷ اور حیوٰۃ القلوب۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۱۷

بیٹیوں کی خوبصورتی اور رنگ روپ کا بہت زیادہ تذکرہ کیا تاکہ غریبوں پر مہربانی کرنے والے موسیٰ کی روح مجبور ہو جائے اور وہ اپنے لیے ایک لڑکی چُن لیں۔

غیر ملکی نمائندوں، بڑے بڑے سفیروں، فوجی امیروں، وزیروں اور سیاستدانوں کے ہمراہ نہایت قیمتی تحفے فرعون کے محل اور موسیٰ کے خاص محل کی جانب رواں تھے۔ بڑے بڑے اخراجات کے عمومی میلے، فتح کی محرابیں، بازاروں کی آئینہ بندی، درختوں اور دکانوں کی سجاوٹ وغیرہ جیسے کام جہاں تک ہو سکا جبر اور زبردستی سے اور جہاں زور نہیں چل سکا وہاں ملکی خزانے، محنت کشوں کی کمائی اور دولت مندوں کے مال پر جرمانوں سے تکمیل پاتے تھے۔

فرعونی یہ سوچتے تھے کہ یہ سب خوشی اور ہنگامہ، یہ سب تحفے تحائف موسیٰ کی غریب پرور روح کو محتاجوں اور غریبوں سے پلٹا دیں گے اور خدا کی عبادت سے روک دیں گے لیکن موسیٰ کلیم کا دل تو خدا کی محبت سے بنا تھا اور ان کے خون کی ہر بوند ایک ایک فقیر، مزدور، قلاش اور وطن سے محبت کرنے والے اور آزادی چاہنے والے کاریگر سے تعلق رکھتی تھی۔

غرض ان تمام اعزازات اور شان و شکوہ کے ساتھ موسیٰ نے شادی کی اور مصر سے ہجرت کے وقت تک ان کے دو بیٹے پیدا ہو چکے تھے[۱] لیکن خوبصورت بیوی، پیاری پیاری باتیں کرنے والے بچے اور فرعون کا خاص محل

---

[۱] روضۃ الصفا۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۵۲

موسیٰ کی زندگی کے نصب العین میں کوئی فرق پیدا نہیں کر سکے۔ موسیٰ ہر وقت قوم کی فکر میں رہتے اور محتاجوں اور غریبوں سے قریبی تعلق رکھتے تھے۔ ان کو صبر اور استقلال کا حکم دیتے تھے۔ فرعون کے گناہ گناتے تھے۔ اُن کے بہادری کے جذبے اور قومی شعور کو اُبھارتے تھے، اپنے بزرگوں یوسفؑ اور یعقوبؑ کی بزرگی قوم کو بتاتے تھے اور ان لوگوں میں دین اور وطن سے محبت کرنے، خدا کو پہچاننے اور مذہب پر قائم رہنے کا سبق دیتے تھے۔

بیکار تعلیم یافتہ لوگ

موسیٰ رات کے اوّل حصّے میں تنہا گھر سے نکلے تاکہ لوگوں سے ملاقات کریں اور ان کے دل کے دُکھوں سے اس طرح واقفیت حاصل کریں کہ کوئی پہچان نہ سکے اپنے ہم جنسوں کی زندگی کے اصلی حالات جیسے ہیں خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں ممکن ہے کہ وہ خود ان کی زندگی کا کوئی ایک مسئلہ حل کر لیں۔ موسیٰ نے اس مقصد سے گلیوں اور بازاروں کے چکّر لگائے۔ دریائے نیل کے کنارے کی پاکیزہ ہوا، آمد و رفت کے مناظر، لوگوں کی چیخ و پکار، سخت حادثات پر یکایک ہنگامے، خوبصورت کنواریاں، دل لبھانے والے چہرے، جنسی جذبات کے پُتلے، فرعون کی سلطنت کے کارکنوں اور درباریوں کی غرور بھری آنکھیں اور ایسے بہت سے مناظر جو سوچنے والوں کو اپنی طرف متوجّہ کر لیں اور ان کی حیوانی روح کو خوش کر دیں موسیٰ کو نہیں لُبھا سکتے تھے۔

موسیٰ کی انسانی روح اُن کی حیوانی رُوح پر غالب ہے اور وہ اپنی حیوانی

روح کی سیری کا خیال نہیں رکھتے۔ ان مناظر میں موسیٰ کی نظر سفید داڑھی والے ایک بوڑھے پر پڑی جس کی کمر جھکی ہوئی تھی۔ چہرے پر جھرّیاں پڑی ہوئی تھیں، دانت گر چکے تھے، لباس میلا اور تار تار ہو چکا تھا اور آنکھوں سے کم نظر آتا تھا اور وہ ہاتھ میں لکڑی پکڑے راستے کے کنارے کھڑا تھا موسیٰ کی غریب پرور رُوح نے تمام لوگوں میں سے اس سفید داڑھی والے بوڑھے کو چُنا اور اس سے بات کرنے لگے۔

کیا موسیٰ لوگوں میں اپنے دکھاوے کی خاطر اس سفید داڑھی والے' کمر جھکے بوڑھے کے برابر کھڑے ہو کر اس کا حال پوچھ رہے ہیں؟ یا اس لیے کہ اپنے آپ کو غریبوں اور انسانوں کا ہمدرد جتائیں۔ اس سے باتیں کر رہے ہیں یا اس لیے کہ انھوں نے دل لگی کا ایک ڈھنگ نکالا ہے اور چاہتے ہیں کہ اپنی فرصت کے چند لمحے اس بوڑھے سے ہنسی مذاق کرنے میں گزار دیں۔

نہیں۔ موسیٰ کی رُوح دھوکے اور بہانے سے دُور ہے۔ موسیٰ کی رُوح غریبوں کا مذاق اُڑانے اور ان پر ہنسنے میں ملوّث نہیں ہوئی بلکہ اُس نے موسیٰ کی انسان دوستی کے جذبے اور پاک ضمیر کو اُبھارا کہ اس کا حال پوچھیں۔ منافقت تو اُن لوگوں کا خاصہ ہے جن کے نزدیک خدا کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور جو لوگوں سے اپنے کیے کا معاوضہ لینا اور عوام کو دھوکا دینا چاہتے ہیں تاکہ سماج میں اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو سنبھالا دے سکیں۔

موسیٰ آدمیوں کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ لوگوں پر حکومت کریں۔ اور مفلس قوم کی کمائی سے فائدہ اُٹھائیں جس کے لیے وہ اپنے آپ کو انسانوں

کا ہمدرد، بیکاروں، جاہلوں، بھوکوں، کسانوں اور قوم کے عوام کا مددگار جتاتی ہیں اور پھر اونچے اونچے محلوں میں ہوا و ہوس کے مرکزوں کے ساتھ اپنا وقت بسر کریں۔

ہاں موسیٰ کی روح مکانوں اور گلی کوچوں میں غریب پرور ہے اور غریب پروری اس کی ایک کھلی ہوئی خوبی ہے۔ یہی ملکوتی روح موسیٰ کو بوڑھے کے پاس لائی ہے۔

"اے بوڑھے! مجھ سے بات کر! مجھ سے اپنے دل کا دکھ کہہ! تیری کمر کیوں جھک گئی ہے؟ تیری داڑھی سفید کیوں ہو گئی ہے؟ تو کیوں راستے کے کنارے حیران کھڑا ہوا؟"

بوڑھے نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور موسیٰ سے کہا:

"میری کمر فرعونیوں کے گناہ اور ظلم کے بوجھ تلے جھک گئی ہے۔ میں نے فرعونیوں کے لیے اتنی لکڑی کندھے پر ڈھوئی ہے کہ بوجھ ڈھونے میں میرے کندھے اور لدو جانوروں کی پیٹھ میں کوئی فرق نہیں رہا۔ میرے چہرے کی جھریاں اس پسینے کی یادگار ہیں جو میں نے فرعونیوں کے اونچے محلوں میں بہایا ہے اور مزدوری کے بنا ان کے مزدوروں کی قطار میں پسینہ بہا کے کام کیا اور جان ہلکان کی ہے۔

افسوس اے غریب پرور مسافر! مزیدار کھانے صرف محل والوں کے لیے ہیں۔ میں نے روکھی روٹی کے ایک نوالے پر قناعت کر لی ہے لیکن وہ بھی .... افسوس! کیا اچھا ہو جو تو فرعون کی خوراک میں سے

نہ کھائے۔ کیا اچھا ہو جو فرعون کے گھر کی ہوا تیرے دماغ میں نہ پہنچے۔ جس کسی نے اس کی دی ہوئی غذا کھائی اور جو اس کے دربار میں چلا گیا اس کی توجہ فقیروں اور حاجتمندوں کی طرف نہیں رہی اور پھر وہ فقیری کے معنی نہیں سمجھ سکا۔

اے بھائی! میں بھی اس ملک میں آرزو رکھتا تھا۔ سوچ رکھتا تھا۔ اونچے خیالات رکھتا تھا۔ میں نے بھی ہزاروں جوانوں کی طرح علم حاصل کیا۔ لیکن جتنی زیادہ تکلیف اٹھاتا تھا اس سے کمتر فائدہ پاتا تھا۔ علمی اداروں کے داخلے کی آئے دن کی مشکلات اور قوانین نے غریبوں کے کام میں سخت رکاوٹ ڈال دی اور علم کو صرف مالداروں کے اجارے میں دے دیا۔ میں نے جوانی کی پونجی اس لیے خرچ کر دی کہ علم حاصل کروں لیکن تیس سال کی عمر میں نہ میں دستکار اور کاروباری بن سکا اور نہ پیٹ بھرا درباری۔ مجبور ہو گیا تو جاہلوں اور مفلسوں کے بیچ میں رات دن کی بھوک سے بچنے کے لیے دھیرے دھیرے فرعونیوں کے سامراج کا جوا اپنی گردن پر رکھ لیا۔ یہ میری مجبوری کے اسباب کا ایک رُخ ہے۔ اب سب کچھ گزر چکا ہے اور میری عمر پوری ہو چکی ہے لیکن تو ابھی جوان ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تو آگے چل کر مفلسوں اور غریبوں اور بے کار تعلیم یافتہ لوگوں کا خیال رکھے۔"

موسیٰ شہر کے مختلف مناظر اور قوم کے دکھ دیکھ کر غمگین ہو گئے اسی غم میں چند قدم ادھر اٹھائے تھے کہ:

کمر جھکی ایک بڑھیا

ایک جگر خراش فریاد نے موسیٰ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ موسیٰ فریاد کے پیچھے چلے کہ ممکن ہے فریادی کے کندھے کا بھاری بوجھ بٹا لیں۔ موسیٰ ایک بوسیدہ عمارت کی طرف جا نکلے۔ ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جو بیمار تھی۔ اس کے مُنہ پر مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں اور اس کے جسم کے پسینے اور گندگیوں کی بدبو ہر راہ گیر کو متنفر کر رہی تھی۔

موسیٰ: اے بڑھیا! تو اس کونے میں کیوں پڑی ہوئی ہے؟

بُڑھیا: اگرچہ میرے چہرے پر جھُریاں پڑی ہیں اور میرے کپڑے پھٹے ہیں تاہم میرا دل جوان ہے اور میں اللہ کی درگاہ میں ہاتھ اٹھا کر فرعون پر لعنت بھیجتی ہوں کہ خدا اس کے تخت و تاج کو اُلٹ دے۔ میں خدا سے چاہتی ہوں کہ بنی اسرائیل کے نجات دہندہ کو بھیج دے۔

موسیٰ: تو کس لیے لعنت بھیجتی ہے؟

بُڑھیا: کس لیے لعنت نہ بھیجوں؟ مجھے بھی جب قوم کی دوسری بہت سی عزّت دار لڑکیوں کی طرح کوئی مرد نہیں ملا جس سے شادی کرتی تو باندی بن کر ایک درباری کے گھر میں گئی لیکن میری کنیزی گھر کے کاموں اور صفائی سے آگے بڑھ گئی اور میں گھر کے مالک کی زیادتی کا[1]

---

[1] حیٰوۃ القلوب۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۱۷

کا نشانہ بن گئی۔ اب میں بوڑھی اور کمزور ہو چکی ہوں۔ مجھے بھی ہزاروں بیماریوں، بدقسمتی اور کمزوری کے سبب سے میری بہت سی ہم جنسوں کی طرح نکال باہر کیا ہے اور اب میں اس کھنڈر کے ایک گوشے میں جان دینے پر مجبور ہوں۔ افسوس یہ ہے کہ روزی حاصل کرنے کے لیے انسان کی عزت برباد ہو رہی ہے!

لافانی خیالات

اے خدا! فقیروں اور غریبوں کو دیکھ کر مجھے دکھ ہوتا ہے۔ بیکار اور بھوکے مزدوروں کی کثرت مجھے کشمکش میں مبتلا کرتی ہے۔ سلطنت کی بیگمات کی عیاشی نے مجھے روحانی عذاب میں ڈال دیا ہے۔ اے خدا! کیا کروں؟ میرا فرض کیا ہے؟

موسیٰ! بہتر یہ ہے کہ سونی صدی غلط اجتماعات کے مناظر دیکھو۔ اُٹھو اور گلیوں کی طرف قدم بڑھاؤ۔ جب تمھارے ہم جنسوں کی ایک جماعت پر ظلم ہو رہا ہے تو تم خاموش کیوں بیٹھے ہو؟ کیا تم کو خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے؟

موسیٰ نے دل میں کہا:

تو غلطی کرتا ہے۔ گھر میں بیٹھ کر کوئی بنیادی بات سوچ۔ فرض کیا کہ تو گھر سے باہر نکلا اور تو نے کسی مظلوم کو بچانا چاہا تو وہ تجھے غریبوں کی حمایت کے جرم میں دھر لیں گے اور قید خانے میں ڈال دیں گے اور تو سولی پر چڑھ جائے گا۔ بیٹھ کر سوچ کہ کیا تیرے ہم خیال اور بھی ہیں۔

تیرے مددگار اور بھی ہیں جو ہر موقعے پر تیری آواز میں آواز ملائیں. تیری مدد کریں اور مظلوموں کا بدلہ لیں۔ اُٹھ گلیوں کی طرف رخ کر. کسی مجمع کے کنارے فرعون کی آمریت کی خرابیاں بیان کر، مظلوموں کو اپنے ارد گرد اکٹھا کر اور پاپیوں سے حساب لے۔

نہیں۔ موسیٰ! یہ کام غلط ہے۔ درباری مجھے فسادی مشہور کر دیں گے بہتر یہ ہے کہ ضمانت اور حفاظت کے بارے میں سوچو۔ ضمانت ہی ہے جو خیالات کے پھیلانے کا ذمہ لے سکتی ہے۔ بچھڑے ہوئے دلوں کو ملا سکتی ہے قوم کے عوام کو اکٹھا کر کے ایک آئین نامے کے تحت لا سکتی ہے اور خدا سے بہتر اور کون سی ضمانت ہو سکتی ہے۔ وہ خدا جس نے مجھے جلاد سے بچایا آگ بھرے تندور سے نکالا۔ فرعون کے دامن سے نجات دلائی، کیا میری مدد اور حفاظت کے لیے کافی نہیں ہے؟ میں اُسی خدا کے بل بوتے پر کھڑا ہوؤں گا اور فرعون کے خاندان اور اس کے اونچے محلوں کو اس کے سر پر دے ماروں گا۔ خدا کی مدد سے میں تن تنہا کھڑا ہوؤں گا اور فرعون کی آمریت کی بُرائیاں ہر گلی کوچے میں گِناؤں گا۔ اپنے ہم خیالوں کو جمع کروں گا اور فرعون کے ظلم کے خلاف ایک جھنڈے تلے لڑوں گا۔

موسیٰ اور قانون

موسیٰ پکے ارادے، جمے ہوئے قدم اور مضبوط دل کے ساتھ گھونسا تانے گھر سے باہر آئے۔ پاپی فرعون کہاں ہے جو میں یہ مُکا لوہار دوں

کے ہتھوڑے کی طرح اس کے سر پر ماروں۔ موسیٰ نے دل میں کہا:

غلطی مت کر! کام کے شروع میں ہی اپنا مقصدِ اصلی ظاہر مت کر۔ ابھی تیرا نقشہ اور لڑائی ابتدائی درجوں میں ہیں۔ گھر سے نکل! ہر گلی کوچے میں فرعونیوں کے گناہ لوگوں میں کھول کھول کر بیان کر اور ان کو قوم کی نظر میں سخت نفرت کے لائق بنا تاکہ تمام درباری فرعون اور اس کی خطاؤں پر اعتراف کرنے لگیں اور نکتہ چینی کی یہ روح پھیل جائے اور دشمنی اور بدلے میں بدل جائے اس کے بعد قوم کے سر میں بدلہ لینے کا سودا سما جائے۔ اس وقت تو فرعون کے ان اندرونی دشمنوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور فرعون کی زندگی ختم کر سکتا ہے۔

موسیٰ! گھر سے نکل لیکن فرعون کی طرف اشارے کنائے سے زیادہ اور کوئی کام نہ کر کیونکہ آمروں سے لڑائی کا یہ پہلا مرحلہ ہوتا ہے۔

موسیٰ ان مختلف اور انقلابی خیالات پر جم گئے کہ فرعون پر نکتہ چینی سے زیادہ اور کوئی کام نہیں کریں گے لیکن راستے میں ایک واقعے نے انھیں اپنی طرف متوجّہ کر لیا جس سے ان کی برداشت ختم ہو گئی اور وہ اپنے ارادے کے خلاف ایک کام کر بیٹھے

فرعون کے اہل کاروں نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر بوجھ لاد دیا ہے اور وہ مجبور ہیں کہ پہاڑ کے صاف اور گندے پتھر کندھوں پر لیں اور کوڑوں کی مار پر شہر کے اندر لے جائیں۔ انسان کی اس بار برداری اور اس کا منصب جانور کے درجے تک گرا دینے کو فرعون کا ظالمانہ نظام

جائز سمجھتا ہے اور قانون ان احکام کو جاری کرنے والا ہے۔

موسیٰ راستے کے کنارے کھڑے ہوئے حیران نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ دیکھا کہ لکڑی، پانی اور پتھروں کے بوجھ تلے غریبوں اور مظلوموں کے ایک گروہ کی کمریں جھکی ہوئی ہیں[1]۔ ماتھوں سے پسینہ بہہ رہا ہے اور وہ بھوک پیاس سے بولنے اور چلنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

اپنی طاقت دکھانے اور بنی اسرائیل کو سخت اقدام سے دبائے رکھنے کے لیے ایک اہل کار نے ایک بوڑھے کو جو لکڑیوں کے بوجھ تلے سب سے زیادہ تھکا ہارا تھا مارنا شروع کر دیا۔ بوڑھے کی فریاد بلند ہوئی۔

"مجھے کیوں مارتے ہو؟ میں نے کون سا جرم کیا ہے؟"

اھل کار: آواز مت نکال نہیں تو تجھے مار ہی ڈالوں گا، تنہا کر دوں گا اپنے ساتھیوں سے پیچھے کیوں رہ گیا؟

موسیٰ یہ منظر دیکھ کر بے قابو ہو گئے اور ابتدا میں اس اہل کار کو نصیحت کی[2] لیکن موسیٰ کی نصیحتوں نے اس کے کالے دل پر کوئی اثر نہ کیا۔ موسیٰ مظلوم کو بچانے کے لیے غصے میں آ گئے اور انھوں نے اپنا گھونسا تانا۔ یکایک ان کا گھونسا ہتھوڑے کی طرح اس بدبخت کے سر پر پڑا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

موسیٰ پکڑے جانے کے ڈر سے گھر میں گھس گئے اور چوری چھپے شہر آنے جانے لگے لیکن ان کی ایک لکڑیاں ڈھونے والے کی مدد کی خبر

---

[1] کتاب اثبات الوصیۃ صفحہ ۳۶ [2] روضۃ الصفا۔ جلد اول صفحہ ۲۵۲

مصر میں بم کی طرح پھٹی۔ لوگوں نے تعجب سے دانتوں میں انگلیاں دبالی تھیں اور کہتے تھے۔

"یہ غریبوں اور مظلوموں کا مددگار کون ہے؟"

قوم کے دانش ور موسیٰ کی ذہنیت سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ فرعون کے گناہ ایک مجاہد انسان کو اسی کے محل میں پال پوس رہے ہیں۔ اس لیے کہ اس کی ذہنیت بے کسوں اور مفلسوں کی طرف مائل ہے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ مصر کا یہ جانباز موسیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ موسیٰ ہی میں یہ ہمت ہے کہ فرعون کے اہل کار کو ایک گھونسے سے فنا کر دے۔

موسیٰ چوری چھپے احتیاط کے ساتھ بازاروں اور گلیوں سے گزرتے تھے لیکن دوسرے دن ایک دوسرا واقعہ سامنے آیا جو گزرے ہوئے دن کا جرم ظاہر کر رہا تھا اور موسیٰ کو فرعونیوں کے جال میں پھنسا رہا تھا۔ موسیٰ کنارے کنارے راستہ طے کر رہے تھے۔ دوبارہ دیکھا کہ کل کا کمزور بوڑھا ایک قبطی سے لڑائی جھگڑے میں الجھ رہا ہے۔ موسیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

" تو عجیب بے چین انسان ہے۔ کل فرعونیوں کے بوجھ تلے فریاد کر رہا تھا اور آج پھر تیری فریاد بلند ہے"

موسیٰ نے ارادہ کیا کہ قبطی پر حملہ کر کے غریب بوڑھے کے سر سے اس کا شر دفع کر دیں۔ جیسے ہی قبطی نے موسیٰ کو غصے اور حملے کی حالت میں دیکھا تو کہنے لگا:

"کیا تم مجھے کل کے آدمی کی طرح مار ڈالنا چاہتے ہو۔ یقیناً تم فسادی اور ظالم ہو۔"

موسیٰ بھاگ گئے

چونکہ موسیٰ کی کل کی کارروائی ظاہر ہو چکی تھی اس لیے قریب تھا کہ موسیٰ فرعونیوں کے جال میں پھنس جائیں لیکن وہ تیزی سے چھپ گئے۔ موسیٰ اپنے چھپنے کی جگہ میں ایک ٹھکانے سے دوسرے ٹھکانے کو منتقل ہوتے رہے اور کوشش کرتے رہے کہ اپنے آپ کو فرعونیوں کے چنگل سے بچائے رکھیں لیکن پہلے دن کے قتل کی خبر مخبروں نے فرعون کو پہنچا دی تھی۔ موسیٰ کا فائل فوراً ہی مکمل ہو گیا تھا اور ان کا پیچھا ہونے لگا تھا۔ لیکن موسیٰ کے دوسرے قصے نے پہلے دن کا فائل زیادہ سخت کر دیا اور موسیٰ کی عدم موجودگی کی پوچھ گچھ کی وجہ فراہم کر دی۔

موسیٰ کا فائل ان کی غیر حاضری میں ہائی کورٹ میں بھیج دیا گیا اور ان کے قتل کا حکم صادر ہو گیا تاکہ پھر کوئی کسی فرعونی سے لڑائی کا ارادہ نہ کرے اور پھر کوئی اپنے حق کا بچاؤ نہ کر سکے۔

حزبیل بڑھئی نے جو موسیٰ کا ہمدرد تھا مقدمے کی کارروائی کی خبر موسیٰ کو پہنچا دی[1] اور کہا کہ میں دوستی اور محبت کی بنا پر تمھیں بتاتا ہوں کہ تمھارے قتل کا پکا ارادہ کر لیا ہے۔ اگر تم ان کے شر سے بچنا چاہتے ہو۔

---

[1] ناسخ جز واول ہبوط۔ صفحہ ۲۴۶ اور حیٰوۃ القلوب۔ جلد اول صفحہ ۲۰۴

تو جلد از جلد مصر چھوڑ دو"[1]

موسیٰ نے یہ بات سُن کر مدین کے ارادے سے مصر کو خیرباد کہہ دیا۔

مدین کا سفر

فرعونیوں نے موسیٰ کی گرفتاری کا انعام مقرر کر دیا تھا[2]۔ لیکن خدا کے ہاتھ نے موسیٰ کی حفاظت کی۔ موسیٰ زادِ راہ کے بغیر ننگے پاؤں مدین کی طرف چل دیے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خود کو فرعونیوں کے چنگل سے بچائیں۔ موسیٰ نے پہلے دن صبر و استقلال سے لگ بھگ ۷۰ کلومیٹر راہ طے کی لیکن پیدل چلنے کی وجہ سے ان کے پاؤں چھل گئے اور طاقت جواب دے گئی کیونکہ کھانا بھی ساتھ نہیں تھا جو اپنے آپ کو فاقے سے بچاتے۔

بہرحال موسیٰ نے مدین کا سفر ۱۵ دن میں طے کیا اور مدین کے کنویں پر جا پہنچے۔

مدین کا کنواں

شہر مدین میں زندگی کی پوری سہولتیں میسّر نہیں ہیں۔ چرواہے اپنی بھیڑوں کو مدین کے کنویں پر لا کر حوضوں سے ایک ایک ٹکڑی

---

[1] سورہ قصص آیت ۲۰ [2] کتاب اثبات الوصیۃ مسعودی۔ صفحہ ۴۷

کر کے پانی پلاتے اور پھر اپنے گھروں کو واپس لے جاتے ہیں۔

موسیٰ کی غریب پرور روح لوگوں کے شور کی طرف متوجہ ہوئی جو کنویں پر آکر پانی بھرنے اور اپنی باری لینے کے لیے شور و غل مچا رہے تھے۔ موسیٰ جلدی سے کنویں کی سمت جانے لگے تاکہ ان کی چیخ پکار کی وجہ معلوم کریں اور پھر ان کی مشکلات میں سے کم از کم کوئی ایک مشکل ہی حل کریں اور اگر ان میں کوئی جھگڑا ہے تو انسان دوستی کی خاطر ان کی باہمی دشمنی کو پُرامن دوستی میں تبدیل کرا دیں۔

موسیٰ کنویں کے پاس پہنچے تو انھوں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ مدین کے لوگ پانی بھرنے پر ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے اور یہ شور پانی بھر کر مویشیوں کو پلانے پر ہو رہا ہے اور مدین کا حاکم اتنا بے فکر ہے کہ قوم کے بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکس ادا کرنے کے باوجود ان کی زندگی کی بنیادی سہولتیں بھی دینے کو آمادہ نہیں ہے۔

موسیٰ کا مہربان دل تڑپ رہا تھا اور ہر تڑپ میں یہ آرزو رکھتا تھا کہ رُکے ہوئے کام کی گتھی سلجھائے اور عاجز کی مدد کرے۔ موسیٰ نے ایک طرف دیکھا کہ دو لڑکیاں اپنی بھیڑیں ایک جگہ اکٹھی کر کے بڑی بے چینی سے الگ کھڑی انتظار کر رہی ہیں۔

موسیٰ ہیرو

انسان دوست موسیٰ قریب آئے تاکہ خدا کی خوشنودی کے لیے ان دونوں لڑکیوں کی ایک مشکل دُور کریں۔

موسیٰ کنوئیں کے قریب پہنچے۔ ڈھکے ہوئے کنوئیں پر نظر ڈالی اور اس پر جو بڑا سا پتھر رکھا تھا اسے ہٹا دیا۔ یہ اتنا بھاری پتھر تھا کہ تقریباً دس آدمی مل کر اسے زمین سے اٹھا سکتے تھے۔ لیکن موسیٰ نے تنہا اسے اٹھا لیا اور ایک طرف پھینک دیا۔ موسیٰ کے پاس رسی ڈول نہیں تھا اس لیے ان لوگوں کے پاس آئے جو دوسرے کنوئیں سے پانی کھینچ رہے تھے اور ان سے مدد چاہی۔ ان کے پاس ایک ایسا چرس تھا جسے دس آدمی مل کر کنوئیں سے کھینچ سکتے تھے۔ ان لوگوں نے ہنسی میں اپنا وہ چرس اور رسی موسیٰ کو دے دیے۔ موسیٰ نے چرس رسّی لے کر ایک چرس پانی کنوئیں سے بھر کر کھینچا اور حوض میں ڈال کر اور چرس اور رسّی مالکوں کو لوٹا دیے۔ بھیڑیں پانی پینے لگیں[1]

موسیٰ نے بھیڑوں کو پانی پلایا اور دونوں لڑکیوں کی ضرورت پوری ہو جانے اور یہ یقین کر لینے کے بعد کہ اب اور کوئی مظلوم باقی نہیں رہا ایک گھڑی آرام کی خاطر اور سورج کی جُھلسا دینے والی

---

[1] بحار جزو ۱۳۔ صفحہ ۲۰

دھوپ سے بچنے کے لیے ایک درخت کی چھاؤں میں جا بیٹھے۔ موسیٰ تھکے ماندے اور سفر کی تکلیف اُٹھائے ہوئے ہیں۔ کچھ دنوں سے سیر ہو کر کھایا پیا بھی نہیں ہے اور آرام اور نیند سے بھی محروم رہے ہیں لیکن ان تکلیفوں میں بھی دو لڑکیوں کی پریشانی دور کر کے خوشی اور چین سے ایک طرف بیٹھے ہیں۔

امانت دار موسیٰ

لڑکیاں روزانہ کے برعکس اپنی بھیڑیں جلدی ہی گھر لے آئیں تو شعیب نے اپنی بیٹیوں سے کہا:

"آج کیا وجہ ہوئی جو تم روزانہ سے جلدی آگئیں؟"

"ابا جان! ایک نیک اجنبی نے اپنی غیر معمولی طاقت سے ہماری مدد کی۔ اس نیک آدمی کی نظر ہم پر پڑی۔ اس نے ہمیں پریشانی میں دیکھا۔ ہماری رفاقت میں اس نے کنویں کے منہ پر سے پتھر اٹھایا اور رسی ڈول لے کر ہماری بھیڑوں کو پانی پلا دیا۔"

شعیب نے جس وقت اجنبی اور نیک کے لفظ سُنے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کہ جلد سے جلد جا کر اُس کو گھر لے آؤ تاکہ اس کی نیکی کا عوض دیا جائے۔

ایک لڑکی بہت تیزی سے کنویں پر پہنچی۔ اس نے موسیٰ کو ایک پیڑ کے نیچے پایا۔ چونکہ شعیب کی قاصد مذہب اور اخلاق کی تعلیم پائے

ہوئے تھی۔ اس نے شرم سے سر جھکا کر کہا :

" اے نیک بندے ! ہمارے بابا نے تم کو بلایا ہے تاکہ تمھیں پانی بھرنے کی اجرت ادا کریں ۔"

موسیٰ : میں نے اُجرت کے لیے پانی نہیں بھرا ہے۔ میں نے صرف تمھاری تکلیف دور کرنے اور انسان دوستی کی خاطر تمھاری مدد کی تھی۔

لڑکی : میں نے اپنے بابا کے حکم سے تم سے گھر چلنے کے لیے کہا ہے اور میں تمھاری رہنمائی کروں گی۔ اب تمھارا اخلاقی فرض یہ ہے کہ اس دعوت کو قبول کر لو۔

موسیٰ نے اپنے آپ کو شہر سے باہر درندوں میں گھرا ہوا محسوس کیا اور سوچا کہ اگر یہ دعوت قبول نہیں کی تو میں رات ہونے پر غیر محفوظ رہوں گا اور درندوں میں گھر جاؤں گا۔ شاید اسی سوچ بچار کا نتیجہ تھا جو موسیٰ نے شعیب کے گھر جانے کے لیے درخت کی چھاؤں چھوڑ دی۔ موسیٰ لڑکی کے پیچھے چل رہے تھے۔

دشمن سے چھٹکارا

موسیٰ لڑکی کی رہنمائی میں شعیب کے گھر پہنچے۔ انھوں نے دیکھا کہ شعیب کے چہرے کے بال سفید ہو چکے ہیں اور وہ اپنے بستر پر لیٹے ہوئے ہیں۔ موسیٰ نے بوڑھے شخص سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا :

" میں مصر کے عمران کا بیٹا موسیٰ ہوں۔ میری ماں نے میری پیدائش

کے بعد مجھے دریائے نیل میں بہا دیا اور پانی مجھے فرعون کے محل تک بہالے گیا۔ میں نے چند سال تک فرعون کے محل میں دن گزارے لیکن قوم پر فرعون کے درباریوں کے ظلم وستم سے عاجز آگیا۔ میں نے ان ظالموں میں سے ایک کو مار ڈالا۔ اور چاہتا تھا کہ دوسرے کو سزا دوں لیکن موقع نہیں مل سکا اور قریب تھا کہ پکڑا جاؤں۔ میں دشمن کے خوف سے بھاگ کر بیابان کی طرف نکل گیا۔ کچھ دن تک بیابان میں گھاس کھاتا رہا اور میرے پاؤں زخمی ہو گئے۔ تب آپ کے شہر تک پہنچا۔ میں جب کنویں کے قریب آیا تو ان دونوں لڑکیوں کے پاس پانی بھرنے کا کوئی سامان نہیں دیکھا۔ میں ان کی مدد کو آگے بڑھا اور میں نے بھیڑوں کو پانی پلایا۔ میں نے اپنی امداد کے لالچ سے ایسا نہیں کیا تھا بلکہ صرف خدا کی خوشنودی کی خاطر یہ کام انجام دیا تھا!"

شعیب: میں خدا کا پیغمبر ہوں اور مالِ دنیا میں کچھ بھیڑیں رکھتا ہوں۔ یہ دونوں لڑکیاں بھیڑیں چراتی ہیں۔ ان کا منافع خرچ کرتا ہوں۔ اے موسیٰ! تم نے دشمن سے چھٹکارا پا لیا ہے۔ ہمارے یہاں کھانا کھاؤ اب تم ہمارے مہمان ہو۔

شادی کی تجویز

شعیب کی ایک بیٹی نے باپ سے عرض کیا:

"بابا جان! موسیٰ کو گھر کے کام کاج کے لیے نوکر رکھ لیجیے۔ موسیٰ

پانی بھرنے میں اپنی صلاحیت دکھا ہی چکے ہیں اور موسیٰ کی جسمانی طاقت ان کی روحانی طاقت کے سامنے کچھ نہیں ٹھہرتی ۔"

شعیب : اے موسیٰ ! میرے خیال سے یہ بہتر ہے کہ تم ہمارے ہی پاس رہو اور اطمینان قلب اور کام میں دلچسپی کے لیے بہتر ہے کہ میری ایک بیٹی سے شادی کر لو۔ تمھاری ملازمت ۸ سے ۱۰ سال تک کی مدت سے کم نہیں ہوگی۔ اپنی اس تجویز سے مجھے تم پر کوئی زور زبردستی یا تمھارا آزار مقصود نہیں ہے۔ تم چند ہفتے میرے پاس رہو گے تو میری نیک نیتی جان لو گے۔ میں اپنی گفتگو میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور تم کو اپنی تجویز کے متعلق پورا اختیار دیتا ہوں۔ اس تجویز پر غور کر لو اور اگر اسے مفید پاؤ تو مان لو۔

موسیٰ نے شعیب کی تجویز کھلے دل سے قبول کر لی اور صفورا کو بیاہ لیا۔

موسیٰ کی پونجی

موسیٰ نے دس سال تک نہایت خوشی اور سکون سے شعیب کے گھر میں زندگی گزاری اور اپنے قیام کے آخری سال میں شعیب سے کہا :

" میں اپنے ماں باپ کو دیکھنے کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ راستے کا توشہ مجھے عنایت فرما دیجیے۔"

شعیب : بھیڑیں جو چتکبرے بچے دیں گی وہ تمھارے لیے مخصوص ہوں گے

موسیٰ کو خدا کی مرضی کے تحت اور اپنے ان کاموں کے نتیجے میں جو انھوں نے انجام دیے بہت سی بھیڑیں مل گئیں۔

موسیٰ اور لاٹھی

جب موسیٰ بہت سی بھیڑوں کے مالک ہو گئے تو انھوں نے لاٹھی کی ضرورت محسوس کی اس لیے شعیبؑ سے لاٹھی کا تقاضا کیا۔ شعیبؑ نے حکم دیا کہ پیغمبروں کی لاٹھیوں کے کمرے میں جاؤ اور ان میں سے ایک لاٹھی لے آؤ[1]۔

موسیٰ ایک لاٹھی لے آئے تو شعیبؑ نے کہا

"اسے اپنے ساتھ رکھ لو اور اپنی بھیڑیں لے کر مصر کو سدھار و"

موسیٰ یہ لاٹھی لے کر جس کے خواص عجیب و غریب تھے[2] بہت سی بھیڑوں کے ساتھ مصر کو چل دیے۔

سوئے نیل

موسیٰ اپنی بیوی، بھیڑوں اور لاٹھی کو لے کر مصر کی طرف چل دیے۔ انھوں نے بہت سی تکلیفیں اٹھائیں۔ انھوں نے طول طویل راستہ بیوی سے

---

[1] اثبات الوصیۃ۔ صفحہ ۳۷

[2] لاٹھی کی خاصیتیں بہت سے مورخوں نے لکھی ہیں لیکن سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ بحار نے جمع کی ہیں اس لیے تفصیل کی غرض سے بحار۔ جزو ۱۳ صفحہ ۶۰ و ۶۱ ملاحظہ فرمائیے۔

بات چیت ، بھیڑوں کے کام کی مشغولیت اور ان واقعات کے خیالوں میں طے کیا جو ان پر بیت چکے تھے اور جن میں مصر کی یادیں شامل تھیں۔

اے میری بھیڑو ! تم میری دولت کا ذخیرہ ہو۔ میں اس ذخیرے کی مدد سے فرعون کا تختہ اُلٹنا چاہتا ہوں۔

صفورا ! میں نے تجھے اپنے دل کی تسکین اور اپنی پریشانی دُور کرنے کی غرض سے قبول کیا ہے۔ میں نے پکا ارادہ کیا ہے کہ میں مصر میں فرعون کی آمریت کے خلاف لڑائیاں شروع کر دوں اور اس کے ظلم کا محل ڈھا دوں۔ ان لڑائیوں میں تُو میرے لیے صرف کھانے پینے کا سامان تیار کرنا۔ تُو اگرچہ میری جان اور میرا دل ہے لیکن میرے قومی کاموں میں دخل دینے کا تجھے حق نہیں ہے۔

اے مصر کے آسمان ! اے وہ آسمان جو مظلوموں کے دلوں سے نکلی ہوئی آہوں کے دھوئیں سے کالا ہو گیا ہے۔ اے مصر کے در و دیوار ! جو بے گناہوں کے خون کے چھینٹوں سے داغدار ہو گئے ہو ! اے مصر کی سرزمین کے مظلومو ! مردِ انقلاب آ رہا ہے۔ وہ مصر آ رہا ہے تاکہ تم کو ظلم اور عذاب سے چھٹکارا دلائے۔

طور کی آگ

صفوراء : اے موسیٰ ! میں ماندی اور کمزور ہو رہی ہوں۔ میں جو درد اپنے اندر محسوس کر رہی ہوں وہ بچوں کی پیدائش کے نزدیک

ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ اس نے مجھے بے کل کر رکھا ہے
اے پیارے موسیٰ! میرے لیے تھوڑی سی آگ لادو!

رات اندھیری ہے۔ بارش ہو رہی ہے اور بھیڑیں سردی کے مارے الگ الگ ٹکڑیوں میں بٹ گئی ہیں اور ایک دوسرے کے پیٹ کے نیچے سر چھپا کر ایک دوسرے کی سانس سے گرمی لے رہی ہیں۔ آگ حاصل کرنے کی کوئی تدبیر نہیں ہے۔ صفورا ر کو بیٹھے درد لگے ہیں۔ مصر کے راستے سے بھی بھٹک گئے ہیں اور چقماق پتھر آگ جلانے کو ایک دوسرے پر مار رہے ہیں لیکن بے سود۔[1] موسیٰ حیران ہیں۔ آگ کہاں سے لائیں اور کہاں سر چھپائیں؟ موسیٰ عجیب پریشانی میں مبتلا ہیں اور آگ جلانے اور مصر کی راہ ڈھونڈنے کی فکر میں ہیں۔ وہ اسی کشمکش میں تھے کہ طور کی آگ نے انھیں اپنی طرف متوجّہ کر لیا اور انھیں خیال آیا کہ طور کی آگ سے اپنی بیوی کو گرمی پہنچانے کے لیے آگ جلائیں اور جو لوگ آگ کے قریب بیٹھے ہیں ان سے مصر کے راستے کے بارے میں استفسار کریں۔

موسیٰ نے انھیں دو باتوں کے خیال سے صفورا سے کہا:

امکثوا انّی اٰنست نارًا لعلّی اٰتیکم منھا
بخبر او جذوۃٍ مّن النّار لعلّکم تصطلون۔[2]

یہیں ٹھہرو تو میں اس آگ میں سے جو نظر آ رہی ہے تھوڑی سی

---

[1] ناسخ۔ جزو اوّل ہبوط۔ صفحہ ۴۶۵ اور کامل ابنِ اثیر۔ جلد اوّل صفحہ ۱۰۰

[2] سورۃ القصص۔ آیت ۲۹

آگ تمھیں گرمی پہنچانے کے لیے لے آؤں اور مصر کا راستہ بھی پوچھ لوں تاکہ ہم بھٹکنے نہ پائیں۔"

موسیٰ نے جلدی سے بیابان کا رُخ کیا تاکہ آگ لے کر اُن لوگوں سے جو آگ کے پاس بیٹھے ہوں راستہ پوچھیں۔

موسیٰ نے اس غرض سے کافی فاصلہ طے کیا[۱] لیکن جس قدر آگے جاتے تھے فاصلے میں زیادہ کمی نہیں ہوتی تھی۔ آخرکار موسیٰ آگ کے قریب پہنچ گئے۔ لیکن موسیٰ کو اس آگ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ موسیٰ جس طرف سے آگ کے پاس جاتے ہیں وہ اس کے دوسری طرف سے شعلہ دیتی اور اس آگ کے نزدیک ایک جاندار بھی نظر نہیں آتا۔

حیرت زدہ موسیٰ نے طور کی طرف سے ایک آواز سنی جس نے اُن سے کہا:

"اے موسیٰ! میں دنیا والوں کا پالنے والا خدا ہوں۔ تم نے ایک پاکیزہ جگہ میں پناہ لی ہے۔ ہماری گلی میں جسم کو جلانے والی آگ نہیں ملتی ہے۔ ہمارا طور دلوں میں آگ بھڑکاتا ہے۔ اگر تم ہماری خدمت پر آمادہ ہو چکے ہو تو بیوی بچے اور[۲]

---

[۱] یہ فاصلہ ۱۲ فرسخ بتایا گیا ہے (ناسخ جزو اوّل ہبوط صفحہ ۴۶۵ اور روضۃ الصفا جلد اوّل صفحہ ۲۵۶) [۲] موسیٰ سے خطاب ہوا کہ اپنے پاؤں سے جوتے اتار دو۔ مورخین نے جوتوں کے بارے میں کہا ہے کہ چونکہ جوتے مری ہوئی کھال کے تھے اس لیے ان کے اتار دینے کا حکم ہوا ہے۔ (بحار جزو ۱۳۔ صفحہ ۶۴) یا بیوی بچے اور مال کی طرف اشارہ ہے (بحار جزو ۱۳۔ صفحہ ۶۵) لہٰذا خدا نے حکم دیا کہ ان کی محبت دل سے نکال دو اور ان کو شعیبؑ کے پاس لے جاؤ (اثبات الوصیۃ صفحہ ۳۸) اور بحار جزو ۱۳۔ صفحہ ۶۵ اور حیوٰۃ القلوب جلد اول صفحہ ۳۱۴)

بھیڑوں سے بے نیاز ہو جاؤ۔ ہماری گلی میں تنہا قدم رکھو
اور جان کو ہماری دوستی کے راستے میں نثار کر دو۔"

موسیٰ نے یہ باتیں ایک پیڑ میں سے سُنیں اور اس نے اُن کے دل کی گہرائیوں کو اس قدر روشن کر دیا کہ وہ بیوی بچّے اور بھیڑوں سے دھیان ہٹا کر اپنے خدا کی مناجات میں مشغول ہو گئے۔

غرض موسیٰ آگ لے جانے اور راستہ ڈھونڈنے آئے ہیں۔ اس لیے آئے ہیں کہ اپنی معشوقہ کو گرمی پہنچانے کے لیے آگ لے جائیں لیکن معشوقِ حقیقی (خدا) نے ان کی روح پر قبضہ کر لیا ہے اور مال و دولت اور بیوی بچّے کا عشق ان کے دل سے نکل چکا ہے۔ پس جو شخص خود غرضی، ظلم اور گناہ سے لڑنے کی خاطر کھڑا ہوتا ہے اور مظلوموں کو بچانے کی خاطر تکلیفیں جھیلتا ہے اسے چاہیے کہ دنیا کے تمام کھلونوں سے ہاتھ دھو لے اور اپنی جان پر کھیل کر اپنے مقصد کی جانب آگے بڑھے۔

موسیٰ نے اپنی حاملہ اور ٹھنڈ کھائی بیوی کو بھیڑوں کے ساتھ مدین کے راستے کے کنارے چھوڑ دیا۔ وہ واپس شعیبؑ کے پاس چلی گئیں اور مصر میں موسیٰ کی فتح کے بعد واپس ہوئیں لے

موسیٰ اور اجگر

پیڑ میں سے آواز آئی:

لے کہا گیا ہے کہ موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ وہ ذاتی طور پر اس کام کو انجام دیں۔

"اے موسیٰ! تمھارے ہاتھ میں کیا ہے؟"

موسیٰ بولے:

"پروردگار! یہ میری لاٹھی ہے۔ اِس کا سہارا لیتا ہوں۔ اس سے درختوں کے پتّے جھاڑ کر زمین پر گراتا ہوں اور اس سے دوسرے کام بھی لیتا ہوں۔"

پیڑ میں سے آواز آئی:

"یہ لاٹھی پھینک دو!"

موسیٰ نے لاٹھی زمین پر ڈال دی۔ لاٹھی بڑے سانپ کی شکل میں آکر گھومنے لگی۔ موسیٰ ڈرے اور زیادہ خوف کی وجہ سے جھجک کر پیچھے ہٹ گئے۔ تو وحی نازل ہوئی:

اے موسیٰ! مت ڈرو۔ یہ جانور تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ تمھیں چاہیے کہ اس کی مدد سے فرعونیوں کے اونچے اونچے محل ڈھادو، قوم میں انصاف کو رواج دو، اور لوگوں کے حقوق واپس لو!

اے موسیٰ! اپنا ہاتھ گریبان سے نکالو، تم اِسے روشن پاؤگے پھر اِسے اپنے دل کے اُوپر رکھو۔ تمھاری گھبراہٹ دُور ہو جائے گی۔ اس وقت مضبوط اور پکّے دل سے اپنا فرض اور کام پورا کرنے میں لگ جاؤ۔ تمھارے ہاتھ میں لاٹھی اجگر بن گئی اور آگ نے تمھیں ضرر پہنچانے کی جگہ روشنی بخشی۔ اب

پیغمبری کے ان دو معجزوں کے ساتھ فرعون اور اُس کے
ماننے والوں کی طرف توجّہ دو اور ان لوگوں کو اپنے خدا
کی طرف بلاؤ اِس لیے کہ یہ فسادیوں اور خدا سے پھرے
ہوئے لوگوں کا گروہ ہے! جاؤ موسیٰ! مصر جاؤ۔ اس
ملک کے آمر سے جنگ کرو کیونکہ اس نے سرکشی کی ہے[۱]
اور ہر سرکش کے کان میں شروع شروع میں خدا کی طرف
سے نصیحتیں اور ہدایتیں ضرور پہنچنا چاہئیں"

موسیٰ: اے پالنے والے؟ میں نے ایک مصری کو مار ڈالا ہے۔ ڈرتا
ہوں کہ لوگ اِس جرم میں مجھے نہ مار ڈالیں[۲]
اے خدا! مجھے حوصلہ اور قوّت عطا فرما اور میری زبان میں اثر دے
تاکہ لوگ میری طرف مائل ہو جائیں اور میرے ہی قبیلے میں سے میرا
ایک وزیر مقرر کر تاکہ وہ میرا سہارا بنے۔ میرا بھائی ہارون اس کام
کے لائق ہے اور میری مدد کی طاقت رکھتا ہے اس کو میرا معاون بنا۔
تو میرے مقصد سے واقف ہے۔
خدا نے ان کی دعا قبول کی اور فرمایا:
"اے موسیٰ! تمھاری ضروریات پوری کر دی گئیں اور اب
تم رسالت کی تبلیغ کے لیے تیار ہو جاؤ[۳] اے موسیٰ!

---

[۱] سورۃ طٰہٰ۔ آیت ۴۳ [۲] سورۃ القصص۔ آیت ۳۳
[۳] سورۃ طٰہٰ۔ آیت ۳۶

تم اور تمھارے بھائی دونوں مصر کو جاؤ اور رسالت کی تبلیغ میں پوری پائداری سے لگ جاؤ۔

اے موسیٰ! میں تمھارے کام دیکھتا ہوں اور تمھاری باتیں سنتا ہوں اور تمھارے طریقے پر نظر رکھتا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ فرض کے آخر میں تم خوف کو دل میں جگہ دو۔ جاؤ اور فرعون سے کہہ دو کہ ہم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ تجھے لازم ہے کہ قوم کو آزار اور اذیت سے چھٹکارا دے تاکہ ہم تجھ سے درگزر کریں۔"

فرعون اور مصر

بھوک کی سختی اور کمر توڑ ٹیکس بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ اہلِ دربار رتبہ اور منصب حاصل کرنے کے لیے مجبور ہیں کہ فرعون کی باتیں سچی مانیں، اس کے سامنے تعظیم کے لیے سر جھکائیں اور ملک کو بُت پرستی میں ڈھال دیں۔ فرعون نے جب اُن کی رگِ حیات اپنی چٹکی میں پائی تو چھوٹے مُنہ سے اتنی بڑی بات کہنے لگا کہ:

"ما علمت لکم من الٰہ غیری"۔[۲]

مصر کے آزاد دانش ور، فرعون کی عبادت کے لیے کی جانے والی سختی سے تنگ آگئے اور انھوں نے فرعون کے کاموں پر اعتراض شروع کر دیے۔

---

[۱] سورۃ طٰہٰ آیات ۴۶، ۴۷ [۲] سورۃ القصص آیت ۳۸

تاکہ اعتراض کے بعد عوام میں نفرت پھیلائیں اور اس کے بعد جو لوگ نفرت کرتے ہیں وہ فرعون کے کٹر دشمن بن جائیں اور اس کی آمریت کے خلاف بغاوت کریں اور نچلے طبقے سے انقلاب شروع کردیں۔

مصر کے مظلوم لوگ اپنے انقلاب کی منزل تک پہنچنے کے لیے دودھ پلائی کی عمر سے بچوں کی پرورش مختلف بیانات سے کرتے تھے ان کو بہادری اور جنگ جوئی کی تربیت دیتے تھے اور فرعون کے جرائم تفصیل سے ان کے سامنے بیان کرتے تھے۔

ان نیک جذبات کو دبانے کے لیے فرعون کبھی بچوں کو مرواتا ہے اور کبھی جوانوں کو قید کرتا ہے یا ان کو جبری کاموں پر لگا دیتا ہے! جیسے ہی کوئی آزادی مانگنے کے لیے آواز بلند کرتا ہے اسی وقت اسے پھانسی دے دی جاتی ہے یا وہ قید خانے میں ڈال دیا جاتا ہے۔

فرعون نہیں سمجھتا تھا کہ جبر زمانہ بھی اپنا کام کرتا ہے اور مظلوموں کو بچا لیتا ہے۔ فرعون کو کبھی یہ گمان بھی نہیں ہوتا تھا کہ اس کا ظلم اور خدائی کا دعویٰ ایک غلطی ہے! فرعون بڑی ڈھٹائی سے کہتا تھا:

"ما اریکم الا ما اریٰ وما اھدیکم الا سبیل الرشاد۔"[1]

میرے عقیدے پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ تمھاری بڑائی اور درستی کے علاوہ میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ البتہ وہ جس عظمت کا خواہاں تھا وہ صرف ان لوگوں کی بدولت تھی جنھوں نے اپنی گردن میں اس

---

[1] سورۃ المومن - آیت ۲۹

کی غلامی کا طوق ڈال لیا تھا۔ واقعی فرعون کی نظر میں قوم اور سماج سے مراد اس کے درباریوں اور افسروں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا! اور اگر میں یہ کہوں کہ مصر کی مظلوم اور مصیبت زدہ قوم اس کی نظر میں حیوانوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی تھی تو یہ غلط نہیں ہوگا۔

بے شک فرعون کی حکومت میں جانور بھی اہمیت رکھتے تھے لیکن بنی اسرائیل کے معصوم بچے اپنے اپنے بستروں میں تیز خنجروں سے ذبح کر دیے جاتے تھے اور جوان بوجھ اٹھاتے اٹھاتے دم توڑ جاتے تھے۔ اس طرح فرعون کی نظر میں "اصلی اور واقعی قوم" وہ لوگ تھے جن کی 'زندہ باد' کی آوازیں اس کے حق میں بلند ہوتی تھیں اور جو اس کے سامنے سجدے میں جھک جاتے تھے۔

اس پریشانی، خوف اور قتال میں اور اس سب ظلم اور عذاب میں خدا کی طرف سے موسیٰ کو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل کو روحانی قوت پہنچائیں اور ان کو فرعون کی قید اور ظلم سے چھڑائیں۔

مصر کی فضا ایک آسمانی رہنما کو قبول کرنے کے لیے سازگار ہو گئی اور فرعون کے جرائم نے بنیادی انقلاب اور خدا کی جانب سے ایک رہنما کی آمد کو ناگزیر بنا دیا۔ غرض مصر کی گنہگار فضا میں موسیٰ رسالت کی تبلیغ پر مقرر ہو گئے ہیں[1]

---

[1] سورۃ القصص آیات ۳-۷

موسیٰؑ اور ہارونؑ

موسیٰؑ خدا کے حکم سے کوہِ طور سے چل کر ملک مصر پہنچے۔
روتی پیٹتی صفورا، جو دردوں میں مبتلا ہے اور جس کی ہڈیاں ٹھنڈ کے اثر سے الگ الگ ہو رہی ہیں بیابان میں ہے اور موسیٰ کو فرعون کے خلاف جنگ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ موسیٰؑ نے بیوی بچے اور بھیڑوں سے توجہ ہٹا کر مصر کا راستہ لیا تاکہ صفورا، اور ان کے بیٹے جیسے ہزاروں انسانوں کو فرعون کی قید سے چھڑائیں۔
صفورا، سے مدین کے کچھ رہنے والوں کی اتفاقیہ ملاقات ہوگئی اور چونکہ موسیٰؑ کی موت کا قوی شبہ تھا اس لیے وہ عورت، بچے اور بھیڑوں کو مدین لے گئے اور انھیں شعیبؑ کے حوالے کر دیا[1]۔
غرض موسیٰؑ مصر چلے گئے اور اپنے ماں باپ کے گھر میں اپنے بھائی ہارون اور بہن مریم کے ساتھ رہنے لگے اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ قوم کو اکٹھا کریں۔
موسیٰؑ سے تعلق رکھنے والے لوگ جماعت در جماعت ان سے ملاقات کرنے آتے گئے اور جب ان کا گھر مجمع سے بھر گیا تو موسیٰؑ نے اپنے سے وابستہ لوگوں اور دوسرے تماشائیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:
"مصیبت کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ میں خدا کی طرف سے

---

[1] ناسخ- جزء اول ہبوط صفحہ ۳۶۹ اور کامل ابن اثیر- جلد اوّل صفحہ ۱۰۱

مامور کیا گیا ہوں کہ فرعون کو نصیحت کروں اور اسے سمجھاؤں"۔ [1]

بات کرتے مصیبت کا زمانہ ختم ہو گیا۔ مصیبت زدہ عوام کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیرنے لگے۔ وہ خوشی کی زیادتی سے اپنے جامے میں پھولے نہیں سماتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ موسیٰؑ آزاد لوگوں کے رہنما ہیں اور انھوں نے فرعون کی آمریت کا تختہ اُلٹنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ کلیم اللہ غریبوں کے حقوق کی حمایت میں کھڑے ہوئے ہیں اور جب تک فرعون کے ظلم کے محل کو ڈھا نہیں دیتے فرعون کی شیطانی جان کو نہیں چھوڑیں گے۔ انھیں یہ بھی معلوم تھا کہ موسیٰؑ مصریوں کی آزادی کی علامت ہیں اس لیے دل و جان سے ان کی پیروی کرنا چاہیے اور ان کے جسم کی شمع پر پتنگوں کی طرح فدا ہو جانا چاہیے۔

موسیٰؑ کا انقلابی مدرسہ

موسیٰؑ خالی ہاتھوں مصر کی سرزمین کے سب سے بڑے اور سب سے طاقتور شخص کو دنیا سے مٹا دینا چاہتے ہیں۔ موسیٰؑ کا کام کچھ آسان نہیں ہے۔ انھیں بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہے۔ خدا کے دوسرے پیغمبروں کے پروگراموں کی طرح موسیٰؑ کا انقلابی پروگرام بھی خدا کی رہنمائی میں شروع ہوتا ہے۔ یہ انقلاب ۴۰ سال تک کی تکلیف دیتا ہے۔

---

[1] ناسخ۔ جزو اول ہبوط۔ صفحہ ۳۶۹

اس لیے تدریجی انقلابوں کی طرح اسے بھی استقلال سے آگے بڑھنا چاہیئے۔

اے موسیٰؑ اور اے ہارون! تمھارا کام یہ ہے کہ نرم اور میٹھی بولی میں فرعون کو اپنی موجودگی سے آگاہ کرو۔ پہلی ملاقات میں اسے سمجھاؤ اور نصیحت کرو اور اس طرح پہلا مورچہ فتح کرلو۔

تم فرعون سے دوسری بات یہ کہو گے کہ قیدیوں کو چھوڑ دے اور آخر میں اس کے کان میں یہ بھی ڈال دینا کہ دنیا کو پیدا کرنے والے خدا نے ہمیں اس کام پر مقرّر فرمایا ہے۔

غرض موسیٰؑ کو تین باتوں کو حکم ملا تھا:

۱۔ خندہ پیشانی سے بات کرنا تاکہ اس طرح فرعون کی درندہ صفت روح مطیع ہو جائے۔

۲۔ قیدیوں کی رہائی۔

۳۔ اپنی پیغمبری کی اطلاع۔

اگرچہ ظاہر میں یہ تینوں باتیں فرعون کے ہارنے یا قوم کے حقوق منوانے سے تعلّق نہیں رکھتیں لیکن غور کریں تو سمجھ میں آجائے گا کہ یہی تینوں باتیں موسیٰؑ کے انقلاب کی جڑ جماتی ہیں کیونکہ مذہبی انقلاب کے پروگرام اتمامِ حجّت کے ستون پر رکھے جاتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ سچی بات ظالموں کے کانوں تک پہنچائی جائے اور ان کو وقت دیا جائے کہ وہ اپنے خیالات پر نظرِ ثانی کریں اور بات میں تاثیر پیدا کرنے

لے سورۃ طٰہٰ - آیت ۴۴

کا بہترین ذریعہ خندہ پیشانی اور میٹھی بولی ہے۔

یہ بات از خود ظاہر ہے کہ رسالت کی تبلیغ نہ صرف یہ سمجھاتی تھی کہ موسیٰؑ کسی منصب اور مقام کے امیدوار نہیں ہیں بلکہ ان کی گفتگو فرعونیوں اور قوم کے عوام میں زیادہ اثر کرتی تھی۔ اسی طرح قیدیوں کی رہائی کا جملہ عوام کے خیالات کو اپنی طرف کھینچ لیتا تھا۔ غرض موسیٰؑ کا نام مصر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گیا اور خاص طور پر وہ لوگ جن کے رشتہ دار قید کاٹ رہے تھے موسیٰ کی طرف زیادہ متوجہ ہو گئے۔

اس طریقے سے موسیٰؑ کے تین نکات نہ صرف قوم کے عوام کو ان کے پاک جھنڈے تلے لے آئے بلکہ ان کے خیالات کو مصر میں پھیلانے بھی لگے اور فرعون کو پچھاڑنے کے لیے دوسری جماعتوں نے بھی ان سے تعاون کیا۔ یہاں تک کہ فرعون کے درباریوں کے ایک گروہ نے اپنے خیالات اور رویّے پر نظر ثانی کی اور موسیٰؑ کے ماننے والوں میں شامل ہو گئے۔ چونکہ موسیٰؑ بھی خدا کے دوسرے پیغمبروں اور رہبروں کی طرح اسی خدا کے بھیجے ہوئے ہیں اس لیے فرعون کی آمریت کا تختہ اُلٹنے کا عمل بھی فطری واقعات کی طرح اپنے انجام کو پہنچنا چاہیے اور موسیٰؑ کی پہلی جنگ وعظ اور نصیحت ہے۔

فرعون کے محل کی طرف

موسیٰؑ کے جسم پر چرواہوں کا لباس اور سر پر اونی ٹوپی ہے۔ وہ اونی لباس پہنے ہوئے ہیں، کھال کا جوتا پاؤں میں ہے اور ہاتھ میں لکڑی ہے لیکن ہچکچا رہے ہیں کہ کیا چرواہوں کے لباس میں آزادی کی لڑائیاں شروع کردوں اور اس وضع قطع کے ساتھ کہہ دوں کہ میں مصر کے آزاد لوگوں کا لیڈر ہوں میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں؟ غیبی رہنما نے کہا:

"اے موسیٰ! تم میرے حکم سے اسی اونی لباس میں فرعون کے پاس جاؤ اور اُسے میرے دین کی طرف بلاؤ۔ میں تمھارے کام دیکھتا ہوں۔

اے موسیٰ! چمڑے کے جوتے، اونی لباس اور عصا سے مت شرماؤ۔ تاریخ لکھے گی کہ جنگل کے ایک چرواہے نے اتنی طاقت پکڑلی کہ فرعون کی آمریت کا محل ڈھادیا!

اے موسیٰ! اس بات سے مت گھبراؤ کہ فرعون ستر ہزار ہتھیار بند دربان رکھتا ہے[1] فرعون محض ایک کمزور انسان ہے، اس کے بہت سے درباری اس سے نفرت کرتے ہیں۔ یہ ہتھیار بند لوگ غالباً مصیبت زدہ عوام میں سے ہی چنے گئے ہیں اور فرعون کے بدترین دشمن ہیں اور غالباً ان کو کافی

---

[1] روضۃ الصفا - جلد اوّل صفحہ ۲۶۱

ہتھیار بھی نہیں دیئے جاتے کہ مُبادا اچانک رات کو فرعون پر حملہ کردیں۔ فرعون کمزور ہے اور اس کمزور انسان نے میری نعمتوں کو کھیل بنا رکھا ہے اور اپنے آپ کو میری پکڑ سے محفوظ سمجھتا ہے۔

دنیا نے فرعون کو اس قدر مغرور بنا دیا ہے کہ وہ میری خدائی سے انکار کر بیٹھا ہے۔ میں اپنے بندوں سے کوئی حاجت نہیں رکھتا۔ اگر چاہوں تو فرعون کو نیست و نابود کر دوں۔ یہ میں کر سکتا ہوں لیکن تم حجّت تمام کرو اور ضروری باتیں اس کے کانوں تک پہنچا دو۔ اگر نہیں مانے گا تو اس کا حساب چکا دیا جائے گا۔

اے موسیٰ! ان ظاہری انتظامات سے خوف مت کھاؤ اور اپنی دعوت شروع کر دو تاکہ آنے والے تمھارے کاموں کو اپنے لیے نمونہ بنائیں۔"

موسیٰؑ کوہِ طور کی مناجات اور مصر کی تعیناتی کے بعد مصر کے لیے روانہ ہو گئے اور سفر کی تھکن دُور کرنے اور اس شہر کے مظلوموں سے ملنے کے بعد نہایت تیزی سے فرعون کے محل کے پھاٹک پر جا پہنچے[1] لیکن فرعون کا محل ایسے لوگوں کی جگہ ہے جو قوم کا خون چوس چکے ہیں اور شاندار لباس پہنتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی جگہ ہے جو زیادہ کھانا کھانے سے بیمار پڑ گئے ہیں

---

[1] تاریخ طبری۔ جلد اول صفحہ ۲۸۴

البتہ فقیر مسکین اور دکھیارے فرعون کے محل میں نہیں جا سکتے۔ مظلوموں کو فرعون کے گھر کا رُخ نہیں کرنا چاہیئے۔ فرعون کے گھر کی دہلیز میں چرواہوں کو قدم نہیں رکھنا چاہیئے لیکن موسیٰؑ فرعون کے محل کے پھاٹک پر اتنی دیر تک کھڑے رہے اور انھوں نے اتنا استقلال دکھایا کہ فرعونیوں کو محل کے لیے راستہ دینا ہی پڑا۔

شاید موسیٰؑ اپنے قیام کے زمانے میں مصیبت زدہ قوم سے رابطہ رکھے ہوئے تھے۔ وہ ہمیشہ ان سے ملتے اور ان کو صبر و استقلال کا حکم دیتے رہتے تھے اور مصیبت زدہ عوام بھی ان سے ملتے جلتے رہتے تھے تاکہ ان کے آسمانی خیالات سے باخبر رہیں۔

فرعون کے محافظ دستے کا افسر انچارج یہ کہتے ہوئے جھجک رہا تھا کہ کوئی شخص پھاٹک پر آیا ہے جس کا لباس ادنیٰ ہے، گائے کے چمڑے کے جوتے پہنے ہے اور ہاتھ میں لاٹھی لیے ہوئے کہتا ہے کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں اور فرعون کے ظلم کا محل ڈھانے آیا ہوں ایک درباری مسخرے نے یہ کام کردیا۔ اُس نے موسیٰؑ کا سا اونی لباس پہنا، لاٹھی ہاتھ میں لی، جوتے پہنے اور فرعون کے محل میں موسیٰؑ کی نقل کرنے لگا تاکہ فرعون کی تفریحی محفل کو رونق بخشے۔

فرعون نے مسخرے سے پوچھا:

"کیا تو آج کوئی نیا کھیل دکھانے والا ہے؟"

اُس نے جواب دیا:

"اِس حلیے کا ایک آدمی محل کے پھاٹک پر آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں اور قوم کی نجات کے لیے مقرر ہوا ہوں"۔

فرعون اِس حُلیے پر ہنسا اور حکم دیا کہ اسے حاضر کیا جائے۔

جیسے ہی موسیٰؑ نے فرعون کے محل کے اندر قدم رکھا اور فرعون نے ان کا دیہاتی حلیہ دیکھا تو ڈر گیا لیکن بڑے گھمنڈ اور غصّے سے حکم دیا کہ اس چرواہے کو قتل کر دیا جائے لیکن ایک ہاتھ موسیٰؑ کی مدد کو اٹھا اور اس نے چھ فرعونیوں کو ختم کر دیا۔[1]

جب فرعون سے یہ ممکن نہیں ہوا کہ وہ اپنے رعب اور دھونس سے موسیٰؑ کو خاموش کر دے یا ان سے دو بدو ہو تو ان سے گفتگو کرنے لگا:

"اے موسیٰ! تم وہی بچّے تو نہیں جو کچھ سال پہلے ہمارے گھر میں اور ہماری تربیت اور نگرانی میں رہ چکے ہو؟"

موسیٰؑ: میں مانتا ہوں کہ میں کچھ سال پہلے تمھارے گھر میں رہ چکا ہوں لیکن قوم پر تمھارے ظلم کی وجہ سے میری حفاظت تمھارے اپنے محل میں ہوئی کیونکہ تم دودھ پیتے بچّوں کو مروا دیتے تھے۔ قدرت کا ہاتھ میری حفاظت کی غرض سے مجھے تمھارے گھر میں لے آیا اور اس نے میرے لیے تمھارے دل کو نرم اور مہربان کر دیا اور یہ سب باتیں دنیا کو پیدا کرنے والے خدا کے اختیار میں تھیں۔

---

[1] اثبات الرجعیۃ۔ صفحہ ۳۹ اور بحار جزو ۱۳، صفحہ ۱۲۴

فرعون : کیا تم نے ایک درباری کو قتل نہیں کیا ہے ؟

موسیٰؑ : میں نے اس آدمی کو ایک مظلوم کو بچانے کے لیے قتل کیا تھا۔

بحث اور مناظرہ

موسیٰؑ : جو ہوا سو ہوا۔ اب میں تم کو اس خدا کی طرف بلاتا ہوں جو دنیا کو پیدا کرنے والا ہے میں کہتا ہوں کہ

- میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں۔ تم خدائی کا دعویٰ چھوڑ دو۔
- میں اپنی پیغمبری کے ثبوت میں معجزہ رکھتا ہوں۔
- بنی اسرائیل کو اختیار دے دو کہ وہ میرے پاس آ ئیں جائیں۔
- بے خطا قیدیوں کو رہا کر دو۔

فرعون نے ان چار نکات پر غور کیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے لیے موسیٰؑ کی رسالت کا اصول دوسرے اصولوں سے زیادہ مضر ہے اِس لیے اُس نے موسیٰؑ سے کہا :

" تمھارا خدا کون ہے ؟ "

موسیٰؑ : میرے خدا نے تمام جانداروں کو پیدا کیا ہے اور ان کو اپنی ہستی قائم رکھنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔

فرعون : خدا عاد اور ثمود کے ماننے والوں کے ساتھ جو بت پرست تھے کیا کر رہا ہے ؟ "

موسیٰؑ : ان کی خبر خدا کو ہے جو نہ غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے۔ میرا

خدا وہ ہے جس نے زمین کو تمھارے لیے بستر ٹھہرایا اور اس میں مختلف راستے بنائے۔ وہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور پانی سے طرح طرح کے رنگ اور ذائقے کی مختلف نباتات جو انسان اور حیوان کے لیے مفید ہے جوڑوں میں پیدا کرتا ہے۔ زمین کی نباتات سے تم خود بھی فائدہ اٹھاؤ اور تمھارے جانور بھی فیض پائیں۔

موسیٰؑ کی علمی دلیلیں سننے کے بعد فرعون نے اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا:-

"تم سمجھے بھی موسیٰ کیا کہتے ہیں؟ موسیٰ کہتے ہیں. میرا خدا تمھارا اور تم سے پہلے گزرے ہوئے انسانوں کا بھی خدا ہے! مصر کا یہ پیغمبر پاگل ہے!

موسیٰؑ: میرا خدا مشرق اور مغرب اور مشرق اور مغرب کے بیچ کی تمام مخلوق کا پالنے والا ہے۔

فرعون: اگر میرے سوا کسی اور کو خدا مانا تو میں تمھیں قید کردوں گا۔

غرض موسیٰؑ کی علمی اور منطقی دلیلوں کے سامنے فرعون نے تمام بے دلیلوں اور زبان درازوں کی طرح ظلم اور قید کا سہارا لیا لیکن موسیٰؑ کا دل مضبوط ہے. وہ قید اور آزار سے نہیں ڈرتے اور اپنی بات جاری رکھتے ہیں۔

موسیٰؑ کی مستقل مزاجی دیکھ کر فرعون نے اپنے ارادے پر نظرثانی

لے سورۃ الشعراء - آیت ۲۹

کی اور درباریوں کی طرف مُنہ کر کے کہا :

" کیا ہم موسیٰ اور ہارون پر ایمان لے آئیں جو ہماری ہی طرح کے انسان ہیں اور ان کے آدمی ہمارے غلام ہیں ؟[1]

ہم موسیٰ اور ہارون کی باتوں میں نہیں آئیں گے جو کمزور طبقوں سے اُٹھے ہیں۔"

فرعون : اے موسیٰ ! اپنی پیغمبری کے لیے تمھارے پاس کیا دلیل ہے ؟

موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی ڈال دی۔ لاٹھی ایک اژدہے کی شکل میں بدل گئی[2] اور اس نے ارادہ کیا کہ فرعون کے محل کو نگل جائے[3]

اس قوی ہیکل سانپ کو دیکھ کر جس نے فرعون کے محل پر حملہ کردیا فرعون کو دست آنے لگے اور لگ بھگ ۲۰ دن تک یہ شکایت رہی[4] وہ قوتیں جن کی بنیاد ظلم وستم پر قائم ہو اس قدر بودی ہی ہوتی ہیں ۔

موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ گریبان سے نکالا۔ اچانک ان کا ہاتھ روشن ہوگیا۔[5] ان دونشانیوں سے انھوں نے فرعون کے سامنے اپنی پیغمبری ثابت کی ۔

---

[1] سورۃ المومنون ۔ آیت ۴۷

[2] سورۃ الاعراف آیت ۱۰۷ اور سورۃ الشعراء ۔ آیت ۳۲

[3] اثبات الوصیۃ ۔ صفحہ ۳۹ اور حیٰوۃ القلوب جلد اوّل ۔ صفحہ ۳۲۱

[4] کامل ابن اثیر ۔ جلد اوّل ۔ صفحہ ۱۰۲

[5] سورۃ الشعراء آیت ۳۳ اور سورۃ الاعراف آیت ۱۰۸

فسادی موسیٰ ؟

یہ دو معجزے دیکھ کر فرعون کا دل بیٹھ گیا اور اس نے ارادہ کرلیا کہ موسیٰ کلیم کو مان لے گا لیکن فرعون کے وزیر اعظم ہامان نے فرعون کو موسیٰؑ کی پیروی سے منع کیا[۱]

فرعون : اے ہامان! ایسے جیالے اور بہادر انسان اور ان معجزوں اور آزادی کے مطالبوں کا کیا کروں ؟

ھامان : آپ کا کام یہ ہے کہ جادو کے زور سے موسیٰ سے لڑنے کو کھڑے ہو جائیے اور بہت اونچا محل بنوائیے تاکہ آپ موسیٰ کے خدا کے قریب پہنچ جائیں اور اسے ختم کردیں اور موسیٰ کے حمایتی جیت جائیں[۲] لیکن موسیٰ سے جادو کی لڑائی لڑنا اور اس کے خدا کو قتل کردینا ہی کافی نہیں ہے چونکہ موسیٰ لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اتر چکے ہیں اس لیے ان کو عوام کے خیال میں قابل نفرت بنا یئے وہ بہترین راستہ جس سے آپ فائدہ اٹھا سکتے ہیں یہ ہے کہ انھیں فسادی مشہور کردیں تاکہ جب چاہیں انھیں کچل دیں۔

فرعون نے ہامان سے صلاح کرنے کے بعد موسیٰؑ سے مخاطب ہو کر کہا:

۱ے کتاب اثبات الوصیۃ۔ صفحہ ۳۹ اور حیوٰۃ القلوب۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۲۱

۲ے اثبات الوصیۃ۔ صفحہ ۴۰

"اے موسیٰ! کیا تو اس لیے آیا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے ہمیں اس ملک سے نکال باہر کرے؟"

فرعون نے موسیٰؑ کے خلاف فرعونیوں کے جذبات ابھارنے کی خاطر یہ جملہ کہنے کے بعد اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا:

"موسیٰ چاہتے ہیں کہ تمھیں اس ملک سے نکال دیں۔ تمھارا ان کے متعلق کیا خیال ہے؟"

درباری: ہمارا خیال ہے کہ آپ جادوگروں کو جمع کریں اور جادو کے زور سے ان سے لڑیں تاکہ انھیں پچھاڑ دیں اور اپنی حکومت کو فساد اور کمزوری سے بچائیں اس لیے کہ موسیٰ محض ایک جادوگر ہیں۔ موسیٰ اور ان کے بھائی پر نگرانی رکھیے اور حکم دیجیے کہ جادوگر آئیں اور ان سے لڑیں[1]

آسیہ کا ایمان

ہارون کا ایمان ظاہر ہوئے زیادہ دن نہیں گزرے تھے اور ابھی آسیہ کو بھی یاد تھا کہ ہارون درباری لباس پہنتے تھے لیکن اسے اُتار کر انھوں نے موسیٰؑ کلیم کو آگے بڑھانے میں بہت معقول حصّہ لیا۔ اس بات سے موسیٰؑ کی طرف جھکاؤ میں آسیہ کی بہت ہمّت افزائی ہوئی اور وہ موسیٰؑ کی باقاعدہ پیروکار بن گئی اور دنیا کو پیدا کرنے والے خدا کو سجدہ کرنے لگی[2]

---

[1] موسیٰؑ اور فرعون کی گفتگو قرآن مجید سے نقل کی گئی ہے۔ [2] قصص القرآن صفحہ ۱۲۴ اور روضۃ الصفا۔ جلد اوّل صفحہ ۲۶۱

اگرچہ آسیہ نے فرعون کو کبھی سجدہ نہیں کیا تھا لیکن کھلم کھلا فرعون کی مخالفت بھی نہیں کی تھی۔ فرعون اس واقعے سے بہت پریشان ہوا اور اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی آسیہ کا ایمان اس کے ماننے والوں میں ایک بہت بڑا رخنہ پیدا کر رہا ہے اور کچھ غیر درباری لوگ اس عمل کے سبب سے موسیٰؑ کی پیروی کرنے لگے ہیں اس لیے اس نے ابتدا میں آسیہ کو تنبیہ کی موسیٰؑ کے خدا کو چھوڑ دے لیکن آسیہ نے پروا نہیں کی۔ فرعون نے آسیہ کی ماں اور رشتہ داروں کو بلایا اور ان سے کہا کہ اگر آسیہ موسیٰؑ کے خدا کو نہیں چھوڑے گی تو میں اسے مار ڈالوں گا[1] لیکن فرعون کی دھمکی یا لالچ نے آسیہ کی ذہنیت پر کوئی اثر نہیں ڈالا اور آسیہ نے موسیٰؑ اور اس کے خدا سے اپنی وفاداری کا اعلان کر دیا۔

فرعون نے حکم دیا کہ آسیہ کو بھی دوسرے مجرموں کی طرح قتل کر دیا جائے تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو اور وہ موسیٰؑ کی پیروی اور ان کے خدا کی عبادت چھوڑ دیں۔ فرعون نے مجرموں کی سزا کے پروگرام کے مطابق حکم دیا۔ چنانچہ زمین میں چار کھونٹے گاڑے گئے اور آسیہ کو ان کھونٹوں سے باندھ دیا گیا تاکہ بھوکی مر جائے۔ غرض آسیہ خدا کو ماننے کے جرم میں کھونٹوں سے باندھ دی گئی[2] عذاب دینے والوں نے آسیہ کو جلتی دھوپ میں رکھا اور چند غلاموں نے اس کے اوپر پتھر کی ایک سل بھی

---

[1] بحار جزو ۱۳ صفحہ ۱۶۴ [2] فرعون اسی قسم کا عذاب دینے کے باعث ذی الاوتاد (کھونٹوں والا) مشہور رہا ہے

رکھ دی تاکہ جلتی دھوپ میں جان دے دے[1]

اب وہ فرعون کے زمانے میں زندہ رہنے پر موت کو ترجیح دیتی ہے اور مرنے کو تیار ہے۔ اس نے بھی تمام نیک بندوں کی طرح جو مرتے وقت خدا کو یاد کرتے ہیں دنیا کو پیدا کرنے والے خدا سے لو لگائی اور عرض کیا:

"اے میرے پیدا کرنے والے! بہشت میں میرے لیے ایک محل مخصوص فرما اور مجھے فرعون کے جرائم اور برے کردار کے شر سے اور اس کے خطاکار پیروکاروں کے شر سے بچا!"[2]

اتمامِ حجّت

موسیٰؑ نے بحث ختم کرنے کے لیے دوبارہ فرعون سے مخاطب ہو کر کہا:

"اگر تو مجھ پر ایمان لے آئے اور اپنی خدائی کا خیال چھوڑ دے اور میرے خدا کی عبادت کرنے لگے تو میں تیری مدد کروں گا اور ملک اور سلطنت کے کاموں میں تیرا ساتھ دوں گا۔"

فرعون نے موسیٰؑ اور ہارون کے لباس پر نظر ڈالی اور کہا:

"مجھے تم پر حیرت ہے کہ تم مجھ کو سلطنت کے پلٹ جانے سے ڈراتے ہو

---

[1] بحار۔ جلد ۱۳۔ صفحہ ۱۳۶

[2] سورۂ تحریم۔ آیت ۱۱ (رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ....)

اِن خوش نما کپڑوں سے ! اتنی زیادہ رقم سے ! ان خزانوں اور کانوں سے ! اور...... تم اپنی کون سی طاقت سے مجھے نیست و نابود کروگے ؟"

موسیٰؑ : میں تبلیغ کے لیے مقرّر ہوا ہوں۔ میں نے دنیا کو پیدا کرنے والے خدا کی طرف سے آیا ہوا پیغام تجھ تک پہنچا دیا کہ اگر اس کی خدائی پر تو ایمان لے آیا تو میں امور سلطنت میں تیری مدد کروں گا۔ ہم مل کر ملک مصر میں ایک سچی مذہبی اور جائز حکومت قائم کریں گے اور تیری حکومت اور ذہن کو جوان بنا دیں گے۔

فرعون : میں ہامان سے صلاح کرتا ہوں اور فیصلے سے تمھیں آگاہ کر دوں گا

فرعون نے ہامان سے صلاح کی لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔

جادوگروں کی تعداد

فرعون کے حکم کے مطابق جادوگر آئے اور عوامی مقابلے کی تاریخ عاشور کے دن صبح کے نو بجے مقرّر ہوئی[1]

فرعون نے حکم دیا کہ مصر کے اسّی ہزار جادوگروں میں سے سات ہزار چُنے جائیں اور اس جماعت میں سے سات سو آدمی اور ان میں سے بھی ستّر آدمی چھانٹے جائیں اور ان کو جادوگری کے لوازمات فراہم کیے جائیں۔ ان ستّر آدمیوں نے اپنا انتظامی بورڈ خود تشکیل دیا۔

انتظامی بورڈ دو تجربہ کار بھائیوں پر مشتمل تھا جو اپنے باپ کی قبر پہ

---

[1] سورۂ طٰہٰ۔ آیت ۵۹ اور ناسخ جز اوّل ہبوط۔ صفحہ ۲۷۳

پہنچے۔ انھوں نے اس کی روح کو بلایا اور اسے بتایا کہ فرعون نے ہم کو ایک نئے جادوگر کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے بلایا ہے۔ یہ نئے جادوگر کسی فوج اور ہتھیار کے بغیر فرعون کو عذاب اور دباؤ میں لے آئے ہیں۔ ان دونوں بھائیوں کے پاس صرف ایک چھوٹی سی لاٹھی ہے جسے زمین پر ڈال دیتے ہیں تو وہ اپنے کچھ عجائبات دکھاتی ہے اور سب کو بھونچکا بنا دیتی ہے۔

باپ کی روح نے کہا:

" اگر ان کی لاٹھی صرف ان کے جاگتے میں کام کرتی ہے تو وہ جادوگر ہیں اور تم ان پر فتح پا سکتے ہو اور اگر ان کے سوتے میں بھی کام کرتی ہے تو وہ خدا کے مقرر کیے ہوئے ہیں تم ان سے نہیں لڑ سکتے "

جس وقت موسیٰؑ اور ہارونؑ سو رہے تھے دونوں بھائی آئے کہ لاٹھی کو جانچیں۔ لاٹھی سانپ بن گئی اور ان پر جھپٹی۔ پس وہ دونوں بھائی سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں معجزہ ہے[1] غرض ظاہری آثار دیکھنے والے تمام جادوگر، فرعون اور اس کے ماننے والے سوچنے لگے کہ موسیٰ کی پوری طاقت اور ان کے بھروسے کا تنہا مرکز لاٹھی ہے اور یہی لاٹھی ہے جس نے موسیٰؑ کو فرعون سے لڑنے کی جرأت دلائی ہے۔ چل کر موسیٰ کی یہ پشت و پناہ چرا لیتے ہیں اور اسے مجبور بنا دیتے ہیں کہ وہ ہماری قوت کو تسلیم کرے۔

---

[1] بحار جزو ۱۳۔ صفحہ ۱۶۸

واقعی فرعونی اس بات سے بے خبر ہیں کہ لکڑی میں کوئی خاصیت نہیں ہے بلکہ یہ خدا کی منشا ہے جو ظلم، عذاب اور قتل کو ختم کرنے کے درپے ہے اور ہر مقام پر اور ہر زمانے میں ایک خاص شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ قہر برسانے والے خدا نے موسیٰؑ کو بھیجا ہے کہ وہ فرعون کے خطا کار نظام سے لڑیں البتہ ظاہرا انھیں ایک چھوٹی سی لاٹھی پکڑا دی ہے جس سے ضرورت کے وقت خدائی قہر کے آثار ظاہر ہو جائیں۔

جادوگری کا عالمگیر مقابلہ

فرعون کے حکم پر دربار کی طرف سے مندرجہ ذیل اشتہار جاری ہوا۔

" روزِ عاشور صبح کے نو بجے عوامی مقابلوں کے میدان میں سرکاری جادوگروں کا ایک ایسے شخص سے مقابلہ ہوگا جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس اشتہار کے ذریعے تمام طبقوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ اس عالمگیر مقابلے کو دیکھنے آئیں اور فرعون کی خوشنودی کے اسباب فراہم کریں۔

فرعون کا وزیر دربار۔۔۔۔۔"

مندرجہ بالا اشتہار کے بعد انجمنوں، سوداگروں، دستکاروں اور کسانوں کے مختلف گروہ روانہ ہو کر مقابلے کے میدان میں داخل ہوئے اور تماشائیوں کی جگہ پر جا بیٹھے۔ چونکہ یہ عالمگیر مقابلہ تمام طبقوں کی خواہش کے مطابق تھا اس لیے اس میں کسی زور زبردستی یا جشن منانے اور تحفہ لانے

کی ضرورت نہیں تھی بلکہ لوگوں کا ہجوم مقابلے کے میدان میں نہایت خوشی سے جمع ہو گیا۔ جادوگر رسیاں اور بڑی بڑی لکڑیاں اور جادوگری کا دوسرا سامان لیے میدان کے بیچ میں مقابلے کے لیے تیار ہیں لیکن نئے جادوگروں کے پاس محض ایک لاٹھی ہے۔

جادوگروں کا انتظامی بورڈ فرعون کے خاص محل میں داخل ہوا۔

فرعونیان: قوم کے یہ دو جادوگر چاہتے ہیں کہ تم کو اپنے ملک سے نکال دیں اور تمھاری عبادت کا طریقہ بدل دیں۔ تمھارا کام یہ ہے کہ جتنا ہو سکے سوچو اور ایک ہی محاذ پر ہم خیال ہو کر ان کے جادو پر غالب آجاؤ۔ چونکہ یہ مقابلہ فرعون کے وجود سے تعلق رکھتا ہے اس لیے لازم ہے کہ سخت کوشش اور ثابت قدمی سے جیت جاؤ اور اپنی جاودانی نجات کی ضمانت حاصل کر لو۔

جادوگروں نے فرعون کی طرف مخاطب ہو کر کہا:

اعلیٰحضرت! اگر ہم یہ مقابلہ جیت جائیں گے تو کیا ہمارے لیے انعام رکھا جائے گا یا ہم مفت کی تکلیف اٹھائیں گے؟

فرعون: جیت جانے پر تمھارے حقوق میں اضافہ ہوگا اور اس تاریخ سے میرے دربار کے مقرب بن جاؤ گے[1] اور اس کے سبب سے اپنی بہت سی پریشانیاں اور الجھنیں دور کر سکو گے۔

---

[1] سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۱۴ اور سورۃ الشعراء آیت ۴۲

مقابلوں کی ابتدا

فرعون سے ملنے کے بعد جادوگر مقابلے کے میدان کو گئے اور موسیٰؑ اور ہارون کے سامنے جا کر رُکے۔ موسیٰؑ نے جادوگروں کے لیڈر سے مخاطب ہو کر کہا:

▪ اگر میں تجھ سے جیت گیا تو کیا تو ایمان لے آئے گا؟"

اس نے کہا:-

▪ میں جادو کرتا ہوں جس کی وجہ سے کوئی غالب نہیں آسکے گا لیکن فرض کرو کہ تم جیت گئے تو میں تم پر ایمان لے آؤں گا[1]

پھر وہ لوگ موسیٰ سے کہنے لگے کہ تم شروع کرتے ہو یا ہم شروع کریں ۔؟

جادوگروں نے کہا:

" ہم اپنے شہنشاہ کے نام کی برکت سے جیتیں گے" [2]

اس جملے کے بعد انھوں نے اپنی لکڑیاں اور رسیاں نیچے ڈال دیا لوگوں کی ڈھٹ بندی کردی اور ان کو ڈرانے لگے: کیونکہ فرعون کے جادوگروں نے بڑا جادو کیا تھا۔

غرض رسیاں اور لکڑیاں موسیٰؑ کو سانپوں کی طرح نظر آئیں اور

---

[1] تاریخ طبری جلد اوّل۔ صفحہ ۲۹۰

[2] سورۃ الشعراء۔ آیت ۴۴

انھوں نے موسیٰؑ کو ڈرایا۔

اتنے میں وحی آئی :

" اے موسیٰ! مت ڈرو۔ تم یقیناً کامیاب ہوگے"۔

اس الہام سے موسیٰؑ کا دل مطمئن ہوگیا اور انھوں نے کہا :

" جو کچھ تم نے کیا ہے وہ جلدی رد ہو جائے گا۔ فرعون ہار جائے گا اور اس کا نظام درہم برہم ہو جائے گا کیونکہ دنیا کو پیدا کرنے والا خدا فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا اور ظالموں کی خواہش کے خلاف اپنی نعمتوں سے حق کو ثابت کرتا ہے"[1]

موسیٰؑ نے خدائے واحد کے حکم سے اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی اور اپنی لاٹھی کی بدولت ان تمام لکڑیوں اور رسیوں کو فنا کر دیا جنھوں نے سانپوں کے روپ دھار لیے تھے۔

موسیٰؑ کی لاٹھی اژدھا بن کر ان لکڑیوں اور رسیوں کو نگلنے کے بعد جن کی شکلیں بدلی ہوئی تھیں مصریوں کے ہجوم پر جھپٹی اور اس کی زہریلی آنکھیں فرعون کے اونچے محل کی طرف متوجہ ہوئیں۔ اژدھا نے غضبیلی آنکھوں اور ڈراؤنی آواز سے فرعون کے دربار پر حملہ کر دیا۔ اس حملے سے تماشائی تتر بتر ہوگئے۔ لوگ ایک دوسرے کے پاؤں تلے آگئے اور ہزاروں آدمی اس بھگدڑ کی افراتفری میں کچل گئے۔

موسیٰؑ کی اس جیت اور ان کی لاٹھی کی جھپٹ سے فرعون بیہوش

---

[1] سورۂ یونس۔ آیات ۸۱ - ۸۲

ہوگیا اور ڈر سے اس کا پیشاب خطا ہوگیا البتہ ان جادوگروں کو جو فن جانتے تھے اور جادوگری میں پوری صلاحیت رکھتے تھے موسیٰؑ کے معجزے نے ایسا مجبور کر دیا کہ وہ ایک دل اور ایک زبان ہو کر کہہ اُٹھے:

"انّ ھذا لساحرٌ علیم" [1]

موسیٰ ایک بہت واقف کار جادوگر ہے۔

بہرحال جادوگر دنگ رہ گئے اور سوچنے لگے کہ ان کی رسّیاں اور لکڑیاں کیا ہوئیں؟ اگر موسیٰ کی لاٹھی کے پیٹ میں ہیں تو لکڑیوں اور رسّیوں کے لحاظ سے وہ پھول گئی ہوگی اور اب جو لکڑیاں رسیاں نہیں ہیں اور لاٹھی بھی پہلی جیسی شکل میں ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ خدا کے پیغمبر ہیں۔ اسی بنیادی خیال کے تحت" وہ سب سجدے میں گر گئے اور پکار اٹھے کہ

ہم موسیٰؑ اور ہارونؑ کے خدا پر ایمان لے آئے جو تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔" [2]

فرعون؛ آسیہ کے ایمان لانے کے بعد ایک بار پہلے بھی عوامی خیالات کے دباؤ میں آچکا تھا اور اب دوسری مرتبہ پھر موسیٰؑ کی طرف جادوگروں کے میلان نے فرعون کو عوامی خیالات کے دباؤ میں لا ڈالا اور اب اس ہار کے مقابلے میں زبردستی اور دھونس کا سہارا لینے کے علاوہ کوئی تدبیر نہیں رہی۔ غرض فرعون نے بھی دوسرے خونخوار آمروں کی طرح

---

[1] ناسخ جزو اوّل۔ ہبوط۔ صفحہ ۳۷۵

[2] سورۃ الاعراف۔ آیات ۱۲۱-۱۲۲

بے سوچے اور بے ارادہ ظلم وجور کا راستہ اختیار کیا اور جادوگروں کے سردار کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

"تم میری اجازت کے بغیر ایمان لے آئے؟ ضرور یہ تم لوگوں کی مکاری ہے جو تم نے اس شہر میں پھیلا رکھی ہے تاکہ اس کے باشندوں کو یہاں سے نکال باہر کرو۔ یقین رکھو کہ اب میں تمھارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا ڈالوں گا اور تم سب کو سولی پر لٹکوا دوں گا۔"

جادوگروں کا ایمان

اب چونکہ وہ ایمان لا چکے تھے اس لیے ایمان کی طاقت کے بل بوتے پر فرعون کی ساری دھمکیوں کے مقابلے میں جادوگروں کے نہایت دلیری اور بے باکی سے کہا:

"ہم حقیقی خدا کی طرف آگئے ہیں۔ اب تو ہماری نادانی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ ہم نے خدا کی بزرگی کی نشانیاں دیکھ لی ہیں اور ہم ان پر ایمان لا چکے ہیں اور اب تیرے خطاکار نظام، تیرے عذاب اور آزار کا، تیری قید و بند، تیرے سولی دینے اور تیر برسانے کا ہمیں کوئی ڈر نہیں رہا۔"[1]

---

[1] سورۃ الاعراف - آیات ۱۲۴ - ۱۰۹

جادوگروں نے اپنے پیدا کرنے والے خدا سے دھیان لگا کر عرض کیا:

"اے خدا! ہمارے دلوں کو مضبوط بنا تاکہ ہم فرعون اور فرعونیوں کے حملوں کے مقابلے میں ڈٹے رہیں اور ان کے طعن و طنز سے نہ ڈریں۔

اے خدا! ہمارا انجام بخیر کر تاکہ ہم دنیا سے ایمان سلامت لے جائیں۔" [1]

فرعون ان کی بے حد بے باکی اور مستقل مزاجی پر برہم ہوا اور اس نے حکم دیا کہ ان کو سولی پر لٹکا دیں [2]

بہرحال جس وقت فرعون نے اپنی حکومت کے ممبران کو ڈانواڈول دیکھا تو جادوگروں کو قتل کرانا چاہا اور سوچنے لگا کہ یہ کارروائی قوم پر دھاک بٹھا دے گی۔ لوگ اس کی مخالفت سے باز آجائیں گے اور خاموش ہو کر بیٹھ جائیں گے لیکن ظالم فرعون یہ بات نہیں سمجھ سکا کہ اس کے کمزور محل کے ہلتے ہوئے ستون چیدہ چیدہ آدمیوں کو مروانے قید کرنے اور دیس نکالا دینے سے نفرت کی ایک لہر پیدا کر دیں گے جو ملک کی آخری حدوں تک جائے گی اور پھر پلٹے گی اور اس وقت حرکت سے رکے گی اور عوام کی بیزاری دور ہو گی جب کہ قوم اونچے محلوں کو ڈھا چکے گی اور جتنے ظلم کیئے گئے ہیں ان سب کے جرم میں

---

[1] سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۲۶ [2] حیوٰۃ القلوب جلد اوّل۔ صفحہ ۳۲۵

اس کو پیروں تلے روند چکی ہو گی۔ بہرحال وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی بے فائدہ حرکات دن بدن عوام کی نفرت میں اضافہ کریں گی۔

فسادی درباری

جادوگری کا مقابلہ ختم ہوا اور اس زمانے کے خبر دینے والوں نے موسیٰؑ کی جیت کا دنیا میں اعلان کر دیا اور یہ جیت دوسری شاندار فتح کا دیباچہ بن گئی۔

غرض جو لوگ فرعونی حکومت میں اثر و رسوخ رکھتے تھے انھوں نے فرعون کے مستقبل کو خطرے میں پایا تو سوچنے لگے کہ اگر اس کو یقینی خطرے سے نہیں بچائیں گے تو بہت جلدی اس کا خطا کار نظام تلپٹ ہو جائے گا اور اس کے پیچھے اس کے درباری بھی قوم کے غیظ و غضب کے سمندر میں فنا ہو جائیں گے۔

چنانچہ وہ لوگ بجائے اس کے کہ ملک کے مستقبل کو جانچیں، موسیٰؑ اور فرعون کی قوی پوزیشن کا اندازہ لگائیں، فرعون اور اس کے درباریوں کے مظالم کا حساب کریں، قتل ہونے والوں کے اعداد و شمار حاصل کریں، عوام کی نفرت کی تحقیق کریں، یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ لوگ کس وجہ سے جرم کی حمایت کرتے ہیں، زمانے کے دباؤ پر دھیان دیں اور یہ سمجھیں کہ زمانے کی روح آمریت اور آدم کشی سے میل نہیں رکھتی عذاب، اذیت رسانی، قید اور جلاوطنی سے موافقت نہیں رکھتی حکومت

کے محل کے ستون قتل ہونے والوں کے جسموں پر قائم نہیں رہ سکتے اور سیاسی زندگی صرف فرعون کی خدمت کرنے پر ہی منحصر نہیں ہے بغرض ان تمام باتوں کو سمجھے بغیر فرعون کی طرف متوجہ ہو کر بولے:

"اے بادشاہ! کیا آپ نے موسیٰؑ اور ان کے حامیوں کو آزادی دے دی ہے کہ وہ مصر کی سلطنت میں فساد برپا کریں اور آپ کو اور آپ کے خداؤں کو چھوڑ دیں[1]۔ کیا آپ اس وقت بھی خاموش بیٹھے رہیں گے جبکہ وہ آپ کی شان میں گستاخی کریں اور آپ کی طاقت کے مقابلے میں اپنی طاقت اور عقیدہ ظاہر کریں؟ جتنی جلدی ہو سکے یہ فسادی مٹ جائیں اور مصر کی سرزمین موسیٰ، ہارون اور ان کے ماننے والوں کے وجود سے پاک ہو جائے۔"

قاتل فرعون

جو قتل ہونے والے فرعون کے پیروں میں روندے جاتے تھے، جو قیدی عذاب اور اذیت میں ڈالے جاتے تھے، جو دودھ پیتے بچے فرعون کے جلادوں کے ہاتھوں مارے جاتے تھے اور جن کے سر برابر فرعون کے ملاحظے میں آتے تھے وہ فرعون کی خونخواری اور سنگدلی کو تسکین پہنچاتے تھے۔ اور یہی روح فرعون سے کہلواتی تھی:

---

[1] سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۲۷

ذرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربہ انی اخاف آن یتبدّل دینکم او آن یظہر فی الارض الفساد"

"تم مجھے وقت دو تاکہ میں موسیٰ کو قتل کروا دوں۔ اس وقت موسیٰ اپنے خدا کو بلائے گا اور میرے شر سے چھٹکارا پائیگا اے مصر کی قوم! میں بلا وجہ نہیں چاہتا کہ اپنے ہاتھ موسیٰ کے خون میں رنگوں۔ موسیٰ کو اس لیے مارنا ہے کہ وہ تمھارا مذہب بدل دینا چاہتا ہے اور میرا کام یہ ہے کہ تمھارے مذہب اور عقیدوں کی حفاظت کروں۔ موسیٰ چاہتا ہے کہ پوری زمین پر فساد برپا کرے اور یہ کام سلطنت کو نقصان پہنچانے والا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اسے مار ڈالا جائے!"

بہرحال اب فرعون عوام کے خیالات کے مقابلے میں کوئی ارادہ نہیں رکھتا اور تمام لوگوں کو دین دار سمجھتا ہے۔ اس کی دین داری کا آوازہ بلند ہوچکا ہے اور وہ اپنے آپ کو دین کا مددگار سمجھتا ہے لیکن جو دین فرعون چاہتا ہے اور جس کا مددگار وہ اپنے آپ کو جانتا ہے وہ بتوں کی پوجا اور فرعون کی پوجا ہے۔ موسیٰؑ انھی دو باتوں کو مٹانے بھیجے گئے تھے۔ لازم ہے کہ وہ بت پرستی اور فرعون پرستی کی جڑ کاٹ ڈالیں اور خدا کی طرف لوگوں کی رہنمائی کریں۔

سلہ سورۃ المومن ۔ آیت ۲۶

غرض فرعون ملک کی مضبوطی کی فکر میں ہے اور اس کی حفاظت کے لیے آواز بلند کرتا ہے اور موسیٰؑ ملک کو بیچ ڈالنے والے اور تخریب کار ہیں۔ موسیٰ مملکت کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں جبکہ فرعون ٹیکس بڑھانے، مظلوم قوم کو دبانے، دودھ پیتے بچوں کو مروانے، جوانوں کو دبانے، کاریگروں کو بیکار کرنے اور مالیات میں بگاڑ پیدا کرنے کی وجہ سے ملک اور اس کی مالیات کا دوست ہے۔

یہ بات بن کہے ظاہر ہے کہ جس ملک کی حفاظت کا شور فرعون مچاتا ہے وہ اس کا تاج اور تخت ہے اور قوم میں جس کی مدد کے نام پہ وہ حزن بہاتا ہے چند آزاد، غیر ذمے دار اور عیاش درباری شامل ہیں لیکن اس کا مقصد ملکی سالمیت کا پُرفریب نعرہ لگا کر محنت کش عوام پہ حکومت کرنا ہے۔

اس قسم کے ناپاک خیالات اور منصوبے تھے جنھوں نے فرعون کو مجبور کر دیا کہ وہ موسیٰؑ سے کہے:

"تم اس طرح کھڑے ہوئے ہو کہ کچھ لوگوں کو قتل کرواتے ہو اس سے بڑھ کر اور کیا تخریب کاری ہوگی کہ تم نے مقابلے کے میدان میں کچھ لوگوں کو قتل کے لیے پیش کر دیا؟"

موسیٰؑ: میں تیرے لالچ اور ناجائز خواہشات کو کنٹرول کرنے، جرائم کو روکنے، تیری پُرفریب گفتگو کو بند کرنے، تیری آمریت کو مٹانے مظلوموں کا حق منوانے اور حاجت مندوں کی مدد کرنے کے لیے

کھڑا ہوا ہوں۔ میں نے اپنے آپ ان کاموں کا ارادہ نہیں کیا ہے بلکہ میں خدا کی طرف سے ان کاموں کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ میں مامور کیا گیا ہوں کہ تجھے ہدایت کروں تاکہ مصر آباد ہو۔ اگر تو میری تبلیغ کے شروع میں ہی میری مدلل باتوں کو مان لیتا اور میری نصیحتیں قبول کر لیتا تو جادوگری کے ایسے مقابلے کی ضرورت ہی نہ رہتی جس میں کچھ لوگ پاؤں تلے روندے جائیں۔ اے فرعون! خوابِ غفلت سے جاگ! مجھے مقابلے کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ تو ہی تھا جس نے صرف اس لیے کہ سچی بات نہ ماننی پڑے مقابلے کا اہتمام کیا تاکہ مجھے ہرا دے اور یہ بھی تو ہی ہے جو اتنا خون بہانے کا سبب بنا ہے اور تجھ سے بڑا فسادی دنیا میں کوئی نہیں ہے[1]

اے فرعون! یہ مت سوچ کہ میں تیرے الزامات سے، تیری دھونس سے، تیرے قید خانے سے، تیرے دیس نکالے سے ڈرتا ہوں۔ میری پناہ میرا خدا ہے۔ میں کسی خود غرض، مغرور اور بے دین سے نہیں گھبراتا[2] بلکہ اپنے مقصد کے تحت کام کر رہا ہوں۔"

غرض موسیٰؑ کی آسمانی روح توپ کی گرج اور جلادوں کی خونخواری سے نہیں ڈرتی۔ اس کا حامی خدا ہے۔ وہ خدا جس نے موسیٰؑ اور فرعون کو پیدا کیا ہے۔ جو موسیٰؑ کی حفاظت کرنے والا ہے اور زندگی کی آخری منزلوں تک ان کی حفاظت کرے گا۔

---

[1] روضۃ الصفا۔ جلد اوّل صفحہ ۲۶۴ [2] سورۃ المومن۔ آیت ۲۷

منحوس منصوبہ

فرعون نے سوچا کہ موسیٰؑ کا خاتمہ آسان کام نہیں ہے کیونکہ موسیٰ کا قتل ان کے ماننے والوں کے جذبات اور احساسات کو ابھارتا ہے اور جو لوگ موقعوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور آمروں کے خلاف منصوبوں پر مرحلہ وار عمل کرتے ہیں ممکن ہے موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اس کی سلطنت خاک کے برابر کر دیں۔

غرض فرعون نے سوچا کہ موسیٰؑ کے قتل پر بنیادی طرز فکر اور سماج کی تازہ روح خاموش نہیں رہے گی اور ان کے آزاد لیڈر کے مارے جانے سے ممکن ہے زیادہ سخت انقلاب برپا ہو اور فرعون اور فرعون کے ماننے والوں کے اونچے محل قوم کے غصے کی آگ میں بھسم ہو جائیں اور فرعون کے درباریوں کی عیاشی اور نفس پرستی کی بساط قوم کے شدید غصے میں فنا ہو جائے۔ شاید یہی اسباب تھے کہ فرعون نے اپنی حکومت کے برقرار رہنے کی خاطر دوسرا منحوس اور خطرناک ارادہ کر لیا:

فرعون نے کہا:

"سنقتل ابناءھم ونستحیی نساءھم وَ
اِنّا فوقھم قاھرون" [1]

ہم اس قوم کے بیٹوں کو قتل کریں گے۔ موسیٰ کے ماننے والوں کو

---

[1] سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۲۷

مار ڈالیں گے اور موسیٰ کے اہم پیروکاروں کو مار ڈالنے کے بعد موسیٰ کے لافانی خیالات پیروکار نہ ہونے کے باعث مٹ جائیں گے اور اگر وہ چاہے گا کہ ہمارے خلاف کوئی تحریک چلائے تو اس کی اسے طاقت نہیں ہو گی لیکن ہم حالات پر قدرت رکھتے ہیں اس لیے ان لوگوں کو فنا کر دیں گے۔

فرعون نے نئے منصوبے کے مطابق بے مثال قتلِ عام شروع کر دیا۔ واقعی فرعون کے قتلِ عام نے بنی اسرائیل کے جسموں میں کپکپی پیدا کر دی اور وہ لوگ ہر وقت موت کی صورت اور فرعون کے جلّادوں کے چہرے اپنی آنکھوں کے سامنے مجسّم دیکھنے لگے۔

موسیٰؑ نے اس قتلِ عام کے سبب اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

"اے دُکھ پانے والے بیٹو! اے مظلوم قوم! فکرمند مت ہو دنیا کو پیدا کرنے والے خدا سے مدد مانگو اور استقلال کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ زمین خدا کی ہے[1] اور خدا یہ کرّۂ خاکی جس کو چاہتا ہے دے ڈالتا ہے۔ چند دن پہلے یہ دوسروں کے پاس تھی اس وقت فرعون کے پاس ہے اور چند دن کے بعد پھر دوسروں کے ہاتھ میں پہنچ جائے گی لیکن آخری فتح ہمیشہ اللہ کے نیک بندوں کی رہی ہے اور رہے گی۔"

---

[1] سورۃ الاعراف ۔ آیت ۱۲۸

آزادی کا فرشتہ

مصر کی مظلوم قوم، موسیٰؑ کی نصیحت اور فرعون کے ظلم کے آگے اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھی تھی۔ غرض وہ قوم جس نے لڑائی نہیں دیکھی تھی اور لڑائی کا سبق نہیں پڑھا تھا سوچتی تھی کہ جیسے ہی موسیٰؑ نبی مقرر ہوں گے ویسے ہی فرعون فنا ہو جائے گا۔ موسیٰؑ کے پیروکاروں کا یہی سادہ اور بے جا خیال موسیٰؑ کی جان سے کھیلا اور اس نے انھیں عوامی خیالات کے دباؤ کے تحت رکھا۔ وہ لوگ کہنے لگے:

"اوذینا من قبل ان تاتینا ومن بعد ما جئتنا[1]"

اے موسیٰؑ! ہم کس قدر اذیت اور آزار دیکھیں۔ ہم تمھاری راہ میں کتنے بچّے، جوان اور بوڑھے قتل کرائیں۔ دُنیا میں تمھارے آنے سے پہلے ہزاروں دودھ پیتے بچے تمھارے آرام کی خاطر قربان کر دیے۔ اب جو تم مبعوث ہوئے ہو تو پھر ہمارے جوان اور بیٹے قربان ہوں؟

اے موسیٰؑ! ہم اس عذاب اور آزار کی برداشت نہیں رکھتے! ہم قید خانہ، جلاوطنی اور سولی کی تاب نہ لا سکیں گے، ہم بیگار کیمپ میں شرکت کا حوصلہ نہیں رکھتے۔

موسیٰؑ: کیا تم یہ سوچتے ہو کہ فرعون کو فنا کر دینا یا اسے ہرا دینا آسان

---

[1] سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۲۹

کام ہے؟ میرے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ میں اتنے ہتھیار بند آدمیوں کے مقابلے میں کیا کر سکتا ہوں؟ میرے پاس صرف ایک لاٹھی ہے!
خدا ہماری پریشانی دور کرے گا اور اس کی آمریت فنا ہو جائے گی خدا کا وعدہ غلط نہیں ہے۔ تم صبر و استقلال کو نہ چھوڑو۔ جلد ہی خدا تمھارے دشمن کو نابود کر دے گا اور تمھیں اس کا جانشین بنا دے گا۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ تم کس قدر اپنے خدا کے ماننے والے ہو۔
اے خدا کے بندو! جلدی نہ کرو۔ بڑے کاموں میں تکلیف بھی بڑی ہوتی ہے۔ جلد ہی تمھارا دشمن فنا ہو جائے گا اور تم زمین اور اس کی حکومت کے وارث ہو گے۔ غرض تمھارا مقصد بلند ہے اور اس لائق ہے کہ اس کے لیے ہزاروں مزید قربانیاں دو تا وقتیکہ فرعونیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی جائے۔
واقعی دنیا کی آزادی کا فرشتہ تکلیف، قتل اور قید کے بغیر عوام پر سایہ نہیں ڈالتا۔ اصول کے طور پر آزادی کو چھیننا چاہیے۔ کوئی شخص آزادی کو تھالی میں سجا کر احترام کے ساتھ پیش نہیں کرتا۔ اس مقصد کے راستے میں زندگی اور مال و متاع کی پروا نہ کرنا، قربانیاں دینا اور تکلیفیں اٹھانا چاہئیں تاکہ آزادی کا درخشاں سورج طلوع ہو اور ملکِ مصر کو اپنی کرنوں سے حیاتِ نو کی نوید دے۔

مومن آلِ فرعون

چونکہ آفریدگارِ جہاں یہ دھیان رکھتا ہے کہ آمروں اور دنیا کے سرکشوں کو نصیحت اور اتمامِ حجت کے بغیر شکست نہ دے اس لیے حزبیل[1] بڑھئی کو اُٹھایا تاکہ فرعون کے دربار میں موسیٰؑ کے خیالات کی حقیقتیں واضح کرے اور فرعون کے بھیدوں سے واقف ہو جائے جس سے وقتِ ضرورت فرعون کی حکومت کو اُلٹا جا سکے۔ حزبیل خدا کی طرف سے مقرر ہوا ہے۔ حقائق درباریوں کے کانوں تک پہنچاتا ہے اور ان کو موسیٰؑ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ غرض جس طرح آسیہ درباری عورتوں کے لیے اتمامِ حجت تھی مومن آلِ فرعون (حزبیل) بھی فرعون کے درباریوں کے لیے ایک اتمامِ حجت تھا۔

حزبیل نے فرعون کے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا[2]:
"موسیٰؑ کی مخالفت ختم کر دو ورنہ مجھے دھڑکا ہے کہ تم روزِ احزاب جیسی مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤ گے! قومِ نوحؑ کی سی مصیبتیں تمھاری طرف ڈھل جائیں گی اور تم سمندر میں ڈوب جاؤ گے۔ میں جانتا ہوں کہ موسیٰ پیغمبر ہیں اور اگر تم ان کی مخالفت کرو گے تو عاد اور ثمود کی طرح ہوا کے سخت

---

[1] کبھی اس کا نام حبیب بتایا جاتا ہے۔

[2] مومن کا ذکر سورۂ مومن کی آیات ۳۲-۴۸ سے نقل کیا گیا ہے۔

جھگڑ چلنے سے فنا ہو جاؤ گے۔

مجھے اندیشہ ہے کہ تم ان لوگوں کی طرح بلاؤں میں پھنس جاؤ گے جنھوں نے اپنے پیغمبروں کی مخالفت کی تھی۔ آؤ! اپنے ہاتھوں اپنی مصیبت کا سامان مت کرو اور خدا کی مرضی کے خلاف ان واقعات میں جنھیں خدا تمھارے لیے پسند نہیں کرتا مت پھنسو!

میں نے جو کچھ بیان کیا وہ دنیا کی پریشانیاں تھیں البتہ قیامت کے دردناک عذاب کے لحاظ سے میں تمھارے لیے زیادہ خوف زدہ ہوں۔ جس دن خدا کا عذاب نازل ہوگا عذاب کے خوف سے تم پیچھے کی طرف مُنہ کر کے بھاگو گے اور سوائے خدا کے کوئی تمھاری پناہ اور بھروسے کی جگہ نہیں ہوگی مجھے ڈر ہے کہ اس روز تم پریشان ہو گے اور کوئی تمھاری سفارش کرنے اور راستہ دکھانے والا بھی نہ ہوگا۔

کچھ سال پہلے یوسف پیغمبر نے تمھیں خدا کی طرف بلایا تھا۔ تم نے پروا نہیں کی اور شک اور شبہے میں پڑ گئے اور ان کے دنیا سے جانے کے بعد تم نے ان کے پیچھے آنے والے پیغمبروں کی بھی پیروی نہیں کی بلکہ ان کی مخالفت کی۔ تمھارا یہ رویّہ جو تم نے اختیار کیا ہے راہ سے بھٹکنے والوں کا ہے اور آخر کار تمھارا ہی نقصان ہوگا۔ جو لوگ خدائی احکام سے بلاوجہ سرکشی

کرتے ہیں وہ بہت بڑا گناہ کرتے ہیں اور خدا اور نیک بندوں کے نزدیک قانون شکن ہوتے ہیں۔

اگر تم میری باتوں پہ دھیان دو تو میں تمھیں سیدھا راستہ دکھاؤں یہ مت سوچو کہ تمھاری دنیوی زندگی لافانی ہے جو لوگ اس دنیا میں اچھے کام کرنے کی فکر میں رہتے ہیں انھیں اپنے نیک کام کا بدلہ مل جاتا ہے اور جو لوگ نیک کام کرتے ہیں اور نیک بندے بن جاتے ہیں کیا مرد اور کیا عورت وہ حساب کتاب کے بغیر ہی جنت میں داخل ہوں گے۔"

موسن آلِ فرعون، فرعونیوں کو وعظ و نصیحت کرتا تھا لیکن فرعونی اسے دھمکاتے تھے۔ اس لیے مومن کہتا ہے:

"تعجب ہے کہ میں تمھیں جنت کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے جہنم کی دعوت دیتے ہو۔ تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں خدا کے شریک کو مان لوں اور اندھا دھند کہہ اٹھوں کہ فرعون خدا ہے اور میں تم سے کہتا ہوں کہ آؤ بخشنے اور طاقت رکھنے والے خدا کی عبادت کرو۔ وہ خدا جس کے لیے تم کہتے ہو کہ میں اس کی عبادت کروں نہ دنیا میں پوجے جانے کے لائق ہے نہ آخرت میں۔ آخر میں ہم سب کی واپسی خدا کی طرف ہے اور جن لوگوں نے اپنے رویے اور کاموں میں افراط سے کام لیا ہے وہ عذاب پائیں گے۔ میں نے اپنا کام کر دیا اور تمھارا راستہ تمھیں

دکھا دیا اور میری گفتگو کا نتیجہ اور اس کی درستی اور نادرستی تم جلدی ہی جان لو گے۔

یہ مت سوچنا کہ اگر تم مجھے دنیاوی زندگی کو ختم کرنے کی دھمکی دو گے اور میرے قتل کی فکر کر دگے تو میں تمہیں کوئی نقصان پہنچاؤں گا۔ میری جائے پناہ خدا ہے اور خدائے واحد اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

چغل خوری

مومن اگرچہ فرعون کا چچیرا بھائی اور ولی عہد تھا لیکن فرعونیوں کے جرائم اور خونریزیاں اس بات کا سبب بن گئیں کہ مومن اپنے مستقبل کے منصب اور پوزیشن کو کمزور کر لے اور موسیٰ ؑ کی طرف جھک جائے۔ موسیٰ ؑ کا ایک کٹر مبلغ بن جائے اور فرعون کے درباریوں کو سچی باتیں سنایا کرے۔ مومن کے پیغامات ایک مُنہ سے دوسرے مُنہ پر چڑھ جاتے تھے اور سب کو موسیٰ ؑ کی طرف متوجہ کرتے تھے۔ فرعون کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو اس نے کہا :

"اگر یہ بات درست ہے کہ یہ شخص میرے خلاف اُٹھا ہے تو میں اس کو بدترین عذاب میں مبتلا کروں گا"۔[1]

فرعون نے مومن کو بلایا اور کہا :

---

[1] بحار جزو ۱۳۔ صفحہ ۱۵۸

"سنا ہے کہ تو میرے خلاف اُٹھا ہے ؟ "

مومن: تم نے اب تک کبھی سُنا ہے کہ میں جھوٹ بولتا ہوں ؟"

فرعون: تو سچ بولنے والا آدمی ہے

مومن: جن لوگوں نے میرے پیٹھ پیچھے تم سے یہ کہا ہے کہ میں تمھاری خدائی کو نہیں مانتا ان سے پوچھو کہ ان کا خدا کون ہے؟

چغل خور: ہمارا خدا فرعون ہے۔

مومن: تم کو روزی دینے والا کون ہے ؟

چغل خور: فرعون۔

مومن: اے فرعون! گواہ رہنا کہ میرا خدا ان لوگوں کا خدا ہے اور انھیں لوگوں کا روزی رساں میرا بھی روزی رساں ہے۔ میں ان کے خدا اور روزی رساں سے مختلف دوسرا روزی رساں نہیں مانتا۔ میں تم کو اور تمھارے درباریوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ ان لوگوں کے خدا اور روزی رساں کے علاوہ میں اور کوئی خدا اور روزی رساں نہیں مانتا۔

مومن نے ظاہرا فرعون کی خدائی کا اقرار کیا لیکن دل میں حقیقی خدا کی طرف متوجہ تھا اور اس طریقے سے اس نے فرعونیوں کی بدی سے رہائی پائی [1]

فرعون: جو فسادی میرے اور میرے چچیرے بھائی کے درمیان

---

[1] اسلام میں اس عمل کو " توریہ " کہتے ہیں اور دقت ضرورت ممکن ہے اس سے فائدہ پہنچے

جدائی ڈالتے ہیں ان کو بلاؤ تاکہ میں ان کو سزا دوں۔

فرعون نے حکم دیا تو کھونٹے گاڑ دیے گئے اور ان کے ہاتھ پاؤں کھونٹوں سے باندھ دیے گئے اور ان کو مار دیا گیا اور وہ اپنی چغل خوری کی سزا کو پہنچ گئے۔[1]

دوسری بدگوئی

مومن اپنی مخصوص مستقل مزاجی کے ساتھ ہر موقعے سے فائدہ اٹھاتا تھا اور تبلیغ جاری رکھتا تھا۔ مومن کی تبلیغی شہرت دوبارہ فرعون کے کان تک پہنچی تو وہ دوبارہ ڈر گیا۔ فرعون نے حکم دیا کہ اسے حاضر کیا جائے اور اس کا محاسبہ کیا جائے۔ دو آدمی مقرر ہوئے کہ مومن کو ڈھونڈیں اور فرعون کے سامنے پوچھ گچھ کے لیے پیش کریں۔

ان دونوں افسروں نے بہت زیادہ تلاش کے بعد مومن کو پہاڑ کے اندر عبادت کرتے ہوئے پایا۔ مومن کی عبادت ختم ہوئی تو اس نے افسروں کی جانب نظر ڈالی اور انھیں دیکھا لہٰذا دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کے عرض کی:

"اے خدا! مجھے فرعونیوں کی بدی سے بچا! میں تیری مدد چاہتا ہوں اور تیرا مطیع ہوں۔ اے خدا اگر یہ لوگ مجھے نقصان پہنچانے کی فکر میں تو فرعون کو ان پر مسلّط کر اور اگر میرے متعلق خراب خیال رکھتے ہیں تو ان میں سے ایک پکڑا جائے۔"

---

[1] بحار جزو ۱۳۔ صفحہ ۱۶۱

وہ دونوں افسر پلٹ کر آئے تو ایک نے مومن کے خلاف گواہی دی اور دوسرے نے اس کے حق میں جس وقت مومن دربار میں داخل ہوا تو فرعون نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا:

"تمھارا خدا کون ہے؟"

انھوں نے جواب دیا: "تم"

فرعون نے مومن سے مخاطب ہو کر کہا:

"تمھارا خدا کون ہے؟"

اس نے جواب دیا:

"میرا خدا ان دونوں آدمیوں کا خدا ہے۔"

فرعون نے حکم دیا کہ جس نے مومن کے خلاف خبر دی ہے اسے سولی دی جائے۔

پوری جیت

مومن حزبیل کو اس دن سے جب اس نے موسیٰؑ کے لیے صندوق بنایا اور چاہا تھا کہ موسیٰ کی پیدائش کی خبر کر دے اور اس کی زبان میں لکنت ہو گئی تھی، موسیٰؑ سے بہت عقیدت پیدا ہو گئی تھی۔ موسیٰؑ کی محبت اس کے دل کی گہرائیوں میں گھر کر گئی اور تقدیر نے اسے فرعون کی ہی خزانہ داری[1] اور اس کے بعد اس کی ولی عہدی کے منصب تک پہنچا دیا۔

---

[1] بحار۔ جزو ۱۳ صفحہ ۱۶۲

موسیٰ پیغمبر مقرر ہو گئے اور جادوگری کا مقابلہ جیت گئے۔ اس جیت نے حزبیل بڑھئی کی عقیدت اور بڑھا دی اور خاص طور سے وہ فرعون کے رو مخبر چغل خوروں سے بھی بچ گیا۔ اس بچ جانے سے بھی حزبیل کی عقیدت میں اضافہ ہو گیا۔ غرض ایسے ہی واقعات تھے جنھوں نے حزبیل کو خداوند عالم کی طرف متوجہ کیا اور وہ زیادہ مستقل مزاجی سے موسیٰ کی حمایت کرنے اور قوم تک ان کے احکام پہنچانے میں مشغول ہو گیا۔

مومن نے دنیا کی ناپائداری کا سبق لکڑی کے ان ریزوں سے لیا تھا جو اس کے آرے سے جھڑتے تھے یا لکڑی کی اس چھیلن سے جو اس کے رندے کے بیچ سے اڑتی تھی کہ دنیا اس لکڑی کی طرح ہے جو کچھ ہی دن پہلے زمین سے اگی، درخت بنی اور سوکھ گئی۔ اس کے بعد آرے اور رندے سے ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔ دنیا بھی ایسی ہی ہے۔ یہ انسان سے وفا نہیں کرے گی اور انسان اس سے گزر بھی جائے گا۔

مومن سوچتا تھا کہ انسان کو اس سیر و سفر میں جو وہ زمین پر کرتا ہے اپنے ہم جنسوں کے فائدے کے لیے قدم اٹھانا چاہیئے۔ اس سے بہتر کون سا قدم ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو اپنے ہم جنسوں پر قربان کر دے مومن سوچتا تھا کہ میرے جسم میں جو جان ہے خدائے بزرگ نے مجھے بخشی ہے اور اسے جب چاہے گا مجھ سے لے لے گا۔ اس لیے میں جو بھی کام کروں گا اس کا صلہ مجھ ہی کو ملے گا اور میری عمر ختم ہونے والی ہے تو پھر میں ختم ہونے والی اس عمر کو اپنے ہم جنسوں کی آزادی کی خاطر کیوں نہ

بتاؤں؟ کیا فرعون نہیں مرے گا؟ کیا لوگوں کی آہوں میں اثر نہیں ہے؟ کیا میں ناسمجھ ہوں جو تختِ سلطنت تک پہنچنے کے لیے اس وقت جبکہ میں ولی عہد ہوں قوم کی حمایت سے کتراؤں؟ اگر میری ولی عہدی مظلوموں کی حمایت سے وابستہ نہ ہو تو پھر اس سے کیا فائدہ؟

حزبیل نے اتنا سوچ بچار کیا اور خدائی احکامات کے بیان اور موسیٰ کے خیالات اور فرعونی آمریت کی خامیوں کی تشریح میں اتنی باتیں کیں کہ اپنی جان خطرے میں ڈال دی۔ وہ پکڑا گیا اور لوہے کے کنگھے سے اس کا گوشت ریزہ ریزہ کر کے چھیل دیا گیا لیکن اس نے موسیٰؑ اور ان کے خیالات کو نہیں چھوڑا، اپنا دین فرعونیوں کے شر سے بچایا اور ان کے طاغوتی عقائد اور ظلم وستم کی تائید نہیں کی۔[1]

حزبیل کا کنبہ

حزبیل کے آسمانی خیالات اس کے بیوی بچوں کے ذہنوں میں گھر کر گئے تھے۔ اس کی بیوی اور بیٹی بھی درباریوں کی عورتوں میں آتی جاتی تھیں، فرعونی آمریت کی خرابیاں گنواتی تھیں اور درباریوں کی عورتوں کے آگے موسیٰ کے مقدس خیالات کی تشریح کرتی تھیں تاکہ اس طرح درباریوں کی عورتوں کو موسیٰؑ کا معتقد بنائیں اور عورتوں کے خیالات پر اثر ڈال کر ان کے ذریعے سے درباریوں کے خیالات بدلیں۔ ان

---

[1] بحار۔ جزو ۱۳ صفحات ۱۶۲، ۱۶۳۔

کو خرابیوں سے واقف کرائیں اور موسیٰؑ کے لافانی خیالات کی طرف لائیں۔ اس طرح ممکن ہے کہ فرعون کی ظالم حکومت کا خاتمہ ہو جائے۔

حزبیل کی بیوی فرعون کی بیٹی کے محل میں بیٹھی ہے اور لڑکی کے سر میں آہستہ آہستہ کنگھی کر رہی ہے۔ اس سے باتیں بھی کرتی جا رہی ہے تاکہ لڑکی کی روح کو اس کے باپ سے بیزار کر دے اور اس بیزاری کے وسیلے سے فرعون کی قوت کا ایک حصہ ختم کر دے۔ مومن کی بیوی جس وقت فرعون کی بیٹی انیسا کے سنگھار میں مصروف تھی اس کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی تو اسے اٹھاتے وقت مومن کی بیوی کے منہ سے نکلا:

"بسم اللہ"

انیسا نے پوچھا:

"آپ کا مطلب میرے والد کے نام سے ہے؟"

مومن کی بیوی بولی:

"نہیں۔ میرا مطلب میرے، تمہارے اور تمہارے والد کے خدا سے ہے۔"

تب انیسا نے کہا:

"میں آپ کی بات اپنے والد سے دہراؤں گی اور بتا دوں گی کہ آپ اُن کی خدائی سے بیزار ہیں۔"

مومن کی بیوی بولی:

"ضرور۔ ضرور۔ اپنے باپ سے کہہ دینا۔ وہ جو چاہے کر لے۔"

بہرحال یہ بات فرعون تک پہنچ گئی تو اس پر فرعون نے زن مومن کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہے؟ اُس نے صاف صاف کہا کہ میرا خدا اور تیرا خدا، خدائے واحد ہے۔

یہ سُننا تھا کہ فرعون آگ بگولا ہو گیا۔ اس نے حکم دیا کہ لوہے کا تندور تیار کر کے گرم کیا جائے اور حزبیل کے گھر والوں کو اس تندور میں جھونک دیا جائے۔

یہ سُن کر مومن کی بیوی نے کہا:

"اے فرعون! اب جو تو نے ہمیں دنیا کی آگ میں جلانے کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو میرا کہنا یہ ہے کہ جس وقت ہم لوگ مر جائیں ہماری ہڈیاں اکٹھی کر کے دفن کروا دینا۔"

اس پر فرعون بولا:

"چونکہ ہم پر تیرے حقوق ہیں اس لیے تیری درخواست منظور کی جاتی ہے۔"

فرعون کے جلاّد حزبیل کے بیٹوں کو ایک ایک کر کے ماں کے سامنے تندور کی آگ میں جھونکتے گئے کہ شاید ماں پچھتائے اور فرعون کی پیرو ہو جائے لیکن اس قسم کے کام ایسے لوگوں کے ایمان کو اور زیادہ پکا کر دیتے ہیں اور تاریخ کے پڑھنے والوں کو سبق سکھاتے ہیں۔ یہ سمجھ لیجیے کہ مصر کی مصیبت زدہ قوم آسانی سے اپنی منزل مقصود پر نہیں پہنچی۔

حزبیل کا سب سے چھوٹا بیٹا جو کم عمر بچہ تھا آگ کی لپٹوں میں سینے سے اپنی آخری سانس نکالنے جا رہا تھا کہ ماں کی طرف رُخ کر کے کہنے لگا:

"پیاری اماں! چونکہ تمھارا مقصد نیک ہے اس لیے صبر و استقلال کو ہاتھ سے مت دینا"

ابھی بچے کی گفتگو ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ آگ کے تندور میں جا گرا اور اس کے پیچھے اس کی دکھیا ماں کو بھی تندور میں جھونک دیا گیا۔ ان کا گوشت بھن گیا اور صرف ہڈیاں رہ گئیں[1]

ہاں فرعون سوچتا تھا کہ کچھ عورتوں بچوں کو جلا کر وہ عوام کی نفرت دور کر دے گا اور لوگوں کے دلوں میں جگہ کر لے گا لیکن فرعون کے ظلم ڈھانے کے اس طریقے نے عوام کی نفرت اور بڑھا دی اور لوگوں نے جی جان سے اس کو ملامت اور نفرت کا سزاوار ٹھہرانا شروع کر دیا۔

خدا کا دیدار

موسیٰؑ، ہارونؑ اور مومن آلِ فرعون کی تعلیم نے فرعون اور اس کے درباریوں کے ذہن پر کوئی اثر نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس انھوں نے اپنے ظلم وجور میں اور اضافہ کر دیا۔ وہ جوانوں کو مرواتے تھے اور کچھ لوگوں کو مزدوری کے بغیر مشکل کاموں پر مجبور کرتے تھے لیکن

---

[1] بحار جزو ۱۳ صفحہ ۱۶۳ اور ناسخ جزو اول ہبوط صفحہ ۳۷۶ اور حیٰوۃ القلوب جلد اول صفحہ ۲۴۳

یہ تمام جرائم موسیٰؑ اور ان کے ماننے والوں کے بلند مقصد کو ختم نہیں کرسکے۔ فرعون نے سوچا کہ موسیٰؑ کے اصل پشت پناہ سے تعلق پیدا کیا جاتے۔ ممکن ہے خدا دوسری مرتبہ اس پر رحمت کرے اور اگر مدد دینے میں عذر کرے تو اس کو فنا کر دیا جائے۔

فرعون نے دنیا کو پیدا کرنے والے خدا کے دیدار کی غرض سے اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا کہ میرے لیے اینٹوں کا ایک بہت اونچا محل بناؤ تاکہ میں اس کے اوپر چڑھ کر خدا سے مل سکوں[1] یا تو وہ مجھ سے صلح کرلے گا یا میرے ہاتھوں فنا ہو جائے گا۔

ہامان نے حکم دیا کہ مزدور لگا کر ایک بہت اونچا محل چنا جائے چنانچہ حکم ہوتے ہی بہت سے راج، بڑھئی، گچ پکانے اور لکڑی چیرنے والے کام میں لگ گئے اور جتنے مزدوروں کی ضرورت پڑتی تھی بنی اسرائیل میں سے بیگاری پکڑ لیتے تھے[2]۔

محل کی تعمیر تیزی سے شروع ہوئی لیکن جیسے جیسے محل بلند ہوتا جاتا تھا وہ لوگ اس پر چڑھ کر دیکھتے تھے آسمان بدستور اتنا ہی اونچا دکھائی دیتا تھا۔ جب عمارت معمول سے بھی اونچی ہو گئی تو بنیادیں قائم نہیں رہ سکیں اور عمارت دھڑام سے نیچے آرہی۔ کچھ بدقسمت مزدور اس کے نیچے دب گئے اور اپنی افلاس زدہ زندگی سے چھوٹ گئے۔

---

[1] سورۃ القصص۔ آیت ۳۸

[2] ناسخ جزو اول ہبوط کے صفحہ ۳۵۰ پر محل کے راجوں اور مزدوروں کی تعداد ۵۰ ہزار لکھی ہوئی ہے۔

غرض مظلوم قوم کا خزانہ فرعون اور ہامان کی ہوس پرستی کا یہ کھیل بن گیا تھا اور کمر توڑ ٹیکس جو مظلوم قوم سے وصول کیے جاتے تھے اور جنھیں عوام کی بھلائی کے کاموں میں خرچ ہونا چاہیئے تھا فرعون کی خواہشات، تفریحات اور حفاظت پر خرچ ہو رہے تھے۔ وہ لوگ بہت زیادہ مال برباد کر رہے تھے تاکہ موسیٰ کے خدا سے ملاقات کریں لیکن اپنی یہ حسرت وہ اپنے ساتھ قبر میں لے گئے۔ پھر اس سے بھی قطع نظر کہ دولت بے نتیجہ خرچ ہو رہی تھی کچھ لوگ محل کے ملبے میں دب کر مر گئے۔ یہ ہے نتیجہ آمروں کے خود غرضانہ خیالات کا جس کا خمیازہ عوام کو بھگتنا پڑتا ہے۔

دوسرا طیارہ

فرعون سے تقریباً پانچ سو سال پہلے نمرود نامی ایک خونی آمر نے حضرت ابراہیمؑ کے خدا کو فنا کرنے کے لیے ایک طیارہ بنوایا تھا تاکہ اس کی مدد سے اسے نابود کردے۔ دوسری بار اس وقت جبکہ فرعون اپنے اونچے محل اور خدا کی ملاقات سے ناامید ہو گیا اور رشوت یا دھونس کسی طرح سے بھی موسیٰؑ کے خدا کو اپنا مطیع نہیں بنا سکا نہ اسے نابود کر سکا تو اس نے حکم دیا کہ ایک طیارہ بنایا جائے جس کے ذریعے سے لامحدود فضا کو چیر کر اپنے مقصد تک رسائی حاصل کر سکے۔

ایک ایسا صندوق تیار کیا گیا جس میں دو آدمی بڑے آرام سے بیٹھ سکتے تھے۔ اس صندوق کے چاروں کونوں پر لکڑی کے چار ٹکڑے جڑے گئے اور ان ٹکڑوں کے اوپر گوشت کے پارچے رکھ دیے گئے۔ اب کئی باز جو کچھ دن تک بھوکے رکھے گئے تھے نکالے گئے اور ان کے پاؤں لکڑیوں کے نچلے سروں سے باندھ کر انھیں آزاد چھوڑ دیا گیا۔ جب باز گوشت حاصل کرنے کے لیے اُڑے تو ان کے پیچھے وہ طیارہ بھی اُڑنے لگا۔

یہ طیارہ اُڑنے لگا اور اس نے کچھ فاصلہ طے کیا جس وقت اس پر بیٹھنے والوں نے زمین پر نظر ڈالی تو پانی کے سوا انھیں کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ پھر کچھ اور راہ طے کی اور انھوں نے دوبارہ زمین کی طرف دیکھا پھر نہ انھیں زمین نظر آئی نہ پانی۔ اس کے بعد کچھ اور اوپر بڑھے تو انھوں نے زمین ایک عجیب تاریکی میں ڈوبی ہوئی پائی۔[1]

فرعون نے بہت کچھ اپنے اردگرد دیکھا لیکن کوئی ایک آدمی بھی نظر نہیں آیا جس سے بات کرتا، دوستی کی داغ بیل ڈالتا اور کہتا کہ موسیٰ کی حمایت چھوڑ دو۔ اس لیے اُس نے ایک تیر پھینکا کہ شاید موسیٰ کے خدا کے جا لگے اور اسے فنا کر دے اور وہ دوبارہ موسیٰ کی حمایت نہ کر پائے اور فرعون موسیٰ کی مخالفت سے محفوظ ہو جائے فرعون کا تیر چلا اور زمین پر اس طرح واپس آگیا کہ اس کی نوک جھڑی

---

[1] بحار جز ۱۳، صفحہ ۱۲۶

ہوئی تھی اور اس میں خون لگا ہوا تھا۔[1] اس واقعے کے بعد فرعون نے سوچا کہ ہوسکتا ہے اس نے موسیٰ کے خدا کو مار ڈالا ہو اور اس طرح اس نے موسیٰ کی روحانی قوّت کے مرکز پر قابو پا لیا ہو۔[2]

واقعی ہمارا خدا کتنا مہربان ہے! کتنا ضبط اور تحمّل رکھتا ہے! وہ سب بچّے جو فرعون نے مروائے، وہ سب اذیّتیں جس میں اس نے قوم کو ڈالا! وہ سب روحانی آزار جو موسیٰ اور ہارون نے اٹھائے وہ سب بنی اسرائیل کے جوان جنھیں قتل کر دیا تاکہ موسیٰ بے مددگار ہو جائے، وہ سب مظالم جو اس نے مومن اس کی بیوی اور بچّوں پر ڈھائے! ان سب کے باوجود پھر خدا کو فنا کرنے کے لیے تیر چھوڑتا ہے لیکن چونکہ خدا بہت برداشت رکھتا ہے اور مہربان اور شفیق ہے فرعون کا تیر خون لگا کر پلٹا دیتا ہے تاکہ اسے چند منٹ کے لیے خوش کر دے۔ اسے اس سفر کی تکلیفوں کا کچھ صلہ مل جائے اور خدا کی ملاقات کا نتیجہ حاصل ہو جائے۔

الغرض خدا اس صبر سے چاہتا ہے کہ فرعون پر یہ ثابت ہو جائے کہ خدا کی مرضی کے سامنے وہ بے بس ہے اور لوگ عاجز آجائیں اور دل سے خدا کی طرف لو لگائیں اور خدا کو پکاریں تاکہ وہ ان کی دعا قبول کرے۔ واقعی خدا کی مہربانی فرعون کے ساتھ رعایت کر رہی ہے اور فرعون خود اپنے جرائم بڑھا رہا ہے لیکن فرعون کی سنگدلی اور

---

[1] ناسخ جزو اوّل ہبوط صفحہ ۳۵۱ [2] روضۃ الصفا۔ جلد اوّل صفحہ ۲۷۰

جسارت اس کی بدنامی اور بربادی کا سبب بن جائے گی۔

فرعونیوں کی تنبیہ

فرعون نے موسیٰ اور ان کے خیالات کو مٹانے کے لیے بے مثال قتل عام شروع کر دیا۔ وہ موسیٰؑ سے ذرا سے بھی تعلق کے جُرم میں لوگوں کو سُولی پر لٹکا دیتا تھا یا انھیں بیگار کیمپ میں زبردستی گھسیٹ لے جاتے تھے۔

دنیا کو پیدا کرنے والے خدا نے فرعونیوں کی تنبیہ کے لیے جادوگری کے مقابلے میں انھیں ہرا دیا، ان کا اونچا محل ڈھا دیا اور اشارے سے یہ بات بھی ان کے کان میں ڈال دی کہ تمھاری تلاش بے فائدہ ہے اس کے بعد تم فنا کی راہ میں قدم رکھو گے اور آزاد لوگوں کے رہبر موسیٰؑ سے نہیں لڑ سکو گے لیکن جس وقت قوم اور حکومت تباہی کی راہ پر چلتے ہیں تو ان کی عقل ماری جاتی ہے اور وہ اپنے کاموں میں سوچ بچار نہیں کر پاتے۔

غرض جادوگری کے مقابلے میں فرعونیوں کی ہار اور اونچے محل کے ڈھے جانے اور فضائی سفر کے بے نتیجہ ہو جانے کے بعد فرعونی قحط سالی پانی کی کمی اور زرعی نقصانات میں مبتلا ہو گئے کہ شاید ہوش میں آ جائیں اور اپنے اعمال پر نظر ثانی کر لیں۔

خداوند کریم اس حقیقت کو مسلمانوں کے لیے یوں بیان فرماتا ہے:

ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین وَ
نقص من الثمرات لعلھم یذکرون لے

فرعونیوں نے یہ نہیں سوچا کہ ان کے جرائم اور آدمیوں کا قتلِ عام انھیں بربادی کی طرف لے جا رہے ہیں بلکہ جب فصلی پیداوار انھیں زیادہ ملتی تھی تو وہ پیداوار کے اضافے کو اپنی محنت کا پھل جانتے تھے اور جب ان کی تکلیف اور پریشانی بڑھ جاتی تھی تو کہتے تھے:

"یہ پریشانیاں موسیٰ اور اس کے ماننے والوں کے رجعت پسند خیالات کا نتیجہ ہیں۔ یہ لوگ ہماری اصلاحات کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ یہ لوگ فطری مظاہر کے مخالف ہیں۔ یہ لوگ ہماری مملکت کے لیے باعثِ ننگ ہیں۔"[۲]

بے شک موسیٰ ان ٹیکسوں سے جو مظلوم قوم کی کمائی سے حاصل ہوتے تھے فرعون کے فلک بوس محلوں کی تعمیر کے مخالف تھے، جوانوں کے قتل اور جبری کاموں کے مخالف تھے، فرعون کے دعوئ خدائی کے مخالف تھے اور کہتے تھے:

"ایسا کیوں ہے کہ محنت کش تکلیف اٹھائیں، پسینہ بہائیں اور زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم رہیں اور فرعون کے درباری ناز و نعمت میں ڈوبے رہیں؟"

اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس قسم کی معقول باتیں جو زمانے کے

لے سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۳۰ ۲ے سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۳۱

مزاج سے مطابقت رکھتی ہیں۔ فرعون اور فرعون کے پیروکاروں کو ناگوار ہوتی تھیں اور وہ خود غرضی اور پرستش کی بلندی سے نیچے نہیں اُتر سکتے تھے۔ ان کی آواز اٹھتی تھی کہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں، ہم مملکت کی خوشحالی کے لیے کھڑے ہوئے ہیں لیکن موسیٰ اور ان کے رجعت پسند ماننے والے مخالف ہیں!

واقعی فرعونی، عوام کو دھوکا دینے کے فن میں عجیب و غریب مہارت رکھتے تھے۔ جب نیک لوگوں کی کوشش سے اصلاحی قدم اٹھایا جاتا تھا تو اس کو اپنے کھاتے میں ڈال لیتے تھے اور اپنے کارنامے میں شمار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ فرعون کی خاص عنایت ہو گئی ہے جو ہماری ریاست کو یہ ترقی نصیب ہوئی ہے لیکن جب ان کو کوئی ضرر پہنچتا تھا اور خدا ان کی تنبیہ کے لیے ضرر کا رخ ان کی طرف کر دیتا تھا تو کہنے لگتے تھے کہ موسیٰ اور ان کے پیروکاروں کی وجہ سے ہمیں یہ نقصان پہنچا ہے۔

مسجدیں اُجڑ گئیں

فرعون، قتل، قید اور جلاوطنی کے طریقے اختیار کر کے بھی اپنے خیالات موسیٰ اور ان کے ماننے والوں پر نہیں تھوپ سکتا تھا۔ دینی احساسات اور مذہبی جذبات نہیں دبا سکتا تھا اور قدرتی حادثات اور نقصانات کو بھی نہیں روک سکتا تھا۔ اس نے سوچا کہ یہ مذہبی عمارتیں ہی اس

کی ہار کے اسباب پیدا کرتی ہیں اس لیے اُس نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کی مسجدیں اُجاڑ دی جائیں اور کوئی مسجد میں نماز نہ پڑھے۔

لیکن فرعون نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ خود اس کی خوں ریزیاں، اس کے جرائم اور اس کے عائد کردہ کمر توڑ ٹیکس اس کی بربادی کے اسباب پیدا کر رہے ہیں اور زمانے کا مزاج آمریت سے میل نہیں کھاتا۔ چونکہ نہ وہ ایسا سوچ سکا اور نہ ان باتوں کو سمجھ سکا اِس لیے اُس نے مصری قوم کی مسجدوں کو ڈھا دینے کا حکم جاری کر دیا۔

مسجدیں اُجڑ گئیں لیکن موسیٰ کا خدا زندہ ہے۔ جو دل مسجدوں میں رہتے تھے اور فرعون کا محل ہلا ڈالتے تھے سینوں میں موجود ہیں۔ روک ٹوک کی زبانیں مُنہ میں موجود ہیں، بہادری اور دلیری قوم کے مزاج اور دلوں میں موجود ہے۔ اے ظالم فرعون! اگر تو نے مسجدیں اُجاڑ دیں تو ہم نے اپنے گھروں میں پناہ لے لی ہے اور ہم اپنی عبادت اپنے گھروں میں کریں گے لیکن تیری مخالفت سے باز نہیں آئیں گے۔

غرض موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ گھروں میں نماز قائم کرو اور ان لوگوں کے لیے جو قید سے چھوٹ کر آئے ہیں گھر بناؤ تاکہ وہ دلی اطمینان سے عبادت کے کام میں مشغول ہوں۔

موسیٰؑ نے اپنے خدا کے حکم کے مطابق اپنے پیروکاروں کے لیے گھر بنائے اور انھیں گھروں میں اپنے مذہبی پروگرام جاری کرنے لگے۔ وہ پوری قوت اور دلیری سے خدا کے احکام کی حفاظت کرتے تھے

اور فرعون کی آمریت کے خلاف لڑتے تھے تاکہ اس کے بعد آزادی کے ساتھ اپنا کام انجام دینے لگیں۔

فرعونیوں نے قحط اور خشک سالی سے کوئی سبق نہیں سیکھا خدا نے ان کے اوپر جتنی مصیبتیں پے در پے نازل کیں ان کا خلاصہ اس آیت میں بیان فرمایا ہے:

▪ فارسلنا علیہم الطوفان والجراد والقمّل والضفادع والدم اٰیٰت مفصّلٰت فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین۔[1]

ہم نے فرعونیوں کو طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک اور خون کے عذاب میں مبتلا کر دیا کہ شاید عبرت حاصل کریں لیکن انھوں نے پروا نہیں کی اور اپنے جرائم جاری رکھے۔

غرض قوم کی جیت کے نقارے برابر بجتے رہے اور فرعون پرستوں کو عوام کے خیالات کے دباؤ میں نے آئے لہٰذا فرعون نے حکم دے دیا کہ بنی اسرائیل کے وہ تمام آدمی جو موسیٰ کے کٹر طرفدار ہیں جیلوں میں ڈال دیے جائیں۔

بنی اسرائیل قیدی بن گئے اور خدا نے ان کی آزادی کے لیے دریائے نیل میں باڑھ بھیج دی۔ نیل کا پانی چڑھا اور اس نے فرعون پرستوں کے گھر اور جیل خانے ڈبو دیے اور ان کے کھیتوں

---

[1] سورۂ الاعراف۔ آیت ۱۳۳

کو نقصان پہنچایا۔ تمام قیدی جیلوں سے نکل بھاگے۔ فرعون پرست پانی میں گھر گئے لیکن بنی اسرائیل کی زمینوں اور گھروں کو طوفان سے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

فرعونی پھر اپنے کیے پر پریشان ہوئے اور انھوں نے موسیٰؑ کو زبان دی کہ وہ ان کی مخالفت نہیں کریں گے بشرطیکہ موسیٰ طوفان ختم ہونے کی دعا کریں۔ موسیٰ نے دعا کی اور طوفان ختم ہو گیا لیکن فرعونی اپنے ظلم و ستم سے باز نہیں آئے۔

فرعونیوں نے ہزاروں تکلیفیں اُٹھا کر تھوڑے سے گیہوں بوئے تھے اور ان کی فصل کاٹنے کا وقت آ گیا تھا لیکن چونکہ قوم پر ان کا ظلم و ستم بڑھ گیا تھا اس لیے حکمِ خدا سے ٹڈی دَل فرعون پرستوں کے کھیتوں کی طرف بھیج دیا گیا تاکہ ان کو تنبیہ ہو۔

چند منٹ نہیں گزرے تھے کہ کھیتوں کی پیداوار صاف ہو گئی بلکہ ٹڈیوں نے پیڑوں، دروازوں اور کھڑکیوں پر بھی حملہ کر دیا اور انھیں کھانے لگیں اور یہ خوف ہونے لگا کہ خود قوم کو ہی نہ کھا جائیں۔ ٹڈیوں کے آنے کے بعد ٹڈیوں اور جوؤں کے بچوں سے زمین کالی اور لال ہو گئی۔

تب فرعون نے اپنا ایک نمائندہ موسیٰ کے پاس بھیجا اور ان سے درخواست کی کہ یہ بلا ہماری جانوں سے دور کر دو اور ہمیں مہلت دے دو تاکہ ہم اپنے خیالات پر دوبارہ غور کریں اور موافقت کا

کا کوئی راستہ نکال سکیں۔ بالآخر موسیٰؑ نے فرعون پرستوں کو اس بلا سے چھڑایا۔

جس وقت فرعونیوں کی مصیبت دُور ہو گئی وہ موسیٰؑ اور قوم کو بھول گئے اور انھوں نے اپنا ظلم اور بڑھا دیا چنانچہ خدا نے مینڈکوں کو حکم دیا کہ مصر پہ چڑھائی کر دیں۔

مینڈکوں نے فرعونیوں پر حملہ کر کے ان کا سکون چھین لیا۔ ایسا لگتا تھا کہ دریائے نیل کا سارا پانی مینڈکوں میں تبدیل ہو گیا تھا جنھوں نے آ کر مصریوں کی نیندیں غارت کر دیں۔

فرعون نے نہایت مجبور ہو کر دوبارہ ایک نمائندہ موسیٰؑ کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ یہ بلا فرعونیوں سے ٹل جائے تو شاید مہلت ملنے پر اختلاف کا سبب دور کر سکیں۔

جب مینڈکوں کی بلا اس طرح ٹل گئی جیسے مصر میں مصیبت اور پریشانی کبھی آئی ہی نہیں تھی تو فرعونیوں نے دوبارہ ظلم کو اپنا پیشہ بنا لیا۔ اور قوم کو پہلے سے بھی زیادہ آزار اور اذیت میں مبتلا کر دیا تو پھر موسیٰؑ کے خدا نے فرعونیوں کو غفلت سے چونکانے کے لیے ان کے پینے کے پانی کو خون میں تبدیل کر دیا۔

جب وقت قوم پانی استعمال کرنا چاہتی تھی تو وہ صاف اور کام کے لائق ہوتا تھا لیکن جب فرعون پرست اسے کام میں لانا چاہتے تھے وہ خون ہو جاتا تھا اور ان کے استعمال کے قابل نہیں رہتا تھا اور جب وہ یہ

چاہتے تھے کہ اپنی پیاس بجھانے کے لیے درختوں کے پھلوں کا رس ہی پئیں تو اس کا بھی رنگ اور مزہ بدل جاتا تھا۔

یہ بلا فرعونیوں میں چالیس دن تک رہی۔ فرعون نے پھر ایک نمائندہ موسیٰؑ کے پاس بھیجا اور ان سے چاہا کہ یہ بلا ٹال دیں تاکہ وہ موسیٰؑ پر ایمان لے آئے۔ اور ان کا مطیع ہو جاتے۔ موسیٰؑ نے پھر دعا کی اور ان لوگوں کی پریشانی دور کر دی۔

موسیٰؑ کی درگزر سے فرعونی اپنے نامعقول طرزِ عمل پر شرمندہ نہیں ہوئے بلکہ یہ خلافِ معمول حادثات ان کے لیے معمول کے واقعات بن گئے۔ موسیٰؑ اس طرزِ عمل سے سخت فکرمند ہو گئے۔

بے شک فرعونی عقل گنوا بیٹھے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ تمام جانداروں کی ہستی، پانی، مکان، کھانا سب کا سب خدا کے قبضے میں ہے اور یہ اس قدر مجبور ہیں کہ اگر موسیٰؑ فصل یا ان کے پینے کے پانی کے بارے میں مہربانی نہ کرتے تو یہ لوگ بھوک پیاس سے مر جاتے لیکن انھیں یہ خیال ہی نہیں آیا کہ موسیٰؑ سے صلح کر لیں اور لڑائی، خودغرضی اور سرکشی سے باز آجائیں۔

آخرکار موسیٰؑ اس تنگ نظری پر ناخوش ہوتے اور انھوں نے دعا کی:

"اے خدا! تو نے فرعون اور اس کے درباریوں کو مال و دولت اور دنیاوی شان دی ہے۔ اے خدا! یہ لوگ

اس دولت کو گمراہی میں صرف کر رہے ہیں۔ اے خدا!
ان سے دولت لے لے۔" [1]

خداوند عالم نے فرعونیوں کا مال و دولت پتھر بنا لیا۔ جو، گیہوں پہننے کے کپڑے، ہتھیار، پیسہ وغیرہ جو کچھ تھا پتھر ہو گیا [2]

لیکن فرعونیوں نے پھر بھی اپنے خیالوں اور عقیدوں پر نظرِ ثانی نہیں کی اور ان تمام غیر معمولی حالات سے کوئی نصیحت حاصل نہیں کی چنانچہ پھر خداوند قدوس نے فرعونیوں کو سخت برف اور ٹھنڈی ہوا میں جکڑ دیا اس کے باوجود وہ غور و فکر اور موسیٰؑ سے میل کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے خداوند کریم نے یہ قصہ قرآنِ مجید میں بیان فرمایا ہے [3]

پہلی عوامی میٹنگ

فرعون یہ تمام مصیبتیں اور پریشانیاں دیکھنے کے بعد اپنے آپ کو صرف اس بات پر آمادہ کر پایا کہ سیاسی قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے چنانچہ قیدی چھوڑ دیے۔ انھوں نے اس گروہ کے ساتھ مل کر جو فرعون کی آمریت سے تنگ آیا ہوا تھا فرعون کو نیچا دکھانے کے لیے موسیٰؑ کی طرف دوستی اور تعاون کا ہاتھ بڑھایا۔

ہاں بنی اسرائیل اور وہ لوگ جو فرعون کی حکومت سے بیزار ہیں اب

---

[1] سورۂ یونس۔ آیت ۸۸ [2] تاریخ طبری کی جلد اوّل کے صفحہ ۱۲۹ پر لکھا کہ ان کے سکے پتھر ہو گئے۔ [3] سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۳۴

متھیار بند ہو چکے ہیں اور مصر کے جنگلوں میں فرعون کے خلاف پریڈ اور جنگی مشقوں میں مشغول ہیں۔ فرعون نے یہ خبر سُن کر حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو موسیٰؑ کو گرفتار کر لیا جائے۔

فرعون سوچتا تھا کہ قوم کا غصہ ان کے رہبر کی گرفتاری کے بعد ختم ہو جائے گا اور قوم کی لڑائیاں بے نتیجہ ہو جائیں گی لیکن فرعون غافل ہے کیونکہ موسیٰؑ کی سچائی قوم پر ثابت ہو چکی ہے اور قوم کے لوگ اس قدر ظلم و ستم دیکھنے کے بعد بھی جان کی بازی لگا چکے ہیں۔ وہ آزادی حاصل کرنے کے لیے کسی قسم کی پابندی سے نہیں ڈریں گے۔ بلکہ کوشش کریں گے کہ اس راہ میں شہید ہو جائیں لیکن موسیٰؑ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔

بلعم باعور

جس وقت فرعون ہوش میں آیا تو اس نے دیکھا کہ موسیٰؑ نے ایک بہت بڑا لشکر اپنے گرد اکٹھا کر لیا ہے تو اُس نے دنیا کے اکثر آمروں کی طرح جو مذہبی لیڈروں سے محاذ آرائی کے وقت بے ضمیر علماء کو آلۂ کار بناتے ہیں اس نے بھی بلعم باعور نامی ایک عالمِ سوء کو اپنا ہمنوا بنا لیا۔

فرعون نے بلعم سے کہا:

" چونکہ تو اسمِ اعظم جانتا ہے اس لیے جس وقت تو موسیٰ پر نفرین کرے گا تیری نفرین قبول ہو گی۔ میں چاہتا ہوں کہ تو موسیٰ اور اس کے ماننے والوں پر نفرین کرے جس سے وہ راستہ بھول

جائیں اور بھٹک جائیں اور ہم انھیں جلدی سے پکڑ لیں۔"

بلعم نے فرعون کے دیے ہوئے لالچ میں اپنا دین پیروں تلے روند ڈالا اور موسیٰؑ اور ان کے ماننے والوں پر نفرین کرنے کے ارادے سے شہر سے نکلا لیکن اپنی بددعایں کامیاب نہیں ہو سکا اور موسیٰؑ اور ان کے پیروکاروں پر غالب نہیں آسکا۔

بے شک بلعم جو روحانی طاقت رکھتا تھا اس کے لیے یہ ممکن تھا کہ بنی نوع انسان پر کیے جانے والے ظلم کے دفعیے، ان میں بھائی چارے اور انصاف کے رواج، آمریت، قانون شکنی اور فرعون کی خدائی کی بربادی وغیرہ کے کاموں میں موسیٰ کے ساتھ شریک ہو جائے اور آسمانی رہبروں میں شامل ہو کر اپنا نام نیکی کے ساتھ چھوڑ جائے لیکن اس کی طبیعت نے جو قرآن کریم کے مطابق کتے کی طرح تھی اس کو مجبور کیا کہ وہ سچے راستے سے ہٹ جائے اور دونوں دنیاؤں کے نقصان اور بدنامی کی وادی میں گر پڑے۔

جب فرعون بلعم سے ناامید ہو گیا اور اس کی دعا نے فرعون کے حق میں کام نہیں کیا تو تمام آمروں کی طرح اس نے بلعم کو کتے کی طرح ایک طرف ڈال دیا اس طرح کہ نہ موسیٰ کے ماننے والوں میں اس کی کوئی عزت باقی رہی اور نہ فرعونیوں میں۔

بے شک فرعون یہ گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ دین کے طریقے سے دینی جنگ لڑی جائے اس لیے اس نے اپنا لشکر جمع کیا اور بنی اسرائیل کو

پکڑنے کے لیے دوڑا۔

واقعی یہ انسان کس قدر سرکش اور ضدی ہے! فرعونی بظاہر تو موسیٰؑ اور ان کے ماننے والوں کو پکڑنے کے لیے دوڑ رہے لیکن حقیقت میں سمندر میں ڈوبنے کی جلدی کر رہے ہیں۔ یہ اپنی قسمت کے لکھے سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ جلد ہی وہ کس بلا میں پھنسنے والے ہیں۔

بحرِ احمر کی طرف

موسیٰ نے اپنے ماننے والوں سے کہا:

"رات کو چلنا چاہیے اور سفر کا نشان وہ خون ہے جو ہم گھروں کے دروازوں پر ڈالیں گے اور چراغ جلائے رکھیں گے۔"

موسیٰؑ جب مصر سے نکل گئے اور انھوں نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ چھ لاکھ مرد اُن کے ساتھ سفر کرنے کو آمادہ ہیں۔ یہ جنگجو لوگ اگر مصر کے شہر کے باہر سے شہر میں داخل ہو جاتے اور ایک ہی دفعہ فرعون اور فرعون پرستوں پر دھاوا بول دیتے تو ان کو تہس نہس کر دیتے اور اپنی قومی حکومت قائم کر لیتے لیکن موسیٰؑ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اس لیے انھیں حکمِ خدا کے مطابق کام کرنا ہے تاکہ اپنے مقصد تک پہنچ جائیں۔

جس طرح موسیٰؑ اپنی دوسری مشکلات میں خدا کی طرف سے

رہنمائی پاتے تھے۔ اس مرتبہ بھی اسی خدا نے ایک بادل کے ذریعے سے موسیٰؑ کو راستہ دکھایا اور موسیٰ اپنے پیروکاروں کی مدد سے بحرِ احمر تک ایک لمبا راستہ طے کرنے کے بعد پہنچ سکے۔[۱]

موسیٰؑ کا لشکر حیران ہے کہ اس بیابان میں کیا کرے اور زندگی کا ڈھب کس طرح قائم کرے کہ یکایک فرعون کے سپاہی ظاہر ہوئے اور انھوں نے ان کو بے حد خوف اور پریشانی میں مبتلا کر دیا کیونکہ موسیٰؑ کے ماننے والوں کو بھاگنے کا راستہ معلوم نہیں تھا۔ ان کے آگے دریا جوش مار رہا تھا اور راستہ روکے ہوئے تھا اور پیچھے کی طرف سے غضب ناک فرعون کی فوج کا دریا امنڈتا چلا آرہا تھا۔

موسیٰؑ کے لشکر نے پریشان ہو کر موسیٰؑ سے کہا:

"کیا اچھا ہوتا جو تم ہم کو مصر سے باہر نہ لائے ہوتے اور ہم وہیں فرعون کی غلامی، عذاب اور قید سے نباہ کرتے رہتے اور اس وقت فرعون کے فوجیوں کے ہاتھوں نہ مارے جاتے۔"

موسیٰؑ نے کہا:

"جب تک ہمارے خدا کا حکم پہنچے صبر اور استقلال سے کام لو۔"

بلاشبہ مصر کی مظلوم قوم غلامی کرنے، عذاب جھیلنے اور قربانی

---

[۱] ناسخ۔ جزو اوّل ہبوط صفحہ ۳۸۶ اور قصص قرآن۔ صفحہ ۱۲۸

دینے کی اتنی عادی ہو چکی تھی کہ ان میں بہادری کا جذبہ دب گیا تھا اور باوجودیکہ ان میں چھ لاکھ سپاہی تھے اور فرعونیوں کے حملے کی صورت میں اپنا بچاؤ بھی کر سکتے تھے لیکن ان میں کمزوری اور بزدلی کا جذبہ ابھرا اور انھوں نے موسیٰؑ سے شکایت کی کہ ہمیں مصر سے کیوں نکال کر لائے ممکن ہے اس وقت ہم فرعونیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو جائیں۔

دریا پھٹ گیا

جس طرح خالقِ حقیقی مصیبت اور پریشانی کی آخری منزلوں میں جب کہ ان کے پیروکاروں کی آس ہر طرف سے ٹوٹ چکی تھی ان کی فریاد کو پہنچ جاتا تھا اسی طرح آخری مرتبہ بھی جب کہ فرعونی دریا کے قریب پہنچ رہے تھے خدا کے حکم سے موسیٰؑ کی لاٹھی دریا میں گر پڑی عجیب ہوا چلنے لگی۔ خوفناک لہریں اٹھنے لگیں اور دریا میں ہلچل مچ گئی۔ دریا کی تہہ نظر آنے لگی اور ڈراؤنی ہواؤں کے چلنے سے دریا کا ظرف سوکھ گیا[1] اور بنی اسرائیل دریا سے گزر گئے۔ لیکن اب جو اپنی جبیت دیکھتے ہیں تو چونکہ بارہ قبیلوں سے تشکیل ہوئے ہیں لہٰذا دریا میں اترنے کے وقت ان میں اختلاف ہو گیا۔ موسیٰؑ نے ان کا جھگڑا اس طرح چکایا کہ بارہ قبیلے بارہ کھیوں سے تقسیم ہو کر بیک وقت دریا میں اتریں وہ سب کے سب دریا عبور کر کے دوسرے کنارے پہنچ گئے۔

---

[1] حوادث بزرگ تاریخ۔ صفحہ ۲

بے شک اگر ایک گروہ پہلے دریا میں اُترتا تو چند دن کے بعد اُس کے افراد ناز کرتے کہ ہمارا گروہ سب سے پہلے نجات پانے والا ہے اور اس فخر پر ایک دوسرے سے جھگڑتے لیکن موسیٰؑ نے یہ مشکل دور کر دی تاکہ ان کے ماننے والوں میں تنگ نظری کے آثار پیدا ہونے کے لیے ذرا سا بھی عُذر باقی نہ رہے۔

فرعون کی غرقابی

جس وقت فرعونی دریا کے کنارے پہنچے اور دریا کی دھار پھٹی ہوئی پائی تو حیران رہ گئے کہ کیا کریں۔ فرعون کو یقین تھا کہ دریا کا پھٹنا دریائے نیل کے طوفانی ہونے اور مینڈکوں اور ٹڈیوں وغیرہ کے آنے کی طرح کوئی مافوق الفطرت بات ہے اور موسیٰ سے خصوصیت رکھتی ہے اور ہم اس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے اس لیے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر ہم لوگ پلٹ جائیں لیکن ہامان شیخی بگھارنے لگا کہ فرعون کا خاندان چار سو سال سے بنی اسرائیل پر حکومت کرتا چلا آ رہا ہے۔ ان کی سلطنت خدائی کی سرحد تک پہنچ چکی ہے اور مصر کی قوم ان کی عبادت کرتی ہے انھوں نے نہایت شرافت اور نیک نامی سے زندگی بسر کی ہے۔ اب اگر تم دریا میں داخل ہونے سے رکو گے تو تمھارے اور فراعنہ کے خاندان کے دامن پر تاریکی رسوائی کا دھبہ لگ جائیگا اور تاریخ لکھ دے گی کہ ولید بن مصعب (موسیٰ کا ہم عصر فرعون) ایک بنی اسرائیلی کی جادوگری سے ڈر کر اس سے ہار گیا!

یہ پانی تمھارے رعب اور بزرگی کے باعث پھٹا ہے۔ جلدی چلو تاکہ ہم بنی اسرائیل کو پکڑ لیں[1]

فرعون حیران ہے کہ کیا ہے! اسی حیرت کے عالم میں دریائی گھوڑیاں فرعونیوں کے گھوڑوں کے قریب نظر آئیں اور فرعونیوں کے گھوڑے دریائی گھوڑیوں سے جوڑا کھانے کے جوش میں دریا میں گر پڑے[2] اور ایک ایک کر کے دریا کے سوکھے راستوں سے گزر کر سب کے سب دریا کے بیچوں بیچ پہنچ گئے۔

فرعونیوں کے دریا میں اُترنے اور صحیح سلامت رہنے پر دوبارہ بنی اسرائیل سخت پریشان ہو گئے کہ ایسا نہ ہو فرعونی سلامتی کے ساتھ دریا سے نکل کر ان کا حساب چکا دیں۔ لیکن خدا نے کتنے ہی سال تک مہلت دی تھی کہ فرعون جو جرم کرنا چاہے کرے اور فرعونی جو ظلم کرنا چاہیں کریں۔ خدا نے جہاں تک ہو سکا موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارونؑ کے ذریعے ان کی ہدایت کی کوشش کی اور ان کو خبردار بھی کیا لیکن تمام باتیں بے اثر رہیں۔ چنانچہ جس وقت فرعونی دریا کے بیچوں بیچ پہنچے ہیں فرعون نے اپنے آپ کو اتنا اونچا منصب دے ڈالا کہ کہنے لگا:

"اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی"[3]

---

[1] روضۃ الصفا۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۷۴ [2] حیوٰۃ القلوب۔ جلد اوّل صفحہ ۳۲۱

[3] تاریخ طبری۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۹۲

میں تمھارا بڑا خدا ہوں! وہ میں ہی تھا جس نے تمھارے لیے اور بنی اسرائیل کے لیے دریا پھاڑ دیا[1]

ابھی فرعون کی ڈینگ ختم نہیں ہوئی تھی کہ دریا میں جوش آیا اور تمام فرعونیوں کو نگل لیا[2]

فرعون نے جان لیا کہ اس نے زندگی بھر غلطی کی اور زندگی بھر ہی قوم اور موسیٰؑ کے خلاف جنگ کی اور اب وہ پانی کا قیدی ہو کر جلد ہی فنا ہو جائے گا۔ جس وقت اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے موت کا سایہ مجسم دیکھ لیا تو موسیٰؑ کے خدا کو یاد کر کے عرض کرنے لگا:

"اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"[3]

بے شک فرعون بنی اسرائیل کے خدا پر ایمان لایا لیکن یہ ایمان ایسے وقت کا تھا جب کہ سب کچھ ختم ہو چکا تھا اور مصیبت اور موت کے آثار دیکھنے کے بعد اس نے اپنے مجرمانہ اعمال کی طرف دھیان دیا اور سمجھا کہ اس نے زندگی بھر غلطی کی ہے۔ ہاں زندگی بھر کی خونریزی، ظلم و ستم اور حقوق کا غصب کرنا۔ لیکن اب جو موت کی نشانیاں دیکھیں تو اپنے کیے پر پچھتایا۔ افسوس کہ یہ پچھتاوا دیر میں ہوا اور وہ اپنی اور لگ بھگ دس لاکھ[4] پیروؤں کی موت کا سبب بنا۔

---

[1] حیات القلوب۔ جلد اوّل صفحہ ۲۲۵ [2] ناسخ۔ جلد اوّل ہبوط۔ صفحہ ۳۸۸

[3] سورۂ یونس۔ آیت ۹۰ [4] بحار۔ جزو ۱۳۔ صفحہ ۱۳۴

فرعونی دریا میں ڈوب گئے اور بنی اسرائیل کی عبرت کے لیے دریا سات دن تک طوفانی رہا اور اس نے ان لوگوں کے جسم باہر پھینک دیے تاکہ فرعونیوں کی موت میں کسی کو کوئی شک نہ رہ جائے۔ بے شک فرعونی دریا سے باہر پھینک دیے گئے اور ان کے پاس جو سونا اور جواہرات تھے وہ قوم کے ہاتھ لگے اور سامری کا بچھڑا بنانے میں کام آئے[1] لیکن موسیٰؑ نے ان کو جو نصیحت کی کہ فرعونیوں کے مال پر نظر نہ ڈالو اس کا کوئی اثر نہیں ہوا[2] کیونکہ موسیٰؑ کے پیروؤں کی دلیل یہ تھی کہ یہ سب سونا اور زیور جو فرعونیوں کے پاس ہے دکھیا قوم کا خون ہے جو انھوں نے چوسا تھا اور اپنے لیے جمع کر لیا تھا۔ ہم تو دراصل اپنا مال ہی بٹور رہے ہیں۔

غرض وہ سب فوج اور وہ سب ہتھیار فرعونیوں کو مرنے سے نہیں روک سکے[3] اور درباریوں کے وہ سب خزانے اور ان کا غرور ان کو ڈوبنے سے نہیں بچا سکے[4] اس بڑی مصیبت کے بعد نہ آسمان رویا نہ زمین اور نہ لوگوں نے سوگ منایا[5] بے شک رونا تو اس قوم کے لیے زیبا ہے جو اپنے ہم جنسوں کی نیک بختی کی فکر میں رہے۔ فرعونی جو بنی اسرائیل کے مظلوموں کا خون چوسنے کی فکر میں تھے اور جنھوں نے

---

[1] ناسخ۔ جزو اوّل مبوط صفحہ ۳۸۹ [2] روضۃ الصفا۔ جلد اوّل صفحہ ۲۷۹

[3، 4] سورۃ دخان۔ آیات ۲۵ - ۲۷ اور سورۃ آل عمران آیات ۹ - ۱۰

[5] سورۃ دخان۔ آیت ۲۹۔

ان کو ٹیکسوں اور فاقوں سے کچل دیا تھا اس لائق نہیں تھے کہ ان کے لیے رویا جائے اور ان کا سوگ منایا جائے۔

خدائے بزرگ نے انھیں بہت سی نعمتوں سے نوازا تھا لیکن انھوں نے اس کا شکر ادا نہیں کیا اور اس کا نتیجہ دیکھ لیا[۱] کہ خدا میں یہ طاقت ہے کہ وہ ایک چرواہے کے ہاتھوں فرعون کی آمریت تہس نہس کر سکتا ہے اور فرعونیوں کو دریا میں ڈبو سکتا ہے[۲]

واقعی مذہب اور علماء کی مخالفت اپنے پیچھے کیسے کیسے نتائج رکھتی ہے! مصر کی مظلوم قوم کا رونا پیٹنا کیسے عجیب آثار رکھتا ہے! کیا کوئی یقین کرے گا کہ وہ سب محل بے مالکوں کے رہ گئے؟ وہ سب فاحشہ عورتیں بے ساتھیوں کے ہو گئیں؟ کیا یقین آ سکتا ہے کہ وہ سب دولت بے مالک کے رہ گئی؟[۳]

اُردن کی طرف

موسیٰؑ کو اس بادل کی رہنمائی میں جو ان کے سروں پر سایہ کیے ہوئے تھا حکم ہوا کہ عمالیق سے لڑائی کے بعد ملک اردن میں پہنچو۔ موسیٰؑ اور ان کے پیرو نہر اردن تک آئے لیکن شہر میں داخل ہونے سے ڈر گئے موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ ہر قبیلے کا ایک نمائندہ بھیجو تاکہ اس ملک کے لوگوں

---

[۱] سورۃ الانفال۔ آیت ۵۲ [۲] سورۃ القصص۔ آیت ۴۰

[۳] سورۃ القمر۔ آیت ۴۲

کی زندگی کا حال معلوم کریں اور اُردن کی سرزمین میں داخل ہونے کا راستہ تلاش کریں۔ یہ بارہ آدمی اُردن میں داخل ہوئے اور تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ وہ لوگ اہلِ اُردن سے مقابلے کی ہمت نہیں رکھتے۔ پس وہ واپس ہوئے اور انھوں نے اُردن کا حال موسیٰؑ سے بیان کیا موسیٰؑ نے حکم دیا کہ اسے راز ہی رکھو تاکہ بنی اسرائیل کی بہادری اور استقلال کا جذبہ قائم رہے لیکن موسیٰؑ کا حکم صرف یوشع اور کالب نے مانا اور دوسرے دس آدمیوں نے اردنی قوم کا حال بنی اسرائیل سے کہہ دیا۔[1]

موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ شہر میں داخل ہو جائیں اور بت پرستوں سے لڑیں لیکن چونکہ بنی اسرائیل، اردنی قوم کی حالت سے واقف ہو چکے تھے انھوں نے موسیٰؑ سے کہا:

"ہم اس وقت تک شہر میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ دشمن شہر میں موجود ہے۔ تم اور تمھارا خدا مل کر جاؤ اور لڑو۔ ہم یہیں تمھاری فتح کے منتظر رہیں گے۔"[2]

اگر ہم شہر میں داخل ہوں گے تو وہ ہمارا مال لوٹ لیں گے اور ہمارے بیوی بچوں کو قیدی بنا لیں گے۔ بنی اسرائیل نے ان جملوں کے

---

[1] مورخین نے اردنی عوام کی زندگی کے بارے میں بہت افسانہ طرازی سے کام لیا ہے مثال کے طور پر لکھا ہے عوج نے ایک وقت میں بارہ نمائندے دیکھے انھیں اپنے دامن میں رکھا اور گھر لے گیا۔ وہ اتنا بڑا تھا کہ اس کی لمبائی گیارہ ہزار میٹر تھی اور اس نے تین ہزار سال کی عمر پائی..... اردن کے انار کا آدھا چھلکا چار آدمیوں کے بستر کے لیے کافی تھا۔

[2] سورۃ المائدۃ۔ آیت ۲۴

بعد کہا :

"ہم تو مصر جائیں گے جو ہمارا اصلی وطن ہے اور اپنی ہی زمین میں جا کر بسیں گے اور یوشع اور کالب کو سچی بات چھپانے اور ارد نیوں کی حالت پوشیدہ رکھنے کے جرم میں سنگسار کر دیں گے۔"

وحی آئی کہ چونکہ بنی اسرائیل کی طبیعت ستم دیکھنے اور ظلم جھیلنے کی عادی ہو چکی ہے اور یہ اتنی ہمت نہیں رکھتے کہ شہر "اریحا" والوں سے لڑیں اس لیے وہ اس بیابان میں چالیس سال تک بھٹکتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے بوڑھے مر جائیں گے، جوان کمزوری اور بزدلی کا جذبہ ترک کر دیں گے، ان کے بچے بہادری سیکھ لیں گے اور آزاد زندگی گزارنے کے لائق ہو جائیں گے۔

اس میں شک نہیں کہ اگر موسیٰؑ کے ماننے والے مصر واپس چلے جاتے اور اپنی فتح خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے تو فتح کے بعد تمام اختلافات کی طرح نئے نئے اختلاف اور ایک دوسرے کو آزار دینا اور اذیت دینا ایجاد کرتے اور اپنی نفسیاتی الجھنیں جو فرعونیوں کے ظلم اور آزار رسانی سے پیدا ہو گئی تھیں ایک دوسرے پر ظلم کر کے دُور کرتے۔ شاید یہی مقصد تھا کہ جو موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ بیت المقدس کی سرزمین کے باشندوں سے لڑو۔ تاکہ لڑائی کی بدولت ان کی نفسیاتی الجھنیں دُور ہو جائیں ورنہ لڑائی نہ ہونے کی صورت میں ان کی شرمندگی کا جذبہ انھیں داخلی اختلافات سے روک دے گا۔ یہی وجہ تھی کہ موسیٰؑ "تیہ" کے بیابان میں چالیس سال تک

رہنے کے لیے مجبور ہو گئے۔

قومی حکومت

موسیٰؑ چالیس سال کی لگاتار لڑائی کے بعد اپنے وقت کے آمر سے جیتتے ہیں اور خدا کی مدد سے اسے دریا میں ڈبو دیتے ہیں لیکن اس کے بعد کہ موسیٰؑ دریا سے بچ نکلے اور انھوں نے اپنے ماننے والوں کو بھی نکال لیا اور انھیں حکم ملا کہ وہ بیت المقدس کی سرزمین میں داخل ہوں لیکن لوگوں نے ان کا کہنا نہیں مانا اور وہ مجبور ہو گئے کہ "تیہ" کے علاقے میں ہی رہیں اور ان کے باہمی جھگڑے چکاتے رہیں۔ موسیٰؑ ان کے باہمی اختلافات اور جھگڑے میں اس قدر پھنس کر رہ گئے کہ جب شعیبؑ موسیٰؑ کے بیوی بچے کو لے کر آئے ہیں تو موسیٰؑ کو ان سے ملاقات کی فرصت بھی نہیں مل سکی۔ شعیبؑ کچھ دن تو وہاں رہے لیکن جب موسیٰؑ کی ملاقات سے مایوس ہو گئے تو انھوں نے جانے کا ارادہ کر لیا۔ البتہ چلنے سے پہلے قاعدے کے مطابق ان سے ملاقات کرنا چاہی اور کہا:

"میں کتنے ہی دن کا آیا ہوا ہوں آخر تم مجھ سے ملاقات کیوں نہیں کرتے؟"

موسیٰؑ نے بتایا کہ بنی اسرائیل کے کاموں کی دیکھ بھال اور اختلافات کی روک تھام آپ کے استقبال سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ یہ میری ہی ذمّے داری ہے کہ ان کی رہنمائی اور سرپرستی کروں۔

شعیبؑ بولے!

" اے موسیٰؑ! ان کی حکومت ان پر چھوڑ دو۔ ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی چُن لو اور ان کا سردار مقرّر کر دو تاکہ ان لوگوں کے کام کی دیکھ بھال کرتا رہے "

موسیٰؑ نے شعیبؑ کے کہے سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے بارہ سردار چُن لیے۔ ان کو بنی اسرائیل پر حاکم بنا دیا اور موسیٰؑ خود بارہ آدمیوں کے اس بورڈ کے صدر ہو گئے۔ اس طرح موسیٰؑ کی قومی حکومت مضبوط ہوتی گئی[1]

پیاس

بنی اسرائیل بیابانوں میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ پیاس کے مسئلے نے بہت فکر مند کر دیا تھا لہٰذا حضرت موسیٰؑ نے بحکم خدا اپنی لاٹھی پتھّر پر ماری جس سے بارہ چشمے پھوٹ بہے اور بنی اسرائیل اس پانی کو کام میں لائے۔

بے شک خدا نے بنی اسرائیل کو پیاس سے بچانے کے لیے پتھّر کے اندر سے پانی نکال دیا یا ہوا کو پتھّر کے دسیلے سے پانی میں بدل دیا اور بنی اسرائیل کو سیراب کر دیا۔

اس میں شک نہیں کہ سورج کی گرمی پیاس کی سختی بڑھاتی تھی

---

[1] روضۃ الصفا۔ جلد اوّل صفحہ ۲۹۱

لیکن بادل کا سایہ اس گرمی اور جلن کو روکتا تھا[1]

بھوک

ایک اور مجبوری جس نے موسیٰؑ کو بیابانوں میں سخت فکرمند کردیا تھا بھوک کی تھی۔ بنی اسرائیل موسیٰؑ کے پاس آئے اور انھوں نے بھوک کی شکایت کی اور اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"اے موسیٰ! کیا اچھا ہوتا جو ہم کو تم نے مصر میں ہی چھوڑ دیا ہوتا تاکہ ہم عذاب اور اذیت سے مرجاتے لیکن اس بھوک میں تو مبتلا نہ ہوتے!"

موسیٰؑ نے ایک مرتبہ پھر ان کو تلقین کی کہ صبر و استقلال سے کام لو۔ تم اردنی قوم سے لڑنے پر آمادہ نہیں ہوئے اور مصر کی واپسی میں بھی ہماری بھلائی نہیں ہے اس لیے اب ہمیں ان واقعات کو برداشت کرنا چاہیئے۔ خدا ہمیں نہیں بھولے گا اور فیصلہ کن جیت کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم یہ تکلیفیں اٹھائیں۔

خدا نے بنی اسرائیل کی یہ فکر دور کردی اور چالیس سال تک جو وہ تیہ کے بیابان میں بھٹکتے رہے مزے دار غذا من اور سلویٰ ان کو ملتی رہی[2] اور اس طرح انھوں نے فاقوں سے چھٹکارا پایا۔

---

[1] سورۃ البقرۃ۔ آیت ۵۷ اور سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۶۰ اور سورۃ البقرۃ۔ آیت ۲۱۰

[2] من: بھنا ہوا پرند۔ سلویٰ: میٹھی ٹکیہ

بُت پرستی

موسیٰ کے ماننے والوں نے دریا سے چھٹکارا پایا، اپنے زمانے کے مجرموں کے شر سے بچے اور موسیٰ نے بت پرستی اور فرعون پرستی کو ختم کیا وہ چالیس سال تک لڑتے رہے کہ بت پرستی اور فرعون پرستی کا بیج مٹا دیں اور خدائے واحد کی طرف بنی اسرائیل کی رہنمائی کریں۔ انھوں نے اس راستے میں بے حد تکلیفیں جھیلیں۔ اب جبکہ ان کے پیروکار فرعونیوں کے شر سے بچ گئے ہیں۔ وہ گائے اور ستارے پوجنے والے گروہوں سے مل گئے ہیں[1] اور موسیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے لیے ایک بُت مقرر کر دیں تاکہ وہ اس کی پوجا کیا کریں[2]

موسیٰ حیران ہوتے ہوئے بولے کہ:

"تم چاہتے ہو کہ ایک ایسے خدا کو جس نے تمھیں سرداری اور بڑائی دی اور قربانی دینے اور مارے جانے سے بچایا ہے چھوڑ دو اور دوسرے کی پوجا کرنے لگو۔"

بے شک یہ کچے خیالات بُت پرستی اور فرعون پرستی کی پیداوار ہیں اور یہ ذہنیت ظلم سہنے کی عادی ہو چکی ہے اس لیے چاہیے کہ چالیس سال تک "تیہ" کے بیابان میں آوارہ رہیں تاکہ ان کی ذہنیت بدل جانے کے بعد انھیں فتح اور کامیابی نصیب ہو۔

---

[1] بحار جزو ۱۳۔ صفحہ ۱۷۱   [2] سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۳۸

پیٹو پن

بنی اسرائیل مدّتوں من وسلویٰ کھاتے اور پتھر کا مزے دار پانی پیتے رہے۔ اس دانے پانی نے ان کو مجبور کیا کہ وہ یہ کہیں:

"ہم ایک ہی کھانے پر قناعت نہیں کر سکتے! اپنے خدا سے دعا مانگو کہ ہمارے لیے طرح طرح کے پھل اور کھانے کی چیزیں بھیجے، ہم ترکاری، ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز چاہتے ہیں۔"

یہ سُن کر موسیٰؑ بولے:

"یہ کون سا انصاف ہے کہ تم تیار بھُنا ہوا ہوا گوشت اور میٹھا پانی چھوڑ کر ککڑی، مسور اور پیاز چاہتے ہو؟ اس ملک سے باہر نکلو گے تو جو کچھ چاہو گے خدا تمھیں عطا کرے گا۔"

غرض ان نعمتوں کی ناشکری کرنے اور موسیٰؑ سے پہلے کے پیغمبروں کو مار ڈالنے کی وجہ سے بنی اسرائیل فقیری اور ذلت میں گرفتار ہو گئے۔

خدا کی مہمانی

خدا نے موسیٰؑ کو کوہ طور پہ بلایا تاکہ وہ تیس راتیں عبادت میں مشغول رہیں اور خدا انھیں توراۃ عطا کرے۔ موسیٰؑ نے اپنی تیس

پوری کیں لیکن پھر حکم آیا کہ ابھی اور دس راتوں تک کوہِ طور پر مناجات میں مشغول رہو۔

موسیٰؑ نے اپنے پیروؤں کو بتا دیا تھا کہ میں تیس راتیں مناجات میں مشغول رہوں گا اور اس مدت کے لیے ہارون کو اپنی جگہ مقرر کرتا ہوں۔ جب موسیٰؑ کے آنے میں دیر ہوئی تو سامری نے اِس موقعے سے فائدہ اٹھایا اور قوم سے ان کا سونا لے کر گائے کا ایک بچھڑا بنایا اور بنی اسرائیل سے کہا:

"جو خدا کوہِ طور پر موسیٰؑ سے گفتگو کرتا ہے وہی بچھڑے کے پیٹ میں سے تم سے باتیں کرتا ہے۔"

بچھڑا پوجنے والوں کو پوجا سے روکنے کے لیے ہارونؑ کی گفتگو بے اثر رہی اور ان میں سے بہت سوں نے کہا کہ ہم بچھڑے کی پوجا تو کریں گے، اگر موسیٰؑ بھی آکر منع کریں گے تو ہم نہیں مانیں گے۔

خدا نے موسیٰؑ سے پوچھا کہ تمھارے پیروؤں کی کیا خبر ہے؟ تو موسیٰؑ بولے کہ مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔

خدا نے وحی بھیجی کہ تمھارے پیروکار سامری کی بدولت گمراہ ہو گئے ہیں اور بچھڑا پوجنے لگے ہیں۔

موسیٰؑ، توراۃ کی تختیاں لے کر نہایت پھرتی سے اپنے ماننے والوں کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ ان کو شرک کے اس کام سے روکیں[1]۔

---

[1] اس بات کی پوری تفصیل سورۂ طٰہٰ کی آیات ۸۶ - ۹۵ میں دیکھیے۔

موسیٰؑ اور ہارونؑ کا جھگڑا

موسیٰؑ کوہِ طور سے پلٹے اور اپنی قوم کے پاس آئے تو دیکھا کہ لوگ بچھڑا زندہ باد۔ سامری زندہ باد کے نعرے لگا رہے ہیں۔ وہ غم و غصّے میں کہنے لگے[1]:

"میں نے چالیس سال تک مصیبت جھیلی اور بڑے بیل، فرعونیوں کے خدا اور آمر فرعون کو نیست و نابود کر دیا اب میرے ماننے والوں کی خواہش بچھڑے کی پوجا تک آگئی ہے میں جھوٹے خداؤں کو مٹانے کے لیے اُٹھا تھا۔ میں نے بُت پرستی کو اکھاڑ پھینکنے کا ارادہ کیا تھا۔ مجھے اپنے خدا کی قسم ہے کہ میں ان بچھڑا پوجنے والوں کو بھی مٹا دوں گا تاکہ تاریخ یہ لکھے کہ بنی اسرائیل کے ایک چرواہے نے بُت پرستی کا خاتمہ کر دیا اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔"

یاد رہے کہ موسیٰؑ اسی غصّے کی حالت میں تھے جو انھوں نے تختیاں زمین پر پٹک[2] دیں اور ان میں سے کچھ ٹوٹ گئیں تو موسیٰؑ ایک غیر معمولی کشمکش میں پڑ گئے۔ انھوں نے گمان کیا کہ ان کے پیروؤں کی اس کوتاہ اندیشی کا سبب ان کی تبلیغ کی کمزوری ہے۔ بے شک تبلیغ کی سستی ہی تو ہے جو بے شمار لوگ بچھڑے کی پوجا پر مائل ہو گئے۔

---

[1] طبری۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۹۷ [2] سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۵۰

اور ایک ناقابل معافی گناہ کر بیٹھے۔

واقعی سماج کے بتوں، قوم کی جاہ طلبی اور شیطانی خیالات کے مقابلے میں خدا کے بھیجے ہوئے رہبروں کا کام سخت ہوتا ہے۔ انھیں جہاں تک ان سے ہو سکتا ہے اپنی آسمانی گفتگو پیش کرنا اور قوم کو سماج کے بچھڑوں کی پوجا اور شیطان کی عبادت سے روکنا ہوتا ہے تاکہ خدا کے یہاں جواب دہی نہ کرنا پڑے۔

موسیٰؑ جس وقت اس حقیقت پر پہنچے کہ بچھڑے کی پوجا مقاصد کی تبلیغ میں کمی سے پیدا ہوتی ہے انھوں نے باقی ماندہ تختیاں اٹھالیں[۱] اور اپنی قوم کی طرف چلے اور کچھ کرنے سے پہلے انھوں نے اپنے بھائی ہارونؑ کو بلایا جو دین کے رہبر شار ہوتے تھے اور موسیٰؑ کی غیر حاضری میں ان کے وصی تھے۔ جس وقت ہارونؑ بھائی کے پاس آئے موسیٰؑ نے اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور ان کو مواخذے کا ذمّے دار قرار دے کر کہا:

۱۔ تفصیلاً لکلّ شیءٍ (سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۴۵) کے ظاہری الفاظ سے اور المیزان جلد ۸ اور مجمع البیان جلد ۴ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تختیوں کی باتیں موجودہ توراۃ سے زیادہ تھیں اور پہلی بار مستقبل کی باتیں تفصیل سے موسیٰؑ کو بتائی گئی تھیں لیکن ان میں سے کچھ ٹوٹ گئیں اور وہ سب باتیں اس وقت کے بنی اسرائیل کے لیے کارآمد نہیں تھیں لہٰذا ضروری باتیں رفتہ رفتہ موسیٰؑ سے بیان کی گئیں اور ان باتوں میں سے کچھ آج کی توراتوں میں موجود ہیں۔

"تم نے میرے بعد قوم کی حفاظت کیوں نہیں کی؟ لوگوں کو بچھڑے کی پوجا سے کیوں نہیں روکا؟"

ہارونؑ کہنے لگے:

"بھائی جان! میں نے اپنی پوری کوشش کی لیکن انھوں نے میری بات نہیں مانی بلکہ قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں۔ میں نے ان سے کہا کہ عقل مند انسان بچھڑے کو نہیں پوجتا۔ بُت نہیں پوجتا۔ غیرِ خدا کے سامنے نہیں جھکتا لیکن میری باتوں کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوا اور میں ان کو بچھڑے کی پوجا سے نہیں روک سکا۔ انھوں نے میری ان نصیحتوں کے جواب میں مجھے موت کی دھمکی دی اور جواب دیا کہ جب تک موسیٰ مناجات سے واپس نہیں آتے ہم اپنا کام جاری رکھیں گے۔

میرے پیارے بھائی! میں چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ ایسا عمل کیجیے کہ دشمن خوش نہ ہوں اور میں ان کے سامنے بے وقعت نہ ہو جاؤں اور مجھے بُرا بھلا مت کہیے۔"[1]

موسیٰؑ ہارونؑ سے کہنے لگے کہ:

"جب تم نے سامری کی مخالفت اور بت پرستی کے آثار دیکھے تھے تو تمھیں ان کی مخالفت کو ابتدا ہی میں ختم کر دینا چاہیے۔

---

[1] سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۵۰ اور سورۃ طٰہٰ۔ آیت ۹۴

تھا۔ چھپ کر یا کھلم کھلا ان کے خلاف لڑتے اور بچھڑے
کی پوجا کو رواج نہ دینے دیتے کیونکہ اس قسم کے کاموں
کو ابتدا ہی میں دبا دینا چاہیے۔"

ہارونؑ کہنے لگے:

"بھائی جان! آپ جانتے ہیں کہ اگر میں نے ایسے کام میں ہاتھ
ڈالا ہوتا تو بنی اسرائیل میرے کام کی مخالفت کرتے اور مجھے
مار ڈالتے۔ اگرچہ میں مقصد حاصل کرنے کی راہ میں اپنی
موت سے نہیں ڈرتا لیکن جب میں نے دیکھا کہ ان کی
بچھڑے کی پوجا چند دن سے زیادہ کی نہیں ہے اور وہ خود بھی
جانتے ہیں کہ بچھڑا ان کو کوئی نفع نہیں دیتا تو میں نے انھیں
بچھڑے کی پوجا سے سختی سے نہیں روکا۔"

موسیٰؑ سمجھ گئے کہ ہارونؑ کا اس منحوس واقعے میں کوئی ہاتھ نہیں ہے پھر بھی چونکہ ان کی نامناسب خاموشی موسیٰؑ کی نظر میں ایک ایسا قصور تھا کہ موسیٰؑ نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور خدا سے دعا کی کہ:

"خداوندا! میری اور میرے بھائی کی کوتاہی کو معاف کر دے
اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما کہ تو ارحم الراحمین ہے۔"[1]

اگرچہ ہارونؑ سے موسیٰؑ کا برتاؤ ظاہرا ایک بھائی کے جذبے کے خلاف نظر آتا ہے لیکن موسیٰؑ کے سخت غم و غصے نے بنی اسرائیل پر

---

[1] سورۂ اعراف۔ آیت ۱۵۱

ظاہر کردیا کہ وہ کس قدر ان سے ناراض ہیں اور موسیٰؑ کے ماننے والوں کو مجبور کردیا کہ وہ اپنے نئے جرم سے واقف ہوجائیں اور اسے مٹانے کی فکر کریں۔

سامری کا بچھڑا

سامری سنار کے کام سے واقف ہے۔ وہ موسیٰؑ کے لشکر کا ایک سردار ہے جس نے فرعونیوں کا ڈوبنا دیکھا ہے۔ اس نے بنی اسرائیل کا سونا اکٹھا کر کے موسیٰؑ کے مکان میں گلایا اور اس سے ایک بچھڑا بنا لیا ہے۔ سامری نے اپنا بچھڑا بھی دوسرے مجسّموں کی طرح کھوکھلا بنایا ہے تاکہ مسالا کم لگے البتہ اس کا ظاہر بڑا دلکش ہے۔

سامری نے اپنے بچھڑے میں دو چھید کر رکھے تھے۔ ایک پیچھے کی طرف اور ایک آگے کی طرف۔ سامری انہی دو چھیدوں کی راہ سے حضرت موسیٰؑ کے پیروؤں کو بہکاتا تھا کیونکہ وہ پچھلے چھید کو دیوار کے سوراخ کے پاس رکھ کر دیوار کے پیچھے سے اس چھید میں ہو کر بات کرتا تھا۔ اس کی آواز بچھڑے کے منہ سے باہر نکلتی تھی اور لوگ یہ سمجھتے تھے کہ بچھڑا بول رہا ہے۔ کبھی کبھی ہوا چلنے اور بچھڑے کے پیٹ میں ہوا بھر جانے سے بھی عجیب سی آوازیں پیدا ہوتی تھیں جو عوام کو بہکاتی تھیں۔

بے شک بنی اسرائیل کے ناپاک دل بچھڑے کی پوجا سے گندے ہوچکے تھے وہ بچھڑے کی جھوٹی آواز کا ضمیمہ بن گئے اور انھوں نے

بنی اسرائیل کی ایک بہت بڑی تعداد کو گمراہ کر دیا! موسیٰؑ نے سامری کو بلایا اور اسے سرزنش کرتے ہوئے کہا کہ تو نے قوم کو کیوں بہکایا؟ تو نے یہ نامعقول کام کیوں کیا؟

سامری کہنے لگا:

"بنی اسرائیل کے یہاں جو سونا موجود تھا وہ میں نے جمع کر کے اپنا سونے کا بچھڑا بنا لیا اور خدا کے بھیجے ہوئے جانور کے پیروں کی خاک لے کر بچھڑے کے منہ میں ڈال دی[1] بچھڑے کے منہ سے آواز نکلی اور آدمیوں نے اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ میں نے اس کم عقلی سے فائدہ اٹھایا اور بچھڑے کو ان کے خدا کا نام دے دیا"

موسیٰؑ نے سمجھ لیا کہ ان کے ماننے والوں کی گئوسالہ پرستی کا گناہ سامری کے ہاتھوں سرزد ہوا ہے اور وہی تھا جس نے اس آگ کو ہوا دی لہٰذا انھوں نے اس سے بیزاری کا اظہار کیا اور کہا کہ تو میری نظروں سے دُور ہو جا۔ تیرے لیے یہ سزا ہے کہ تو کہتا پھرے کہ مجھے نہ چھونا ورنہ میری چھوت کی بیماری میں مبتلا ہو جاؤ گے[2]

تورات

موسیٰؑ بھی دوسرے دینی رہبروں کی طرح جو ظلم و ناانصافی کے

[1،2] سورۂ طٰہٰ۔ آیات ۹۶۔۹۷

خاتمے کے لیے اٹھتے ہیں آسمانی پروگرام رکھتے تھے۔ جس وقت موسیٰؑ کے ماننے والوں نے فرعون کی ظالمانہ حکومت سے نجات پائی اور قوم آزادی سے سوچنے لگی اور ان کی علم کی سطح بلند ہوئی تو موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ اپنے پیروؤں کو دینی باتیں بتائیں اور ان پر آسمانی حقیقتیں واضح کریں۔

ہاں ابراہیمؑ کے دین کی باتیں پانچ صدیوں میں مغرور سربراہوں اور ظالم حکمرانوں کے گندے خیالات کا شکار ہو چکی تھیں اور روزانہ دینی موضوعات اس خاص رنگ میں پیش کیے جاتے تھے جو عیاش سربراہوں کی خواہش کے مطابق ہوتے تھے اور ضد اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ ابراہیمؑ کے دین کی باتیں بالکل بدل چکی تھیں اور ایک دوسرے آسمانی رہبر کے آنے کی بنیاد پڑ رہی تھی تاکہ دین سے منسوب ہو جانے والی خرافاتیں اور دین کو متاثر کرنے والی سربراہوں کی کوششیں ختم ہو جائیں اور دین کی حقیقتیں جھلکنے لگیں۔

غرض خداوندِ عالم نے وہ احکامات جو کچھ دن پہلے فرعون کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے تھے اور اپنی اصلیت کھو چکے تھے موسیٰؑ کی معرفت ظاہر کر دیے تاکہ قوم دین کی اصلی باتوں سے واقف ہو جائے لیکن یہ بہت دکھ کی بات ہے کہ وہ قوم جو ظلم سے مانوس ہو گئی تھی اور جس کی طبیعت کو جفائیں سہنے کی عادت پڑ گئی تھی موسیٰؑ کے آسمانی احکامات کو اچھے لفظوں میں قبول نہیں کرتی تھی۔ موسیٰؑ بہت کچھ تکلیفیں اٹھا کر اور آسمانی ڈراوے دکھا کر اپنے پیروؤں کی سرزمین کو دین سے واقف کرایا[1]۔

---

[1] سورۃ البقرۃ۔ آیات ۶۳ و ۹۳ اور سورۃ النساء آیت ۱۵۴

سچ مچ انسان کتنا بھولنے والا ہے! واقعی حقیقتوں کو کتنا اَن دیکھا سمجھتا ہے! یقیناً جب تک موسیٰؑ ان سے خطاب نہ کریں اور نہ کہیں:

"کیا تم نے مصر میں خدا کی قدرت نہیں دیکھی؟ کیا تم نے فرعونیوں کو ڈوبتے نہیں دیکھا؟"

انھیں خدا یاد نہیں آتا۔ موسیٰؑ کی یاددہانیوں اور آسمانی ڈراوں کے سبب سے کچھ لوگوں نے موسیٰؑ کی باتیں مان لیں لیکن سربراہوں کی ضد، زمانے کی رفتار، دنیا کے حادثات اور بنی اسرائیل کی لاپرواہی نے تورات کی باتیں ضائع ہو جانے کے اسباب پیدا کر دیے اور ان میں تبدیلیاں کر دی گئیں۔

مدینے کے یہودیوں نے جو مسلمانوں کے پیغمبرؐ کا ظہور معلوم کرنے اس شہر میں آئے تھے اور بت پرستوں سے کہتے تھے کہ جس وقت محمدؐ ظہور کریں گے ہم جیت جائیں گے[1] اور آنحضرتؐ کو اتنی خوبیوں کا مالک جانتے تھے کہ ان خوبیوں کی وجہ سے انھیں اپنے بیٹوں کی طرح سمجھتے تھے[2]

جس زمانے میں پیغمبر اسلامؐ نے ظہور فرمایا انھوں نے تورات میں تبدیلی کر ڈالی[3] اور جو کچھ تورات میں تھا اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

زر پرست علماء نما افراد اپنی عارضی سرداری کے لیے اپنے آقاؤں کی خواہش کی مطابق تورات کی عبارتیں نکال دیتے تھے یا ان میں تبدیلی کر دیتے تھے[4]

---

[1] سورۃ البقرۃ۔ آیت ۸۹ [2] سورۃ البقرۃ۔ آیت ۱۴۶

[3] سورۃ البقرۃ۔ آیت ۷۹ [4] سورۃ الانعام۔ آیت ۹۲

واقعی یہ پیٹ بھی کیا بُری بلا ہے۔ اس کی خاطر قتل ہوتے ہیں، حقوق مارے جاتے ہیں، مال ضبط ہوتا ہے، کچھ مفلس ہو جاتے ہیں، جیل جاتے ہیں، دیس نکالا پاتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں۔

جی ہاں! دنیا پرستوں کے یہی طریقے ہیں اور ان سے اس سے زیادہ کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ لیکن وہ لوگ بھی جو خود کو عالم کہتے ہیں اور روحانیت کی بات کرتے ہیں آسمانی سچائیوں میں اپنے مجرم آقاؤں کی خوشی کے لیے کیوں تبدیلی کر لیتے ہیں اور حقیقی علماء کو کیوں تکلیف پہنچاتے ہیں۔

خدا کا دیدار

جو لوگ فرعون پرستی کی فضا میں پلے بڑھے ہیں وہ موسیٰؑ کے ان دیکھے خدا کو نہیں پہچان سکتے اور نہ اس پر ایمان لا سکتے ہیں۔ موسیٰؑ خدا کی صفات کے بیان اور اپنے خیالات کی تشریح کے بعد بنی اسرائیل کی مخالفت سے دوچار ہوئے!

چونکہ ان کے جن پیروؤں نے فرعون کی عبادت کی ہے اور یہ دیکھا ہے کہ فرعون کی پرجا ہوتی ہے اس لیے وہ یہ سوچتے ہیں کہ موسیٰؑ کا خدا بھی جسم رکھتا ہے اور اسے دیکھنا چاہیے اور ان کی اسی غلط سوچ نے ان کو مجبور کیا کہ وہ کہیں:

"ہم اُن دیکھے خدا پر ایمان نہیں لائیں گے"[1]

---

[1] سورۃ البقرۃ آیت [redacted] اور سورۃ النساء آیت ۱۵۳

اور تمھارے خدا کو نہیں مانیں گے جب تک کہ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں لیں گے۔

موسیٰؑ اس غرض سے کہ اپنے ماننے والوں کو یہ سمجھا سکیں کہ ان کے خدا کو دیکھا نہیں جا سکتا ان کے ستر آدمیوں کو پہاڑ پر لے گئے[1] اور انھوں نے خدا کی درگاہ میں عرض کیا:

"اپنے آپ کو ہمیں دکھا!"

خدا نے وحی بھیجی:

"پہاڑ کو دیکھو اگر وہ اپنی جگہ قائم رہے تو ممکن ہے کہ تم مجھے دیکھ لو۔"

اس کے بعد اس نے پہاڑ پر روشنی کی اور اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ یہ دیکھتے ہی وہ بے ہوش ہو گئے۔ جس وقت ہوش میں آئے تو خدا کی درگاہ میں اپنے پیروؤں کی بات اور اپنی گفتگو کے قبول ہو جانے پر بہت شرمندہ ہوئے[2]

موسیٰؑ نے ان ستر آدمیوں پر نظر ڈالی۔ دیکھا کہ سب کے سب دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ موسیٰؑ نے عرض کیا:

"اے خدا! میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا؟"

موسیٰؑ کی غیر معمولی حیرت اور اس قسم کی باتیں کرنے کے ساتھ ہی وہ ستر آدمی چونک اٹھے اور موسیٰؑ کے ساتھ ہی پلٹ آئے[3]

---

[1] سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۵۵ [2] سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۴۳ [3] سورۃ البقرۃ۔ آیت ۵۶

خود پسند قارون

قارون، موسیٰؑ کے چچا کا بیٹا ہے اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کے بعد وہی شخص ہے جو توراۃ پر پورا عبور رکھتا ہے لیکن قارون کی خود پسندی اور غرور نے اسے حالات سے فائدہ نہیں اٹھانے دیا۔ وہ مال و دولت کے اعتبار سے بنی اسرائیل میں سب سے نمایاں ہے۔ وہ جس وقت گھر سے باہر جاتا ہے تو ایسے شان و شکوہ سے چلتا ہے جس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔

موسیٰؑ کی کوششیں، ظلم، ضد اور خود پسندی مٹانے کے لیے تھیں موسیٰؑ اس لیے اُٹھے تھے کہ خدا کے احکام کے مطابق سماجی انصاف قائم کریں۔ محتاجوں اور مظلوموں کو آزاد اور پر سکون دیکھیں لیکن ابھی فرعون کی مصیبتیں نہیں بھولے تھے کہ قارون نے اپنے ظلم و ستم کا محل کھڑا کر دیا۔ موسیٰؑ کے مفلس پیرو قارون سے کہتے تھے اپنے اوپر مت اکڑ کیونکہ خدا گھمنڈیوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اے قارون! قیامت کے دن کی فکر کر اور اپنے مال و دولت سے آخرت کے لیے توشہ تیار کر۔ جس طرح خدا نے تجھ سے بھلائی کی ہے تو بھی اسی طرح خلقِ خدا سے بھلائی کر! اے قارون! فتنے اٹھانا اور سماجی انصاف کو درہم برہم کرنا چھوڑ دے کیونکہ خدا ایسے واحد فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔

قارون کہتا کہ چونکہ میں صاحب علم ہوں اس لیے خدا نے مجھے یہ مال دیا ہے۔

افسوس! یہ ڈھیٹ انسان کتنا مغرور اور گناہگار ہے! دنیا کے چلن اور زمانے کی چال سے کتنا غافل ہے! یہ کیوں نہیں سوچتا کہ اس سے بھی بڑے بڑے لوگ اس بڑکپن اور عظمت کے باوجود مٹ گئے۔

ہاں خود پسند قارون بجائے اس کے کہ نصیحت مانے غیر معمولی جاہ و جلال سے گھر سے نکلتا تھا اور دکھیوں کے دل کو اور بھی دکھاتا تھا۔ جو لوگ دنیا کے علاوہ آخرت کا تصور نہیں رکھتے وہ کہتے تھے: کیا اچھا ہوتا جو ہم بھی قارون کی طرح کثیر دولت کے مالک ہوتے لیکن جو علم اور عقل رکھتے تھے اور جنہوں نے تاریخ کے مطالعے سے سبق حاصل کیا تھا ان لوگوں سے کہتے تھے: تم غلطی کرتے ہو ہمارے لیے خدا کا انعام قارون کے اس سب مال و دولت سے بہتر ہے[1]

غلامی کی نشانی

موسیٰؑ نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ اپنے لباسوں میں گرداگرد آسمانی رنگ کا سوتی فیتہ ٹانک لیں تاکہ اس فیتے کو دیکھ کر خدا کی یاد آ جایا کرے۔

---

[1] سورۂ القصص۔ آیات ۷۶-۸۲

قارون نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ یہ عمل غلامی کی نشانی ہے جو بڑے لوگوں کی طرف سے نوکر کو دی جاتی ہے۔ میں یہ کام کرنے کو تیار نہیں ہوں۔

قارون اپنے خاص جانور پر سوار تھا اور اسے خوشامدی گھیرے ہوئے تھے۔ وہ اپنے خاص انتظامات کے ساتھ موسیٰؑ کے پاس سے گزر رہا تھا اور کہتا جا رہا تھا:

"میں تم سے بہتر ہوں اس لیے تمھارا حکم نہیں مانوں گا۔"

موسیٰؑ نے جو یہ سنا تو بولے:

"اگر تو میری اطاعت کے لیے تیار نہیں ہے تو اس بات پر آمادہ ہو جا کہ ہم ایک دوسرے کے لیے بدعا کریں۔"

قارون نے بدعا کی لیکن اس کی بددعا کا کوئی اثر نہیں ہوا۔[1]

خوش نما محل

قارون اپنے محل میں بیٹھا ہوا تھا جس کے دروازے سونے کے تھے اور دیواریں سونے کے ورق لگا کر سجائی گئی تھیں کچھ لوگ اس کے اردگرد جمع تھے اور اس نے موسیٰؑ کے خلاف علم بغاوت بلند کر رکھا تھا۔

موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل سے زکوٰۃ وصول کریں اور عوامی بہبود

---

[1] بحار۔ جزو ۱۳۔ صفحہ ۲۵۳

کے کاموں میں خرچ کریں۔ موسیٰؑ نے قارون کے پاس آدمی بھیجا اور اسے اطلاع دی کہ تمھاری دولت کا ایک حصہ قوم کے عوام کی ضروریات پر خرچ ہونا چاہیے۔ قارون نے دیکھا کہ بہت مال دینا پڑے گا۔ اس لیے مال کی محبت نے زکوٰۃ دینے کی اجازت نہیں دی۔

قارون نے اپنے حمایتی جمع کیے اور بولا کہ موسیٰؑ نے جو حکم دیا میں نے مانا لیکن اب وہ چاہتا ہے کہ میرا مال و دولت بھی لے لے۔ میں سوچتا ہوں کہ تم سب میرے جھنڈے تلے آجاؤ تاکہ ہم لوگ متحد ہو کر موسیٰؑ کو زکوٰۃ دینے سے بچ جائیں[1]۔ قارون کے حمایتیوں نے موسیٰؑ کے پاکیزہ دامن پر داغ لگانے کا ارادہ کر لیا۔ "ستیر" نامی ایک بدکار عورت بلائی گئی اور اس کو بہت سی رقم دی گئی اور یہ کہا گیا کہ جب موسیٰؑ منبر پر چڑھ کر یہ کہیں کہ شراب مت پیو، چوری مت کرو، حرام کاری مت کرو...... تو تم ان پر تہمت لگا دینا کہ تم نے مجھ سے حرام کاری کیوں کی تھی۔ ہم عہد کرتے ہیں کہ اس کام کے بدلے میں تو جتنا مال چاہے گی ہم دیں گے اور تجھے اپنے زنان خانے میں داخل کر لیں گے۔

تاریخی منبر

موسیٰؑ بنی اسرائیل کے خیالات کی ترقی کے لیے منبر پر گئے اور چوری اور تہمت کی برائی کرنے لگے۔ جس وقت حرام کاری کے موضوع

---

[1] بحار جز و ۱۳ صفحہ ۲۵۳

پر پہنچے تو بولے:

"جو کوئی حرام کاری کرے اور بیوی بھی رکھتا ہو تو اس پر اتنے پتھر برسائے جائیں کہ وہ مرجائے اور جس کے بیوی نہ ہو اس کے سو کوڑے لگائے جائیں۔"[1]

قارون نے منبر کے نیچے سے کہا:

"اگر تم خود یہ کام کرو تو پھر تمھارے لیے بھی یہی حکم جاری ہونا چاہیے۔"

موسیٰؑ: اگر میں ایسا کروں تو یہی حکم جاری ہونا چاہیے کیونکہ خدا کے احکام میں کسی کی خصوصیت نہیں ہے۔

قارون: بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ تم "ستیر" سے ہم بستر ہوئے ہو۔

موسیٰؑ: میں؟

قارون: ہاں تم۔

موسیٰؑ: عورت کو بلاؤ۔ اگر وہ اقرار کرے تو میں تیار ہوں کہ مجھے سزا دی جائے۔

عورت آئی۔ موسیٰؑ نے اس سے خطاب کیا کہ:

"کیا میں نے تیرے ساتھ ایسا کام کیا ہے؟ تجھے اُس خدا کی قسم ہے جس نے بنی اسرائیل کے لیے دریا کو پھاڑا اور موسیٰؑ کے لیے توراۃ بھیجی۔ سچ سچ بیان کر۔"

ستیر: قارونی جھوٹ بولتے ہیں۔ انھوں نے میرے لیے رقم مقرر

---

[1] اسلام میں زانی مرد کو کوڑے لگاتے جس کی بیوی نہ ہو اور بیوی والے کو سنگسار کرتے ہیں

کر دی ہے کہ میں بے لوں اور تمھیں بدنام کروں!

بے شک عورت نے سوچا کہ دنیا فنا ہو جائے گی۔ اس لیے خدا کے رہبر کو آزار پہنچانا مناسب نہیں ہے۔ اس کے بدلے میں اس کا گریبان پکڑا جائے گا۔ عورت نے سوچا کہ اگرچہ ایک بڑی رقم جیب میں آئے گی اور میں قارون کی بیوی بن جاؤں گی لیکن اس موسیٰ کو داغ لگانا جس نے تکلیفیں اٹھا کر لوگوں کو فرعونیوں کے مظالم سے چھڑایا ہے مناسب نہیں ہے۔

موسیٰؑ سمجھ گئے کہ خدا نے ان کی آبرو بچائی ہے۔ اس نعمت کے شکرانے میں وہ سجدے میں گر گئے اور عرض کیا:

"اے خدا! تیرے دشمن نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ مجھے بدنام کرے۔ اے پالنے والے! اگر میں تیرا پیغمبر ہوں تو مجھے قارون پر غالب کر۔"

موسیٰؑ نے خدا سے دعا کی کہ قارون کا حساب لے۔ جواب آیا کہ ہم نے زمین کو تیرے اختیار میں دے دیا ہے تو جو چاہے اس کے ساتھ کر۔ موسیٰؑ نے اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ جو مجھ سے تعلق رکھتا ہے وہ میری طرف آجائے اور قارونیوں سے الگ ہو جائے کیونکہ وہ عنقریب ہلاک ہونے والے ہیں۔

موسیٰؑ کی شخصیت

موسیٰؑ کے معجزے خدا سے ان کا تعلق ثابت کرتے تھے اور قوم کی حالت

سُدھارنے کے لیے ان کی جاں فشانیاں ان کو خدا کے اور قریب کرتی تھیں ایسا کیوں نہ ہو؟

موسیٰؑ نے نہ کبھی اپنے لیے حقوق، دولت، انعام اور منافع کا مطالبہ کیا اور نہ کبھی یہ سوچا کہ اونچے محل اور خوش حال زندگی کے وسائل فراہم کریں اور اس کے بھاری اخراجات مفلس قوم کے کندھوں پر ڈال دیں۔ وہ چالیس سال تک اپنے بیوی بچّے سے دور فرعون سے لڑتے رہے یہاں تک کہ اس کو دریا میں ڈبو دیا اور بنی اسرائیل کو اس کے شر سے بچا لیا۔

انھیں جاں فشانیوں کی وجہ تھی کہ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے دلوں کی گہرائیوں میں گھر کر لیا تھا۔ وہ ان کے خون اور گوشت میں رچ بس گئے تھے اور وہ بھی ان کی جان و دل سے اطاعت کرتے تھے۔ موسیٰؑ کے پیروؤں کی اطاعت موسیٰؑ سے دوستی ظاہر کرنے کی حد تک نہیں تھی بلکہ وہ ان کے دشمن سے نفرت کا اظہار بھی کرتے تھے اور اس کے خلاف کھڑے ہو جاتے تھے۔

جس وقت موسیٰؑ نے حکم دیا کہ جو کوئی مجھ سے عقیدت رکھتا ہے وہ قارون کو چھوڑ دے۔ تمام بنی اسرائیل قارون سے الگ ہو گئے اور چلے گئے۔ صرف قارون کا کنبہ یا اس کے مددگاروں میں سے چند لوگ اس کے پاس رہ گئے۔ بزرگ خدا نے حق کو باطل پر غالب کیا کہ قارون کی زندگی کا ساز و سامان زمین میں دھنس گیا۔ (سورۂ قصص۔ آیت ۸۱)

اور موسیٰؑ اس کی مخالفتوں کے شر سے چھوٹ گئے۔

یقیناً انسان کتنا غافل ہے! کتنا اپنے آپ سے لڑتا ہے! ہاں فرعون اور قارون سوچتے تھے کہ اس قدر قوت، دولت، فوج اور ساز و سامان کی مدد سے وہ اونی کپڑے پہننے والے موسیٰؑ کو فنا کر دیں گے لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ دنیا کو پیدا کرنے والا خدائے واحد ہے جو کمزور اور دکھی انسانوں کا سچا سہارا ہے اور مناسب وقت پر ظالموں سے حساب لیتا ہے۔ بے شک ان کے سب اموال و دولت اور لشکر خدا کے ارادے کے آگے مکڑی کے جالے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے[1]۔

موسیٰؑ کی فتح

موسیٰؑ نے فرعونیوں سے تقریباً چالیس سال تک لڑتے رہنے کے بعد اپنے زمانے کے ظالموں پر فتح پائی اور قوم کو فرعونیوں کے آزار سے بچا لیا۔

موسیٰؑ اپنی خاص مستقل مزاجی کے ساتھ ان باہمی جھگڑوں سے بھی نمٹتے رہے جو ہر ابتدائی فتح کے بعد پیدا ہو جاتے ہیں اور انھوں نے سامری کو نکال کر بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا سے چھٹکارا دلایا۔

چونکہ مصری قوم نے ایک طویل مدت مفلسی اور محتاجی میں

---

[1] سورۃ العنکبوت آیت ۴۱

کاٹی تھی لہٰذا قارون کی موجودگی ان کو ستاتی تھی اور انھیں اس کے زر و زیور کی طرف للچاتی تھی اور وہ اپنے اصل مقصد یعنی خدا کی عبادت، بھائی چارے کی زندگی اور خیالات کی ترقی سے پیچھے رہ جاتے تھے لیکن موسیٰؑ دوبارہ دولت اور رسوائی کے اس بُت سے لڑے انھوں نے اپنی قومی حکومت کی بنیادیں مضبوط کیں اور اپنے ماننے والوں کے جسمانی اور روحانی آرام کے سامان جمع کیے۔

خضرؑ سے ملاقات

اس قدر غیر معمولی کامیابیوں کے بعد دنیاؤں کے پالنے والے نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنے سے زیادہ علم رکھنے والے سے ملاقات کرو۔ چنانچہ موسیٰؑ نے اپنا سفر شروع کیا اور ایک پیاسے کی طرح چلے تاکہ اپنے آپ کو خضرؑ کے علم کے دریا سے سیراب کریں۔

ہاں موسیٰؑ نے علم اور عقل کے سرچشمے تک پہنچنے کے لیے راستے میں تکلیفیں اٹھائیں اور سفر کی سختیاں جھیلیں۔ یہاں تک کہ حضرت خضرؑ کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔

شاگردی کی شرط[۱]

جس وقت موسیٰؑ کی نظر خضرؑ کے روشن حسن پر پڑی اور انھوں نے

۱۔ موسیٰؑ اور خضرؑ کا قصہ سورۃ الکہف کی آیات ۶۵ - ۸۲ اور ان کی تفسیروں سے لیا گیا ہے

ان کے چہرے میں ذہانت، علم اور عقل کی نشانیاں پائیں تو حد درجہ متانت اطمینان اور عزت سے سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور خضرؑ سے عرض کیا:

"کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں رہوں اور آپ کے خداداد علم سے کچھ سیکھوں"

ہاں! یہ موسیٰؑ ہیں جو علم، عقل اور وحی کے مدرسے میں دس سال تک تربیت پا چکے ہیں اور علم و عقل کی اہمیت اور خضرؑ کے احترام کے قائل ہیں لیکن جو لوگ مذہب اور عقل کے خلاف پوری قوت سے لڑتے ہیں اور مذہب اور عقل سے وابستہ لوگوں کو قید اور جلاوطن کرتے ہیں وہ مذہب اور علم سے بے خبر ہیں اور ان کی اہمیت کے قائل نہیں ہیں اور اگر علم کو قوت پہنچانے اور دینداری ظاہر کرنے پر مجبور بھی ہو جاتے ہیں تو وہ دینداروں اور علماء کے خوف سے ایسا کرتے ہیں۔

خضرؑ نے موسیٰؑ کی بات سنی تو بولے کہ تم میری شاگردی کا حوصلہ نہیں رکھتے اور جو میں کروں گا اسے دیکھ نہیں سکتے اور چونکہ تم میں حوصلہ نہیں ہے اس لیے تم بے صبری ظاہر کرو گے اور چونکہ تم دنیا کے پوشیدہ اسباب سے واقف نہیں ہو اس لیے تم تکلیف کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکتے۔

موسیٰؑ نے عرض کیا کہ میں نافرمانی نہیں کروں گا اور خدا کے فضل

سے آپ مجھے بُرد بار پائیں گے۔

خضرؑ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ اور میرے پاس رہ کر سیکھتے چلو لیکن میں جو کچھ کروں اس کے بارے میں مت پوچھنا کیونکہ میں جواب دینے سے مجبور ہوں۔

کشتی میں چھید

موسیٰؑ اور خضرؑ بیابانوں اور شہروں میں گھومتے تھے اور موسیٰؑ ان سے علمی باتیں سیکھتے تھے یہاں تک کہ سفر کے دوران میں دونوں ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ موسیٰؑ نے جو نظر ڈالی تو دیکھا کہ خضرؑ کشتی میں چھید کرنے میں لگے ہیں اور کشتی بہت جلدی ڈوبنے والی ہے۔

موسیٰؑ، خضرؑ کے اس خلاف توقع کام سے بے چین ہو گئے اور انھوں نے ان پر اعتراض کر دیا اور بولے!

"آپ کشتی میں چھید کیوں کرتے ہیں اور پھر اس کے چھید کو کپڑے سے کیوں بھرتے ہیں؟ اس کام سے نہ صرف کشتی کے مالک کو نقصان پہنچے گا بلکہ کشتی بھی ڈوب جائے گی۔"

خضرؑ نہایت اطمینان سے بولے:

"موسیٰؑ! تمھاری شاگردی کی شرط یہ تھی کہ میرے کاموں کے متعلق صبر سے کام لوگے اور میرے کام میں دخل

نہیں دو گے "

موسیٰؑ نے جواب دیا :

" میں بھول گیا تھا۔ مجھ سے پوچھ گچھ نہ کیجیے اور میرے سیکھنے کے کام میں مشکل پیدا نہ کیجیے۔ میں معذرت چاہتا ہوں "

لڑکے کی ہلاکت

موسیٰؑ نے خضرؑ کی اجازت سے دوسری بار سفر کا ارادہ کیا۔ راستے کے کنارے پیاری پیاری باتیں کرنے والا ایک بچہ کھیل میں مشغول ہے۔ ریشمی لباس پہنے ہوئے ہے اور کانوں میں سونے کے بندے ہیں۔ موسیٰؑ نے جن کا ذہن ابھی تک کشتی میں چھید کرنے کا منظر نہیں بھولا تھا اچانک دیکھا کہ خضرؑ اس میٹھے بولے اور خوبصورت بچے کو دوسرے بچوں میں سے پکڑ کر باہر لے آئے اور مار ڈالا۔

موسیٰؑ اس عجیب و غریب فعل سے اور زیادہ پریشان ہو گئے اور بولے : یہ کیسا شخص ہے؟ معصوم بچے کا کسی حکومت میں گناہ نہیں مانا جاتا۔ کیا کروں؟ اعتراض کروں یا خاموش ہو رہوں میں نے وعدہ کیا ہے کہ اعتراض نہیں کروں گا۔ اگر اعتراض کرتا ہوں تو وعدہ خلافی ہے اور اگر کچھ نہیں کہتا تو میرا ضمیر بے چین رہے گا۔

یہ خیالات موسیٰؑ کے ذہن میں بجلی کی طرح کوندے اور انھوں نے اعتراض کے لیے بے ساختہ زبان کھول اور کہا:

"اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ" ؎

"اے خضرؑ! آپ نے اس بچّے کا پاک خون بہا دیا جو موت کا مستحق نہیں تھا"

خضر کہنے لگے کہ موسیٰؑ! کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے نہ تم میرے کام دیکھ سکتے ہو اور نہ میرے ساتھ سفر کرنے کا حوصلہ ہی رکھتے ہو اور پھر تم نے دوسری بار اعتراض کر دیا میں نے تم سے پہلے بھی کہہ دیا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ اگر پھر تم نے مجھ پر اعتراض کیا تو تم کو میرے ساتھ رہنے کا حق نہیں رہے گا۔

دیوار کی مرمّت

موسیٰؑ دوبارہ اعتراض سے رک گئے اور سفر پہ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ "ناصرہ" جا پہنچے۔ موسیٰؑ اور خضرؑ نے اہلِ ناصرہ سے کھانا مانگا لیکن وہ یہ مانگ پوری کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے۔ موسیٰؑ اور خضرؑ خالی پیٹ ایک دیوار کے پاس پہنچے۔ خضرؑ نے کہا:

"آؤ اس دیوار کو ڈھائیں اور پھر بنائیں"

موسیٰؑ حیران ہوئے۔ یہ کیسا آدمی ہے کہ شہر والے نہ اسے

؎ سورۃ الکہف۔ آیت ۷۴

راستہ بتاتے ہیں نہ اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ خالی پیٹ اور سفر کی تھکن کے باوجود چاہتا ہے کہ اس شہر کی ایک ٹوٹی ہوئی دیوار بنائے ایک مسافر سے دیوار بنانے کا کیا تعلق ہو سکتا ہے؟

موسیٰؑ نے خضرؑ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اب جو آپ مجھے دیوار بنانے کے کام پر مجبور ہی کرتے ہیں تو مناسب یہ ہوگا کہ ہم کام کی مزدوری لیں اور شروع کریں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ آپ مزدوری لیے بغیر ایک ایسی دیوار بناتے ہیں جس کا مالک ہی نہیں ہے۔

خضرؑ نے موسیٰؑ کی بات سُنی تو کہنے لگے کہ اب ہماری تمہاری جدائی کا وقت آپہنچا ہے چونکہ تم میرے ساتھ سفر کا حوصلہ نہیں رکھتے اس لیے الگ ہو جاؤ اور اب چونکہ تم مجھ سے جدا ہونے والے ہو تمھیں یہ بتانے کے لیے کہ میرے کام بلاوجہ نہیں تھے اور تم حقیقت سمجھے بغیر اعتراض کرنا چاہتے تھے۔ میں اپنے کاموں کے اسباب تمھاری خاطر بیان کرتا ہوں۔

بادشاہ کا لالچ

اے موسیٰؑ! میں نے جو کشتی میں چھید کیا تھا کہ اس ملک کا بادشاہ رعایا کے مال پر للچائی نظریں جمائے ہوئے ہے اور چاہتا ہے کہ قوم کا مال ضبط کرلے[1]۔ میں نے کشتی میں چھید کر دیا تاکہ بادشاہ کے

---

[1] سورۃ الکہف۔ آیت ۷۹

انسپکٹر کشتی کو ٹوٹی پھوٹی قرار دے دیں اور چھوڑ دیں کیونکہ یہ کشتی کچھ غریب اور نادار لوگوں کی ہے جو دریا میں کام کرتے ہیں اور مجھے یہ لازم ہے کہ ان کی زندگی کی محافظت اور بادشاہ کے لالچ کی روک تھام کروں۔ بے شک اس عیب کی وجہ سے جو میں نے اس میں پیدا کر دیا ہے میں نے کچھ لوگوں کو فاقوں سے بچا لیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام مذہب اور ضمیر کے لحاظ سے مناسب ہے۔

واقعی اگر بادشاہ مجرم نہ ہوتا اور رعیّت کے مال و دولت پر ناجائز ہاتھ نہ ڈالتا تو کسان اور مزدور اپنے کام اور کمائی میں آزاد ہوتے اور میرا کام معمول کے خلاف اور نامناسب قرار پاتا۔ لیکن تمھیں بادشاہ کے شیطانی خیالات کا علم نہیں ہے اور تم اس کے منحوس منصوبوں سے بھی بے خبر ہو اور اسی لاعلمی کی بنا پر تم اعتراض کرتے ہو۔

نیک کردار والدین

اے موسیٰؑ! میں نے اس بچّے کو اس لیے قتل کیا تھا کہ اس کے والدین لائق اور خدا کے نیک بندے تھے اور اگر وہ لڑکا زندہ رہتا تو اس کے نامعقول طرزِ عمل اور خدا کی نافرمانی کی وجہ سے اپنے والدین کو سخت صدمہ پہنچاتا۔ میں نے اس لڑکے کو اس لیے مار ڈالا کہ اس کی خطرناک شخصیت اس کے مومن والدین کے آزار کا سبب نہ ہو۔

چونکہ خدا یہ چاہتا تھا کہ اس بچّے کو اُٹھالے اور اس کے بدلے میں اچھّی طبیعت اور نیک اخلاق کا دوسرا بچّہ انھیں بخش دے اور انھیں مستقبل کے صدمے سے بچالے اس لیے میں نے اس بچّے کو مار ڈالا اور اس بارے میں ان کی مناسب امداد کی۔ یہ کام شرع کی نظر سے جس پر میں مامور تھا جائز اور سماج کے نقطۂ نظر سے اچھا تھا۔

دو یتیم

اے موسیٰؑ! جو دیوار ٹوٹ کر گرنے کے قریب تھی وہ میں نے بے وجہ نہیں ڈھائی کیونکہ یہ دیوار دو یتیم بچّوں کی ملکیّت تھی جو شہر میں رہتے تھے اور دیوار کے نیچے ان کا ایک دفینہ تھا جو ان تک ان کے لائق باپ سے وراثت میں پہنچا تھا۔ خداوند عالم نے اس لیے کہ وہ دونوں بچّے بڑے ہو کر یہ دفینہ نکالنے کے قابل ہو جائیں مجھے حکم دیا کہ وہ دیوار چُن دوں۔

بے شک خداوند عالم نے ان پر مہربانی کی اور میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ تم سوچو گے تو یہ سمجھ لو گے کہ مذہب اور ضمیر کے فرض کے سامنے جو مجھ پر عائد ہوتا تھا کہ یتیموں کے دفینے کی حفاظت کروں مجھے یہ لازم نہیں ہے کہ میں کسی قسم کی تکلیف کی وجہ سے ہچکچاؤں یا کوئی خوف دل میں لاؤں کیونکہ فرض کے سامنے تمام رکاوٹیں ہیچ ہیں۔

اگرچہ اہلِ ناصرہ نے ہم سے بے توجہی برتی لیکن ان کی اس بے توجہی

کے سبب سے ہم اپنا فرض نہیں چھوڑ سکتے۔

اے موسیٰؑ! جو کچھ بیان کیا گیا وہ میرے خلافِ معمول کاموں کے اسباب تھے جنھوں نے اپنی ظاہری شکل میں تمھیں ناخوش کیا۔

بے شک اگرچہ ظاہر میں زندگی کی بہت سی ناگوار باتیں ہمیں پریشان اور فکرمند کر دیتی ہیں لیکن ہر ایک اپنی جگہ مناسب اور کسی فرد یا پورے معاشرے کے مفاد میں ہوتی ہے۔

موسیٰؑ، خضرؑ کے پاس یہ سمجھنے کے لیے گئے کہ دنیا کے واقعات اسباب اور نتائج کے سلسلے کے مطابق پروردگار کی طرف سے تکمیل پاتے ہیں اور اس تکمیل کا ایک وقت آتا ہے۔ وہ یہ جاننے کے لیے گئے تھے کہ دیوار بنانا، کشتی میں چھید ہونا اور بچے کا مارا جانا دنیا کے چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا ایک الگ سبب اور ایک خاص نتیجہ ہے جو ہماری نظر سے پوشیدہ ہے۔

موت کا قاصد

موسیٰؑ نے چالیس سال تک فرعون سے جنگ کی تب جا کر روئے زمین کے بڑے ظالم اور جابر کو غرقِ نیل کر پائے۔ موسیٰؑ اپنے مخصوص عزم اور ثباتِ قدم کے ساتھ بنی اسرائیل کی تربیت کے لیے کھڑے ہوئے اور انھوں نے ان پر خدائی طریقے، عادتیں اور احکام واضح کیے۔

موسیٰؑ ان اندرونی دشمنوں اور انسان نما شیطان صفت لوگوں سے لڑتے رہے جو ہر فتح کے بعد ظاہر ہوتے تھے اور تفرقے اور جھگڑے کی آگ بھڑکاتے تھے۔ ہاں انھوں نے بچھڑا بنانے والے سامری اور بچھڑے کو پوجنے والی جماعت سے بھی جنگ کی اور ان لوگوں کو بھی خدا کی مدد سے نیچا دکھایا۔

وہ علم و دولت پر گھمنڈ کرنے والے قارون سے بھی لڑے اور اس کو خدا کی بارگاہ سے نکلوا دیا۔ انھوں نے مجرموں کے ناپاک عزائم خاک میں ملا کر اپنی قوم، اپنے وطن اور اپنے پیروکاروں کے ایمان کا تحفظ کیا اور عظمتوں اور کمال کی راہوں کی طرف ان کی رہبری کی جب موسیٰؑ اپنے پیروؤں کی ہدایت کر چکے اور ان لوگوں کے فائدہ اٹھانے کا وقت آیا تو خدائے بزرگ کا قاصد پہنچا اور اس نے ان کی روح قبض کرنے کی اجازت مانگی اور موسیٰؑ نے ایک سو بیس سال کی عمر میں اپنی جان خدا کے سپرد کر دی اور دنیا کو بتا گئے کہ اگر انسان ایمان، اعتماد بہ نفس اور عزمِ راسخ کی دولت سے مالامال ہو تو ظاہری بے سروسامانی کے باوجود فرعون جیسے آمر حکمراں کو بھی نیست و نابود کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ مادی طاقت کے تمام وسائل اس کے قبضے میں ہی کیوں نہ ہوں۔ موسیٰؑ کے معرکوں نے آنے والے ہر جابر و آمر بادشاہ کو متنبہ کر دیا کہ جب کبھی وہ نسلی امتیاز، حقوقِ بشر کی پامالی دولت کی غیر منصفانہ تقسیم اور انسانی خون سے ہولی کھیلنے کا مرتکب

ہوگا تو جبرِ زمانہ کے سبب اسے اپنے اپنے زمانے میں ایک مردِ انقلاب کا سامنا کرنا پڑے گا جو آزادی اور حق وعدل کے قیام کے لیے اس سے ٹکر لے گا۔

حضرت موسیٰؑ کی تمامتر زندگی کی داستان جہاد کی داستان ہے انھوں نے فقط لکڑی اور پتھر کی بنی ہوئی مورتیاں ہی نہیں توڑیں بلکہ ظلم وستم، تکبر، غلامی اور ماسوا اللہ کی پرستش کے بتوں کو بھی پاش پاش کر دیا۔

حضرت موسیٰؑ کی معرکوں سے بھرپور زندگی سے پتا چلتا ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندے اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور جب وہ خدا کی خاطر قیام کرتے ہیں تو ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی۔ ان کا قیام انسان کی بہتری اور فلاح کے لیے ہوتا ہے اور یہی ان کے مشن کی روح ہے۔ اسی مشن کا نقطۂ کمال اسلام ہے۔

اسلام وہ دینِ برحق ہے جو حق دوستی، عدل وانصاف اور جان ومال کی حفاظت چاہتا ہے۔ وہ انسان کی فلاح وبہبود چاہتا ہے اور اسے اعلیٰ ترین منزل پر دیکھنا چاہتا ہے اس کے احکام پر عمل پیرا ہوکر انسان غلامی، ذلت اور ظلم وجور سے نجات حاصل کرتا ہے اور آزادی کی فضا میں سانس لیتا ہے۔ اسلام کا اصل مقصد مظلوم کی حمایت اور معاشرے کی صحیح رہنمائی ہے اور وہ اس بات کا خواہاں ہے کہ انسانوں کے مابین غلط تقسیم ختم ہو جائے۔

اسلامی حکومت کا قیام

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اسلام دوستی عین انسان دوستی ہے اور اسلام دشمنی عین انسان دشمنی ہے۔ حکومت اسلامی کا قیام دراصل حکومتِ انسانی کا قیام ہے، حکومتِ الٰہی کا قیام ہے۔ اسلامی حکومت ایک ایسی حکومت ہے جو آزادی اور عدالت کی علمبردار ہے اور بنی نوعِ انسان کی نجات کے لیے اس حکومت کا قیام ضروری ہے۔

اسلامی حکومت کے اہم ترین مقاصد میں سے ایک ظلم داستبداد کا خاتمہ ہے اور پیروانِ اسلام کا فرض ہے کہ وہ اس مقصد کے حصول کے لیے اپنی جانیں تک قربان کر دیں اور ان لوگوں کا بھرپور ساتھ دیں جو اسلامی نظام کو بروئے کار لانے کی کوشش کر رہے ہیں بالآخر مظلوم کو اس کا حق ملتا ہے اور فتح و کامرانی مجاہدین کا مقدر ہے۔

ان تنصروا الله ینصرکم و یثبت اقدامکم۔

مردِ انقلاب

جعفر

مصطفیٰ زمانی

یکے از مطبوعات
مجمع جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان (۱۰)
پوسٹ بکس ۵۴۲۵ ۔ کراچی ۔ ۲